يا أيها النبي إنا أرسلناك شاهدا ومبشرا ونذيرا وداعيا إلى الله بإذنه وسراجا منيرا

فمن رغب عن سنتي فليس مني (المتفق عليه)

چراغِ سُنّت

حضرت مولانا سید فردوس شاہ صاحب قصوری

مکتبہ نذیریہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ

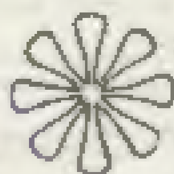
محمد عربی کابروئے ہر دو سراست
کسیکہ خاک درش نیست خاک بر سراو

چراغِ سنت

مؤلفہ

حضرت مولانا سید فردوس علی شاہ صاحب





ناشر

قیمت -/۳۹ روپے

مکتبہ نذیریہ چناب بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور ۱۸

ہفت روزہ خدام الدین
۳ را کتوبر ۱۹۸۰ء

مولانا سید فردوس علی شاہ صاحب دنیائے علم و عرفان کے عظیم فرزند ہیں آپ نے نصف صدی سے زائد کا وقت قصور جیسے شہر میں توحید و سنت کی شمع جلائی اور اپنے بڑھاپے اور نقاہت کے باوجود اب بھی مصروفِ عمل ہیں۔ آپ کی تدریسی تصنیفی خدمات ہزاروں گم کردہ راہ لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پیروکار بن گئے۔

زیر تبصرہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۹۵۰ء میں شائع ہوئی اور شائع ہوتے ہی توجہات کا مرکز بن گئی۔ چند در چند وجوہات کی بنا پر اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود کتاب دوبارہ نہ چھپ سکی تا آنکہ اب کچھ عرصہ پیشتر مصنف علام کے فیض یافتہ اور اشاعت توحید و سنت سے والہانہ لگاؤ رکھنے والے ایک صاحب دل عالم دین صاحب نے اپنی تمام تر کسمپرسی کے باوجود دین اسلام کی اشاعت کے جذبہ سے از سر نو چھپوایا جس میں حضرت مصنف کا مفصل دیباچہ طبع دوم شامل ہے۔ جس سے کتاب کی تصنیف و اشاعت سے متعلق مکمل داستان اور بریلوی کارروائیوں کا اندازہ ہو سکے گا۔

اس موضوع پر اب تک جو کتابیں سامنے آئی ہیں۔ ان میں اس کتاب کو چند وجوہات کی بنا پر بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس میں اہل حق کا مکمل دفاع کیا گیا ہے۔

ہم اہل دل مسلمانوں سے خاص طور پر توقع رکھتے ہیں کہ وہ اس کتاب کی اشاعت میں بیش از بیش دلچسپی لے کر تبلیغی فریضہ سے سبکدوش ہوں گے۔

قیمت [illegible]

اظہارِ تشکر

ہم حضرت مولانا فردوس شاہ صاحب قصوری حفظہ اللہ تعالیٰ کے نہایت ممنون اور متشکر ہیں کہ انہوں نے ہمیں اپنی جملہ تصنیفات و تالیفات کی اجازت مرحمت فرما کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ جزاء اللہ احسن الجزاء فی الدنیا و الآخرۃ۔

خادم علماء ربانی وحقانی

محمد حنیف یزدانی
مدیر مکتبہ نذیریہ لاہور

۵ رشوال ۱۴۰۷ھ
۲۲ رمئی ۱۹۸۷ء
بروز اتوار

حضرت شاہ صاحب مدظلہ
کی دیگر تصانیف

التحیات للہ ________ قیمت ۱۸/ روپے
کلمہ طیبہ مع تفسیر نماز ________ ۷/۵۰
اعلان بالصلوٰۃ والسلام ________ ۱۵/-
قبل اذان ________
الصلوٰۃ والسلام ________ زیر طبع

ناشر: مکتبہ نذیریہ چناب بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور ۱۵

تبصرے

ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور
۱۵ر نومبر ۱۹۸۵ء

بریلویت نے شرک و بدعت کا جو سلسلہ برصغیر ہند و پاک میں جاری کر رکھا ہے اس کی اصلاح کے لئے علماء حق نے قرآن و حدیث کی تبلیغ و اشاعت میں اپنا پورا زور صرف کیا ہے مگر افسوس کہ اس طائفہ نفس پرستاں نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس رکھی ہیں اور آنکھوں پر پٹیاں باندھلی ہیں اور بسطے کر لیا ہے کہ وہ ہندو یا عیسائی کی ہمنوائی تو کر سکتے ہیں مگر اہل حدیث عالم یا مکتبہ دیوبند کے کسی فاضل کی بات نہیں سنیں گے ۔ تصوف کی آڑ میں قرآن و سنت کے واضح احکام و مسائل اور افکار و عقائد کو انہوں نے اتنا بدہیت کر دیا ہے کہ عام آدمی ان کی اصل صورت پہچاننے سے قاصر رہ گیا ہے ۔ شہر قصور کے کسی مولوی نے "ندراولیاء" نامی کتاب لکھی جس میں بدعات کا طومار باندھ دیا اسی شہر کی فاضل شخصیت مولانا سید فردوس شاہ صاحب کی حمیت ایمانی جوش میں آئی اور انہوں نے اس کی تردید میں "چراغ سنت" کے نام سے کتاب شائع فرمائی ۔ یہ کتاب اب سے کوئی پچیس تیس سال پہلے شائع ہوئی تھی ۔ اب مکتبہ نذیریہ نے شاہ صاحب کی اجازت سے اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا ہے ۔ اس اشاعت میں اب "ندراولیاء" کے علاوہ دیگر جملہ بدعات کے رد میں بھی شاہ صاحب نے فکر انگیز مواد جمع کر دیا ہے ۔ شاہ صاحب نے اس کتاب میں جو انداز استدلال اختیار کیا ہے وہ منفرد ہے یعنی کتاب و سنت سے تو اہل بدعت کی تشفی نہیں ہوتی کیونکہ وہ بزرگان کرام کی باتوں کو زیادہ وزنی تصور کرتے ہیں ۔ اس لئے مؤلف نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت شاہ ولی اللہؒ محدث دہلوی، حضرت الشیخ عبدالحقؒ محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی

کے اقوال و افکار کے حوالے سے تمام مسائل بیان فرمائے ہیں ۔ ان میں علم غیب، ایصال ثواب، استمداد و توسل، سماع موتی اور دیگر اہم مسائل شامل ہیں ۔ اس کے علاوہ جناب احمد رضا خان بریلوی اور دیگر بریلوی حضرات کی طرف سے شاہ اسمٰعیل شہید اور علمائے دیوبند پر لگائے گئے اتہامات کا جواب نہایت واضح دلائل سے دیا ہے جن کو پڑھ کر حقیقت نکھر کر سامنے آجاتی ہے ۔

شاہ صاحب کے قلم سے پہلے بھی کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن میں کلمہ طیبہ مع فلسفہ نماز، کا ذخیرہ بدعت، الصلوٰۃ والسلام اور درود شریف کے مسائل وغیرہ قابل ذکر ہیں ۔ شاہ صاحب نے توحید و سنت کا چراغ قصور شہر میں جلا رکھا ہے اللہ تعالیٰ اس کی روشنی سے شرک و بدعت کے اندھیروں کو دور فرمائے ۔

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد درویش جس کو حق نے دیئے ہیں انداز خسروانہ

مکتبہ نذیریہ اس کتاب کی اشاعت پر مبارک باد کا مستحق ہے کہ اس نے وقت کے ضروری مسائل پر یہ کتاب شائع کر کے بریلویت کے قلعے میں دراڑیں پیدا کر دی ہیں ۔ اس سے پہلے بھی اسی مکتبے نے نہایت اہم اور گرانقدر کتابیں شائع کی ہیں جن میں قاضی محمد سلیمانؒ منصور پوری کی اصحاب بدر اور شرح اسماء الحسنیٰ حضرت شیخ الکل میاں نذیر حسینؒ کی معیار الحق حضرت امام ابن تیمیہؒ کی تفسیر سورۃ اخلاص اور اصحاب صفہ مولانا امام خان نوشہرویؒ کی مکالمات نبوی خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔ مکتبہ نذیریہ کے پروپرائٹر مولانا محمد حنیف یزدانی خود بھی ایک عالم اور اہل قلم ہیں ۔ ان کی اپنی تالیفات میں سے مرشد جیلانی کے ارشادات حقانی مرزائے قادیان اور علمائے اہلحدیث، محمد رسول اللہ غیر مسلموں کی نظر میں، اور دیگر بہت سی کتب اس مکتبے نے شائع کی ہیں ۔ ترویج و تبلیغ توحید و سنت میں اس مکتبے کی خدمات قابل قدر ہیں ۔ اللہ تعالیٰ مولانا یزدانی کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے ۔

زیر نظر کتاب اہل توحید و سنت کے لیے نہایت کارآمد ہے جار ہے

واعظ و مبلغین اس سے ہر قسم کے حوالے سے کام لے سکتے ہیں اور اُلجھے ہوئے مسائل کو سلجھانے کے لیے اس سے رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔

ہفت روزہ ایشیا لاہور

نومبر ۱۹۸۰ء

اہل اسلام کے مختلف گروہوں کے آپس میں مختلف امور پر اختلافات سے سب حضرات آشنا ہیں۔ مختلف علماء نے اپنے اپنے طور پر ایسی کتب لکھی ہیں جن میں اس اختلاف کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔ زیرِ نظر کتاب بھی ایک ایسی ہی کتاب ہے جس کے مصنف مولانا فردوس علی شاہ صاحب ایک نامور عالمِ دین ہیں۔ یہ کتاب آج سے کچھ عرصہ پہلے طبع ہوئی تھی اور نایاب تھی لیکن اب اس کا دوسرا ایڈیشن چھپ گیا ہے۔ اس کتاب میں فاضل مصنف نے اختلاف کے خاتمے کے لیے ایک مستحسن کوشش کی ہے۔ انہوں نے اپنی بحث میں اور غلط عقائد کے رد کے لیے ایسے بزرگانِ دین اور اولیائے کرام کی تعلیمات سے حوالہ جات لیے ہیں جو جملہ عوام مسلمانوں کے نزدیک قابلِ احترام ہیں۔ امید ہے کہ اس کتاب کے پڑھنے سے طالب علمانِ دین اور علماء کرام کو اس کتب کے مطالعہ سے فوائد حاصل ہوں گے اور اس سلسلہ میں ہونے والے کئی مباحث سے تفصیلی واقفیت حاصل ہوگی۔

تالیفات مولانا محمد حنیف یزدانی
ناظم مکتبہ نذیریہ چناب بلاک
علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

زیارت قبور کا شرعی طریقہ

روزنامہ نوائے وقت ۲۸ مارچ ۸۲ء، ہفت روزہ چٹان ۲۶ اپریل ۸۲ء اس کتاب مستطاب پر تبصرہ کر چکے ہیں۔ آجکل زیارت قبور کے سلسلہ میں جس طرح شرک و بدعت عام لوگوں میں راہ پا چکے ہیں ان کے لئے بالخصوص اور اپنے عقیدہ کو مزید پختہ کرنے والوں کے لئے بالعموم اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ زیارت قبور کے متعلقہ جملہ مسائل، قبر کا طواف، مسح، بوسہ، سجدہ، اس سے چمٹنا، لپٹنا، قبر پر گنبد، عمارت قبہ، مجاور کا بیٹھنا، چادر چڑھانا، نذر و نیاز، قبر کی زیارت کے لئے دور دراز سے سفر کر کے جانا، عرس، میلہ، اجتماع، قبر پر جانا بالخصوص حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم

فہرست مضامین

تمہید و تحقیق مسئلہ اعلان بالصلوٰۃ والسلام مع کار خیر یا بدعت

مصنف: حضرت مولانا فردوس علی شاہ قصوری ۔ ناشر: مکتبہ نذیریہ چناب بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور ۔

مولانا محمد حنیف یزدانی پروپرائٹر مکتبہ نذیریہ ایک بلند ہمت ناشر اور جماعت کے خطیب و ادیب ہیں۔ تبلیغ دین کا ذوق بلکہ جنون ان کی متاع حیات ہے جس کے باعث وہ طرح طرح کی مفید کتب کی اشاعت پر کمربستہ رہتے ہیں۔ اب تک وہ لاتعداد کتب شائع کر چکے ہیں جو کئی سال پہلے چھپ کر نایاب ہو گئی تھیں۔ اسی طرح وہ بعض متنازعہ مسائل پر فرمائشی کتب تحریر کروا کر بھی شائع کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں۔ خصوصاً پاک و ہند میں مسلمانوں کی طرف سے جاری کردہ بدعات و شرک کی تردید میں انہوں نے بہت سا لٹریچر شائع کر دیا ہے۔ زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ جناب بریلوی مکتب فکر نے "بدعت حسنہ" کی آڑ میں قرآن و سنت کی تعلیمات کا جس طرح حلیہ بگاڑا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ زیر نظر کتاب ایسی ہی ایک بدعت "اذان سے قبل درود و سلام" پر ایک فکر انگیز تالیف ہے جو مولانا محمد حنیف یزدانی کی فرمائش پر حضرت مولانا فردوس شاہ صاحب قصوری نے تحریر فرمائی ہے۔ یہ کتاب مفتی غلام سرور قادری لاہوری کی کتاب "مسئلہ صلاۃ و سلام قبل اذان" اور مولانا احمد علی قصوری کے ایک مضمون کا جواب ہے جو اسی موضوع پر ڑانے وقت میں شائع ہوا تھا۔ حضرت سید فردوس شاہ صاحب کتاب و سنت کی تائید اور شرک و بدعت کی تردید کے لیے بقول مولانا یزدانی قصوری سیف بے نیام ہیں۔ اس سے پیشتر ان کے معجز نما قلم سے اہل بدعت کی تردید میں "چراغ سنت" اور "کلمہ طیبہ مع فلسفہ نماز" جیسی ضخیم کتب شائع ہو کر خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں جنہیں مکتبہ نذیریہ ہی نے شائع کیا تھا۔ زیر نظر کتاب اذان سے قبل درود و سلام جیسی "بدعت تازہ تر" پر حرف آخر بھی چاہیے۔ مصنف کا انداز تحریر اور اسلوب استدلال کتاب و سنت صحیحہ میں فکر و نظر کو بیش بہا خزانہ ہے۔ ان کے دلائل قاطعہ کے سامنے اہل بدعت کے براہین کے تار و پود بکھر کر رہ گئے ہیں۔

کتاب کے آخر میں شاہ صاحب کا دوسرا رسالہ "ذکر بالجہر خیر یا بدعت" بھی شامل کر دیا گیا ہے جو اس سے پہلے الگ شائع ہو چکا ہے اس میں بھی قصور ہی کے ایک بدعت ساز مولوی عبداللہ قادری کے رسالہ "ذکر جہر کا جواز" کا جواب دیا گیا ہے جو بدعت کے مذکورہ سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ مصنف و ناشر دونوں اس کتاب کی اشاعت پر تبریک و تحسین کے مستحق ہیں۔

قیمت ۱۶/- روپے

الاعتصام جلد ۸ ، ۱۸ اگست ۱۹۹۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

(طبع دوم)

حضرت مولانا فردوس شاہ صاحب قصوری حفظہ اللہ تعالیٰ نے جب پہلا ایڈیشن ۱۹۵۵ء میں "چراغ سنت" کا شائع فرمایا تو پورے ملک میں عموماً اور شہر قصور میں خصوصاً بریلوی حضرات کے کیمپ میں سناٹا چھا گیا۔ حالانکہ اس کی اشاعت سے قبل بریلوی واعظین و مبلغین نے نوزائیدہ مملکت خداداد پاکستان میں اور خاص طور پر میرے سابقہ پیر و مرشد مولوی محمد عمر صاحب اچھروی لاہوری المتوفی دسمبر ۱۹۷۱ء، میرے استاد محترم مولوی محمد شریف صاحب نوری قصوری المتوفی ۱۹۷۲ء، اور میرے استاد محترم مولانا محمد عبداللہ قادری قصوری نے علماء حق پر دن رات الزامات کی بوچھاڑ کر رکھی تھی۔ شہر قصور میں مختلف انجمنوں نے آئے دن بریلوی علماء حضرات کو مدعو کئے رکھا۔ مسجد میاں نقیب کوٹ اندرون قصور جہاں جناب اچھروی صاحب خطبہ جمعہ کے لیے لاہور سے قصور تشریف لے جاتے اور اس کے علاوہ شہر میں مختلف مقامات پر ایسی فرقہ وارانہ اور اشتعال انگیز تقریریں ہوتیں کہ الامان الحفیظ۔ اور یہ سلسلہ اب تک قائم ہے۔ شاہی مسجد لاہور پر علامہ محمود احمد رضوی کی طرف سے ڈنڈا بردار جلوس نوجوان مولوی صاحبان وغیر مولوی صاحبان کا تو ہم نے اپنی گنہگار آنکھوں سے دیکھا ہے۔ پھر اس کے علاوہ آج کی مہذب دنیا میں اس وقت سے اب تک وہابیوں اور دیوبندیوں کے خلاف لٹریچر بھی شائع فرمایا ہے۔ چنانچہ ان دنوں قصور میں مولانا قادری صاحبؒ نے "النذر للاولیاء" اور مولانا نوری صاحب نے "مسئلہ گیارہویں" اور مولانا اچھروی صاحبؒ نے "مقیاس حنفیت" شائع فرما کر مزید فرقہ بندی اور انتشار پسندی کو ہوا دی۔ یہ حضرات اس وقت سے فرقہ بندی کا ایندھن تیار کر رہے ہیں جب پاکستان علماء حق کی عظیم قربانیوں کے

بعد معرضِ وجود میں آگیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ پاکستان میں "اسلامی نظام" کی مخلصانہ، مومنانہ کوششوں کو سبوتاژ کرنے کے لیے بریلوی دیوبندی وہابی کے معمولی لفظی نزاع کو ہوا دیئے رکھنا پیشہ ور دکاندار مولوی حضرات نے اپنی دنیا بنانے کے لیے ایسی ضد اور ہٹ دھرمی اختیار کر رکھی ہے کہ کہیں اسلامی نظام کا "آفتاب و ماہتاب" طلوع نہ ہو جائے۔ اور ہماری اندھیر نگری کا کاروبار ٹھپ نہ ہو جائے۔

مصنف چراغ سنت نے ان تمام الزامات و خرافات کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے گندم نما جو فروش بریلوی علما حضرات کی علمی جہالتیں اور خیانتیں واضح طور پر بیان فرمائی ہیں قارئین و ناظرین حضرات حیران ہونگے کہ اس زمرہ میں بریلوی حضرات کے شیخ الاسلام، شیخ الحدیث صف اول کے مجاہد ہیں اور حضرت مولانا فردوس شاہ صاحب نے جو مدلل اور مضبوط گرفت کی ہے اس کا جواب دینے سے بریلوی علماء حضرات عاجز و ساکت ہیں ؎

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے خاک نہ کردوں تو داغؔ نام نہیں

افسوس صد افسوس ہے کہ بریلوی حضرات کے ہاں وہابیوں، دیوبندیوں سے لئے ہنگامہ آرائی و انگشت نمائی تو بہت ہے لیکن جب کوئی علمی تحقیقی بات سنجیدگی سے ہوتی ہے تو ان حضرات کی طرف سے سنجیدگی کی بجائے بلٹر بازی اور محقق و مسائل کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ یہی معاملہ راقم الحروف کے ساتھ چراغ سنت کے شائع ہونے کے بعد پیش آیا جب بندہ گنہگار ۱۹۵۵ء میں مولانا محمد عبداللہ صاحب قادری کے دار العلوم جامعہ حنفیہ میں زیر تعلیم تھا حضرت استاذ صاحب اپنے رسالہ النذر للاولیاء جائز بلا غنیاء پر اور اپنے بزرگ استاد حضرت علامہ ابو البرکات صاحب المتوفی ستمبر ۱۹۷۸ء پر اور دیگر علماء بریلوی حضرات پر مصنف چراغ سنت کی طرف سے عائد کردہ اعتراضات و سوالات کا صحیح جواب نہ دے سکے اور نہ ہی دے سکتے ہیں، انشاء اللہ تعالےٰ

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

خادم علماء ربانی
محمد حنیف یزدانی
مدیر مکتبہ نذیریہ لاہور

۵ شوال ۱۴۰۸ھ
۲۲ مئی ۱۹۸۸ء بروز اتوار

عرض مؤلف

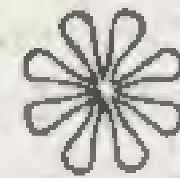
ناظرین! یہ رسالہ "چراغ سنت" دینِ مظلوم کی ایک فریاد ہے کہ بک شب تاب یعنی بدعت کی سیاہ رات میں نورِ سنت کا ایک جگنو ہے۔ اگرچہ اس سلسلہ میں حضرات علماء کرام کی مساعی جمیلہ کچھ کم نہیں لیکن اس رسالہ کی خصوصیت یہ ہے کہ دلائل پیر پرست عوام کی سطح ذہن سے قریب تر ہیں۔ خاکسار مؤلف کی رائے میں بریلوی حضرات کی اصلاح قرآن کریم اور حدیث شریف کے معیاری دلائل سے نہ ہوئی ہے نہ ہو سکتی ہے۔ تجربہ شاہد ہے۔ اس لیے غور و فکر کے بعد یہ تجویز سمجھ میں آئی کہ اختلافی مسائل کو حضرات بزرگان دین، صوفیائے کرام اور اولیائے امت کی تصنیفات سے حل کیا جائے۔ چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ، حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اس رسالہ کے عناصر اربعہ ہیں۔ جو فریقین کے ہاں مسلم ہیں۔ تصوف اور شریعت کے جامع ہیں۔ ہمارا ماحول بھی ان سے متعارف ہے اسی خیال پر مسئلہ توحید حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی قدس سرہٗ کے ارشادات خفتہ سے واضح کیا گیا ہے۔ مسئلہ بدعت کی پوری پوری وضاحت مکتوبات امام ربانی سرہندی سے کی ہے۔ مسئلہ نذر کو فقہائے حنفیہ کی معتبر ترین کتاب فتاویٰ عالمگیری، بحر الرائق شرح کنز الدقائق اور شامی سے بیان کیا ہے۔ ناظرین کو مختلف مسائل میں مکتوبات کے حوالے نظر آئیں گے۔ گویا اس رسالہ کا سب سے بڑا ماخذ مکتوبات

خریف ہے۔ اب یہ رسالہ بریلوی حضرات پر ایک حجتِ خداوندی ہے۔ ایک جدید انکشاف ہے۔ بزرگوں کی محبت اگر خلوص اور طلبِ حق پر مبنی ہے تو معاملہ صاف ہے۔ حضرات علمائے دیوبند کے عقاید عین بزرگانِ دین اور صوفیائے کرام کے عقاید ہیں۔ اگر نفس پرستی اور ہوا پرستی کو بزرگ پرستی سمجھ رکھا ہے تو بزرگوں کے پاکیزہ کلمات ان پر حجتِ الٰہی ہوں گے۔ کیا خوش قسمتی ہے کہ ہمارے اختلافات کو ختم کرنے کے لیے حضرت پیرانِ پیر قدس سرہٗ اور امام مجدد الف ثانی رحمہ جیسے بزرگ تشریف لا رہے ہیں۔ آیئے اور اس پاکیزہ مجلس میں سنی سنائی باتوں کو بھلا کر، اور تعصب و عناد سے صاف ہو کر بزرگانِ دین کے فیصلے سنیے:

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ
أَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ

(مؤلف)

۹ ربیع الاول ۱۳۷۶ھ
اکتوبر ۱۹۵۶ء



نوٹ: بغرضِ اختصار اکثر حوالے ترجمۂ اُردو میں دکھائے گئے ہیں۔ البتہ مفہوم کی ادائیگی میں سخت احتیاط کی ہے۔

دیباچہ طبع دوم

رسالہ "چراغِ سنت" ایک وقتی اور فوری ضرورت کے تحت مصنف نے برداشتہ قلم "تعدیہ اولیاء" کی تردید میں لکھا تھا لیکن حضرات علمائے کرام اور اہلِ ذوق عوام کی پسند پڑے۔ بریلوی علماء اور رسائل کی چیخ و پکار اور تردید نے اسے چند دنوں میں وہ مقبولیت اور شہرت دے دی کہ آج بحمد اللہ پاکستان اور ہندوستان کے ہر حلقہ اور ہر طبقہ سے طبع دوم کے لئے بے شمار مطالبات ہمارے پاس آ چکے ہیں۔ کس زبان سے خداوند قدوس کا شکر ادا کروں کہ "چراغِ سنت" کی اشاعت کے دوسرے روز خداوند تعالیٰ نے مجھ ناکارہ کو وہ جلیل القدر روحانی انعام عطا فرمایا جس کی سچی آرزو ہر مومن کے دل میں تڑپتی رہتی ہے اور محض فضلِ الٰہی کے بغیر اس کے حصول کا کوئی ذریعہ ہی نہیں من رآنی فقد رآنی صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ دیدارِ جمال بخش ایسی کیفیاتِ مثالیہ کا حامل تھا جس کی تعبیر بس یہی تھی کہ "چراغِ سنت" ایک خنجر ہے جو بدعت کی کمر میں پیوست ہو چکا ہے "فالحمد للہ رب العالمین"۔ "چراغِ سنت" کو ضبط کرانے کے لئے سرکاری اور درباری کوششیں جب ختم ہو چکیں تو ہند و پاک کے بریلوی رسائل نے اس کی تردید میں دل کی بھڑاس نکالی۔ اس بے حقیقت گروہ کا سرخیل رسالہ "رضوان" لاہور ہے جس نے جواب لکھنے کی بجائے بے ہودہ گالیاں لکھ کر جماعت کو خوش کیا اور قصور کے ایک دل سوختہ نے انہی مضامین کو "چراغِ ہدایت" کے نام سے شائع کیا۔ تاب اللہ علیہم اجمعین۔

"چراغِ سنت" کے اثرات

مولوی احمد رضا خان صاحب سے لے کر مولوی حشمت علی وغیرہ
تک سب نے اختلاف کی حقیقت [illegible] ملاحظہ ہوں اور چراغِ سنت کی حیثیت
سے ہندوستان [illegible] کی [illegible] میں [illegible] دیکھ کر [illegible] فیصلہ کر
سکیں گے دیوبند چراغِ سنت کے اثرات کیا ہیں مولوی احمد رضا خان فرماتے ہیں۔

۱۔ آج کل کے وہابی، رافضی وغیرہ ایسے شخص سب سے بدتر مرتد ہے
[illegible] اس کا نکاح کسی مسلم کافر مرتد اس
کے ہم مذہب ہو یا مخالف مذہب [illegible] انسان حیوان کسی سے
نہیں ہو سکتا [illegible] ہوگا [illegible] میں سب سے
بدتر منافق ہے [illegible] دیوبندیہ۔ (احکام شریعت ص۱۲۲)

۲۔ یہودی کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے اگرچہ [illegible] نام لے کر ذبح کرے۔
وہابی دیوبندی وغیرہ کا ذبیحہ محض مردار قطعی ہے اگرچہ لاکھ بار اللہ
کا نام لے یہ سب مرتد ہیں۔

ولا ذبیحۃ لمرتد

۳۔ جو دیوبندیوں کو کافر نہ کہے اور ان کا پاس لحاظ رکھے [illegible] ان سے تعلق
یا رشتے یا دوستی کا خیال رکھے وہ بھی بے شک انہیں کی
طرح کافر ہے قیامت میں انہیں کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے
گا۔
(فتاویٰ افریقہ مصنفہ احمد رضا خان ص۱۱)

۴۔ مولوی احمد رضا خان بریلوی سے کسی نے دریافت کیا ہے کہ وہابیوں
کی بنائی ہوئی مسجد مسجد ہے یا نہیں؟ جواب میں فرماتے ہیں:
"کفار کی مسجد مثل گھر کے ہے۔" (الملفوظ ج ۱ ص۱۲۰ مولوی احمد رضا خان)

۵۔ جو شخص دیوبندیوں کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔
(ملفوظ مولوی احمد رضا خان)

[illegible] دیوبند کے [illegible] سے سخت تر ہیں۔
[illegible] معتقد [illegible]

[illegible] تحریری [illegible] منکرات کا [illegible]
[illegible] اس وقت جو بڑے بڑے سیکڑوں رسائل اور تصنیفات
[illegible] موجود ہیں جن میں متحدہ ہندوستان کے تمام سیاسی مذہبی ادارا[ت]
[illegible] کے خلاف تکفیر [illegible] اور اشتعال انگیزی کا بہت زیادہ مواد
[illegible] اور ملک میں سیکڑوں [illegible] خطرۂ ایمان [illegible] موجود
[illegible] کو کافر کافر کے [illegible] فالی اللہ المشتکیٰ [illegible]
[illegible] کی [illegible] اہل سنت کے چند اقتباسات جن
[illegible] کے مقدس سجادہ نشین اور [illegible] بریلویت
[illegible] مولوی حشمت علی کی تصدیق موجود ہے۔ ان حوالوں کے
مطالعہ سے [illegible] آسانی [illegible] ہو سکیں گے کہ بریلوی مذہب نے ہندوستان
و پاکستان کے [illegible] اور سیاسی مشاہیر پر کیا کچھ ظلم ڈھائے
ہیں۔ اسی [illegible] یہ بات آپ کی سمجھ میں آجائے گی کہ دیوبندیوں کا گناہ
کیا ہے۔

۶۔ دیوبندیہ مرتدین کو جو لوگ صاحب ایمان جانتے ہیں ان پر وہی حکم شرعی
ہے جو دیوبندیہ مرتدین پر ہے یعنی وہ بھی مرتد ہیں۔ (تجانب اہل السنۃ ص[illegible])

۷۔ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس، ندوۃ العلماء، خدام کعبہ، خلافت کمیٹی، جمعیۃ العلماء
ہند، خدام الحرمین، اتحاد ملت، مجلس احرار، مسلم لیگ، اتحاد
کانفرنس، مسلم آزاد کانفرنس، نوجوان کانفرنس، نمازی فوج، جمعیت تبلیغ اسلام
انبالہ، سیرت کمیٹی [illegible] لاہور، امارت شرعیہ بہار شریف، آل پارٹیز
کانفرنس وغیرہ کمیٹیاں انہیں کافروں [illegible] نے بنائی ہیں (تجانب اہل السنۃ)
تمام سیاسی پارٹیوں پر [illegible] کفر کا ہتھیار استعمال کرنے کے بعد متحدہ

ہندوستان کے تمام مذہبی مکاتب فکر پر ہاتھ صاف کرتے ہیں۔

۹۔ وہابیہ دیوبندیہ، لامذہب، نیچری، خاکساری، چکڑالوی، احراری، خارجی، قادیانی، وہابیہ غیر مقلدین، وہابیہ ندویہ، مسلم لیگی صلح کلی اپنے عقائد کفریہ یقینیہ کی بنا پر بحکم شریعت قطعاً یقیناً اسلام سے خارج اور کافر مرتد ہیں تو جو ان کے اسلام سے متعلق کفر پر اطلاع رکھتے ہوئے ان کو مسلمان کہے یا ان کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی یقیناً کافر مرتد ہے اور بے توبہ مرا تو مستحق عذاب۔

تجانب اہل سنت صفحہ ۴۵

دیکھو انگریز کے سایہ میں پلنے والے حضرات بریلوی جماعت نے تمام ملک کی تمام سیاسی پارٹیاں اور مذہبی جماعتیں سب کی سب کافر ہیں۔ مضمون بیان بتائیں کہ اس عالمگیر فتوی بازی کے بعد ہندوستان میں مسلمان کون رہ گیا؟ بریلوی حضرات اس انداز کے تعصب پر [illegible] ہیں اور ہندوستان پاکستان کے تمام مذہبی سیاسی رہنماؤں پر کفر کا فتوی دیتے ہیں۔ سب سے پہلے قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح بانی پاکستان کی باری آتی ہے۔

۱۰۔ بحکم شریعت مسٹر محمد علی جناح اپنے عقائد کفریہ قطعیہ یقینیہ کی بنا پر قطعاً مرتد اور خارج از اسلام ہے جو شخص اس کو مسلمان جانے یا اسے کافر نہ مانے یا اس کے مرتد ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی کافر و مرتد (تجانب اہل سنت صفحہ ۱۲۲) ناظرین غور فرمائیں کہ اس فتوی کے بعد کتنے ہندوستان کے کروڑ مسلمان کس طرح مسلمان کہلانے کے مستحق رہ جاتے ہیں۔

۱۱۔ حسن نظامی دہلوی بھی کافر ہیں (تجانب اہل سنت صفحہ ۱۲۲)

۱۲۔ شفیع خان اور الطاف حسین حالی بھی کافر ہیں (تجانب اہل سنت صفحہ ۲۰۸) شاعر اسلام علامہ اقبال بھی کافر ہے اور بریلوی مصنف نے ان کو کافر کہنے پر [illegible] صفحات [illegible] ہیں۔

۱۳۔ ڈاکٹر اقبال صاحب جیسے [illegible] کا [illegible] ۲۴۱

۱۴۔ ڈاکٹر صاحب کی زبان پر [illegible] صفحہ ۳۴

۱۵۔ مسلمانان اہل سنت خود ہی انصاف کریں کہ ڈاکٹر صاحب کے [illegible] اسلام کی کیا حقیقت ہے صفحہ ۲۴۱

۱۶۔ کفریات و اعتقادات کے باوجود بھی ڈاکٹر صاحب مسلمان ہیں تو [illegible] ہو کہ [illegible] کونسا اسلام گھڑ لیا ہے صفحہ ۲۴۹

۱۷۔ حضرت مولانا عبدالماجد دریابادی مفسر قرآن و مدیر صدق جدید جن کے مضامین "اخبار نوائے وقت" میں "سچی باتیں" کے عنوان سے شائع ہوتے رہتے ہیں بریلوی مصنف کی نظر میں مرتد عبدالماجد دریابادی ہے اور یہ بیہودہ لفظ اس کتاب میں کئی بار استعمال ہوا ہے دیکھئے صفحہ ۱۳۳، ۱۳۴

۱۸۔ حضرت مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کو بھی مرتد ابوالکلام کہا ہے کیونکہ واضح رہے کہ تجانب اہل سنت مولوی محمد طیب دانا پوری برکاتی کی تصنیف ہے جو بریلوی علماء کی صف اول میں شمار ہوتے ہیں مستند البرکات مولوی [illegible] کے مختلف رسائل پر اس مولوی محمد طیب کی تصدیق موجود ہے بریلوی جماعت کے بڑے بڑے ہندوستانی پیر شاہ اولاد رسول اور شاہ آل مصطفے سجادہ نشین مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ کی تصدیق موجود ہے بریلوی جماعت میں ان کی حیثیت اس سے ظاہر ہے کہ اس کتاب پر مولوی حشمت علی رضوی کی تعریف موجود ہے دیکھو صفحہ ۱۳۲ جو سگ بارگاہ رضوی ہیں اور مولوی احمد رضا خان کے بعد دوسرا [illegible] ہیں اس بنا پر ہم اس کتاب کو حشمت علی خان کی تصنیف قرار دیتے ہیں۔ اس لئے کہ بریلوی حضرات [illegible] دیکھو؟

پر کفر کا فتویٰ اس لئے دیا کہ انہیں غالباً یہ [illegible] ہو
نقلی فتویٰ جو جعلسازی سے تیار کیا گیا ہے اور جس سے [illegible] خوب
شائع کرتا ہے بریلوی مذہب میں بھی معتبر [illegible] ہے جو کہ مولوی احمد رضا
خان صاحب سے [illegible] شریعت میں [illegible] کا یہ قاعدہ [illegible] ہے
اَلْخَطُّ یُشْبِہُ الْخَطَّ [illegible] خط سے [illegible]
[illegible] علامہ [illegible] مشہور [illegible] صاحب [illegible]
[illegible] دیا تھا رسالہ رضوان [illegible] وہ فتویٰ [illegible]
[illegible] ہوا ہے [illegible]

نہیں کرتے ہے زاہد تنگ نظر نے مجھے کافر جانا
اور کافر یہ سمجھتا ہے مسلمان ہوں میں

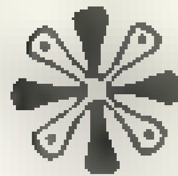
ناظرین! کافر کافر کا یہ زور شور آپ نے دیکھ لیا۔ لیکن چونکہ اہل سنت کی جماعت کے بعض لوگوں کو اس فتویٰ بازی میں نظر ثانی کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ دیداری خاندان کا بریلوی آرگن دیوبندیوں کو کافر کہنے سے تائب نظر آتا ہے۔

"اسی طرح ہم متعلق تمام وہابیوں دیوبندیوں کو ہرگز ہرگز کافر نہیں کہتے بلکہ...... الخ (رسالہ رضوان ۲۰، ۱۴ ستمبر ۱۹۵۶ء)

وقت کا شدید تقاضا ہے کہ اس جماعت کی بے دریغ فتویٰ بازی پر سخت نظرثانی کی جائے ورنہ ملک کا امن وامان بحال رکھنا ناممکن ہو جائے گا۔
مسلمان قوم کی اخلاقی گراوٹ، مذہب سے بیگانگی اور سیاسی ماحول کا تقاضا تو یہی ہے کہ مسلمان فرقہ بندی اور اندرونی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے تنظیم، تعمیر اخلاق اور نصرت اسلام کی طرف جم کر توجہ کریں مگر افسوس کہ مسلمانوں میں ایک چھوٹی سی جماعت وہم پرست جاہلوں کی ایسی پیدا ہو چکی ہے جو حالات حاضرہ کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ ان کا مبلغ علم کچھ ایسا محدود اور زاویہ نظر ایسا تنگ ہے کہ اہل علم کو پریشان اور بدنام کرنے کے

[illegible] مقاصد ہی ہیں [illegible] اسی [illegible] کو [illegible] سمجھ
[illegible] دین [illegible] کی تاریخ میں [illegible] ہی نہیں [illegible] حدیث
[illegible] تمام [illegible] ان کی حمایت [illegible]
[illegible] سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق [illegible] جا رہا ہے۔
[illegible] معاشرہ ہر لحاظ سے قابل اصلاح ہے اپوا کی بیٹیاں پردہ کے خلاف
[illegible] قرآن کو حدیث سے کاٹ کر معطل کیا جا رہا ہے غرض
[illegible] ہزاروں خطرات میں گھر [illegible] اور [illegible] کے
[illegible] ضرورت محسوس نہیں کرتے۔

(مؤلف)



بریلویوں کے عقائد

...سکے عقائد جن کی اشاعت کو خدمت اسلام کہتے ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ ...کن اولیاء اللہ کی شان ہے۔ اولیاء اللہ جس چیز کو کن کہتے ہیں وہ فوراً ہو جاتی ہے۔ اپنے اختیار اور ارادہ سے اپنی مرضی اور منشا سے تمام جہان میں جس طرح چاہیں تصرف کرتے ہیں۔ جسے چاہیں دیں جسے چاہیں نہ دیں۔

یہ عقیدہ بریلویوں کی معتبر کتاب شرح استمداد معتبر [illegible] کی کتب [illegible] صاحب کے ص ۲۹ پر ان الفاظ میں مذکور ہے۔

"ائمہ کرام فرماتے ہیں اولیاء میں ایک مرتبہ صاحب تکوین کا ہے جو چیز جس وقت چاہتے ہیں فوراً موجود ہو جاتی ہے جیسے کہ [illegible] ہو گیا۔

...کی کتاب کے ص ۳۳ پر یوں لکھتے ہیں۔

"آسمان سے زمین تک [illegible] کی ملک ملکیت ہے [illegible] کی ملک و ملکیت فرش عرش تک"

...ہے کہ شرح استمداد مولوی احمد رضا خان صاحب کے [illegible] مصطفیٰ رضا کی تصنیف ہے۔ نیز مولوی احمد رضا خان صاحب نے الامن والعلیٰ مطبوعہ [illegible] پریس [illegible] یو پی کے ص ۱۳۰ پر یوں لکھا ہے۔

"حضرت شیخ عبد القادر جیلانی ہوا پر چلتے اور یوں فرماتے تھے۔ آفتاب طلوع نہیں کرتا یہاں تک کہ مجھ پر سلام کرے [illegible] سال جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا

ہے جو اس میں ہونے والا ہے اسی طرح نیا مہینہ نیا ہفتہ [illegible] مجھ پر سلام کرتے اور مجھے ہر ہونے والی بات کی خبر دیتے ہیں۔" [illegible]

قرآن مجید میں خداوند تعالیٰ نے کُنْ فَیَکُوْن کو اپنی قدرت کا [illegible] قرار دیا ہے جو مافوق الاسباب طور پر کائنات کی تخلیق وغیرہ تمام [illegible] الٰہیہ کا مظہر ہے۔ رضوی حضرات طور پر [illegible] کر حکم یعنی پیدا کرنا [illegible] کا مفہوم ہے اور عرش سے فرش تک ہر چیز کی ملکیت اگر [illegible] اللہ کو حاصل ہے تو پھر خداوند تعالیٰ کے اختیار میں کیا چیز باقی رہ [illegible] خلق و ملک اولیاء اللہ کے سپرد ہونے کے بعد خدا وند تعالیٰ معطل [illegible] فلسفی خدا نہ ہو گا تو کیا ہو گا؟ اور ذرا یہ بھی تو بتائیں کہ اولیاء اللہ نے [illegible] کر کر زمین آسمان بنائے جو مخلوق تیار کی وہ کہاں ہے؟ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ [illegible] حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کو سلام کیے بغیر سورج نہیں نکلتا تو ان کی پیدائش سے پہلے کس کو سلام کر کے نکلتا تھا؟ [illegible] یہ سلسلہ اگر اب تک جاری ہے اور ان کے ہاتھ میں کُنْ فَیَکُوْن کی [illegible] ضرورت تک موجود ہے تو ان کے فوت ہونے کے بعد نبیوں کو [illegible] غوث، قطب، ابدال کا منصب ملتا ہے محدود ہو گا [illegible] یہ بھی فرما دیجئے کہ ایسی [illegible] باتوں کو اگر صحیح مان [illegible] تو زیادہ سے زیادہ ولی کا کشف کہا جا سکتا ہے، لیکن ولی کے کشف پر عقیدہ کی بنیاد قائم کرنا اور ان باتوں کو خدائی صفات حاصل ہونے پر دلیل و ثبوت ٹھہرانا اہل سنت کے نزدیک کیسا ہے؟

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام خدائی کے مالک ہیں۔ اللہ نے سب خزانوں کی کنجیاں آپ کے ہاتھ میں دے دی ہیں جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے آرام تکلیف، رنج راحت پیدا کرنا، مارنا، رزق دینا، مرض صحت، دولت [illegible] تحفظ [illegible] کفر اسلام، ایجاد و اعدام، ہدایت گمراہی، غرض ہر

سے لے کر فرش تک سب کچھ آپ کے اختیار میں دے دیا گیا ہے گویا
کہ بو تحمل کا لفظ۔ اور حضرت صدیق اکبرؓ کا اسلام، دونو آپ کے پیدا کردہ
ہیں، بطور واسطہ بثبوت تمام اختیارات خداوندی سے متصف اور
مختار مولفات ہیں۔ اللہ کے خزانوں سے جو چیز بھی مخلوق کو پہنچتی ہے سب
حضورؐ کی عطا ہے جس خدا نے کار محض طفیلی خدا ہے۔

شعر: اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے،
جو کچھ ہمیں لینا ہے لے لیں گے محمدؐ سے۔

بریلویوں کا رسالہ "رضوان" لاہور بڑی جرأت سے لکھتا ہے کہ:-
"مصنف چراغ سنت نے سخت بے ایمانی اور دغابازی سے کام لیا ہے ہمارے یہ عقائد نہیں ہیں، علماء بریلی کی کتب سے اگر یہ عقائد ثابت ہو جائیں تو ہم ایک ہزار روپیہ انعام دینے کا اعلان کرتے ہیں۔"

جواباً عرض ہے کہ گویا اور یعنی کے بعد کا فقرہ اور کلام مصنف کا اپنا ہوتا ہے۔ شاید آپ لوگ بھی اتنا تو جانتے ہوں گے باقی عبارت کا خلاصہ آخری فقرہ میں موجود ہے یعنی۔
"بریلویوں کے عقیدہ میں حضور علیہ السلام بطور واسطہ فی الثبوت تمام اختیارات خداوندی سے متصف اور مختار بالذات ہیں۔"

ناظرین! بریلوی حضرات نصف صدی سے پورے جوش و خروش اور بڑی دلیری سے یہ عقیدہ تحریر و تقریر میں ثابت کرتے ہیں لیکن معلوم کس وجہ کی بنا پر چودھویں صدی کے بدلتے ہوئے تیور دیکھ کر رسالہ "رضوان" نے اس عقیدہ سے توبہ کا اعلان کیا ہے اس جھوٹی توبہ کی حقیقت ابھی ان شاء اللہ کھل جاتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ بحث بالذات یعنی مختار حقیقی کا لفظ ہم نے مطلقاً نہیں

... ان کے پیچھے بطور واسطہ فی الثبوت کا لفظ موجود ہے۔ اس لئے ... گے کہ بریلوی حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ... صفات بطور واسطہ فی الثبوت مانتے ہیں۔ یہی دعویٰ چراغ سنت ... ہے اس کے دلائل ملاحظہ ہوں۔

... احمد رضا خان صاحب بریلوی نے اس رسالہ "مطبوعہ بدایوں" ... دوسرا ایک قاعدہ بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں:-

نمبر۱ ... نسبت و اسناد دو قسم ہے حقیقی کہ مسند الیہ حقیقتاً اس سے متصف ہو ... اور مجازی کہ کسی علاقہ سے غیر متصف کی طرف نسبت کر دیں ... حقیقی بھی دو قسم ہے، ذاتی کہ خود اپنی ذات سے بے عطاء غیر ہو اور عطائی ... نے اسے حقیقتاً متصف کر دیا ہو خواہ وہ دوسرا خود بھی اس وصف ... متصف ہو جیسے واسطہ فی الثبوت میں یا نہیں جیسے واسطہ فی الاثبات میں مثلاً انسان کو عالم کہتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کی نسبت علم غیب ... حقیقت عطائیہ ہے یعنی بہ عطائے الٰہی وہ حقیقتاً متصف ہو ... ج

حضور علیہ السلام کو دافع البلاء کہنا بھی بمعنی حقیقی عطائی ہے صـ۱۶

ناظرین! اس عبارت سے صاف ظاہر ہوا کہ حقیقی ذاتی اور حقیقی عطائی ... کی قسمیں ہیں، فرق صرف ذاتی اور عطائی کا ہے حقیقی دونوں ہیں خدا ... بھی حقیقی طور پر مصیبتیں اور بلائیں دفع کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ ... بھی حقیقی طور پر دافع البلاء ہیں بلائیں دور کرنے والے ہیں، ذاتی و عطائی ... دونوں میں اور کسی قسم کا فرق نہیں ہے۔ بس فرق اتنا ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ صفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دی جو صفت جس طرح خدا تعالیٰ کو حاصل تھی بالکل ویسی ہی آپ کو عطا ہوگئی وہ عطا کے بعد بالکل ... طور پر آپ اس سے متصف ہو چکے ہیں۔ اس بات کو زیادہ واضح کرنے

کے لیے مولوی صاحب بریلوی نے واسطہ فی الثبوت کا لفظ استعمال
واسطہ فی الثبوت کی واضح مثال آگ اور لوہے لکڑی کی ہے [illegible]
وغیرہ آگ کی وساطت سے حقیقتاً آگ بن جاتے ہیں اور آگ اس [illegible]
کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہوتا۔ هو ان یکون ککل [illegible]
الواسطة و ذی الواسطة معروضا حقیقیا
واسطہ فی الثبوت کی مثال سے بھی طرح واضح ہو گیا کہ بریلوی [illegible]
خداوند تعالیٰ کے صفات کو حقیقی طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی [illegible]
موجود سمجھتے ہیں کیونکہ آگ میں لوہا لکڑی ڈالنے کے بعد لوہا لکڑی بھی حقیقتاً
بن جاتے ہیں، اور آگ کی پوری طاقت، پوری کیفیت، پوری قوت اس [illegible]
میں پیدا ہو جاتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ یہ چیزیں ذاتی طور پر آگ [illegible]
[illegible] حقیقتاً آگ کی پوری قوت ان میں موجود ہے حقیقی عطائی کا یہ مطلب
ہو چکا تو اب یہ بات صاف ہو گئی کہ بریلوی حضرت رسول اللہ صلی [illegible]
کی ذات میں حقیقی ذاتی و حقیقی عطائی کا فرق کرنے کے بعد پوری خدائی [illegible]
ہیں، جہاں کہیں عطا کا لفظ بولتے ہیں ان کی مراد یہی بات ہوتی ہے [illegible]
احمد رضا خان صاحب نے اتصاف حقیقی، و عطائی حقیقی ہے [illegible]
واضح ہو گیا [illegible] یہ بات واضح ہو گئی کہ
بریلویوں کے عقیدہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عطور واسطہ فی [illegible]
تمام اختیارات خداوندی سے متصف درحقیقت بالذات ہیں۔
نمبر ۵ کیونکہ ذات، حقیقت، ماہیت، صورت چاروں معنا متعلق کی
میں ایک ہی معنی رکھتے ہیں جب حقیقی مان لیا گرچہ عطائی طور [illegible]
بالذات خود بخود مان لیا، یہ عقیدہ جسے ثابت کرنے [illegible] عطا [illegible]
[illegible] رسالہ [illegible] سے موق۔
صاحبزادہ [illegible] مصطفیٰ رضا صاحب فرماتے ہیں۔۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے نائب مطلق
[illegible] زمین و آسمان اور دونوں جہان میں حضور کا تصرف جاری
[illegible] نعمت حضور ہی کے ہاتھ سے ملتی ہے۔ (شرح [illegible])
[illegible] شخص جانتا ہے کہ قدرت والے کا نائب کام کرے
[illegible] اس کی طاقت اسے دی جائے گی۔ (شرح الاستمداد [illegible])
[illegible] مطلب یہ ہے کہ آپ کسی خاص کام یا خاص صفت میں خداوند
[illegible] ہیں بلکہ خداوند تعالیٰ کے تمام کاموں کو آپ نائب کے
[illegible] اب یہ بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ خداوند تعالیٰ کی مقدس
[illegible] کے کام کیا کیا ہیں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خدائی کاموں
[illegible] طاقت درکار ہے اور بندہ میں وہ طاقت کہاں؟ اس
[illegible] صاف صاف کہہ دیا کہ قدرت والے کی طاقت یعنی خدائی طاقت
[illegible] نائب مطلق کے لفظ سے یہ ظاہر ہو گیا کہ بریلوی حضرات
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خداوند تعالیٰ کی تمام صفات ثابت کرتے ہیں
[illegible] خصوصیت نہیں ہے۔ خدائی کا مقام اور خدائی قوتیں ان
[illegible] صفات انہیں بھی آپ کے لیے ثابت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔
نمبر ۴ کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے اور کوئی
نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے۔
(شرح [illegible] الامن والعلی [illegible])
[illegible] دنیا سارے ملک میں ہم ان کے ملوک میں [illegible]
[illegible] سے ملک خدا ہے جس کا [illegible] میرے [illegible] کا [illegible] آقا احمد [illegible]
بریلوی عقیدہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں (حدائق)

حوالہ نمبر ۷ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر مخلوق ہوں تو یہ خدائی میں کیسے ہو سکتی ہے اور اگر واجب الوجود یعنی خالق ہوں تو عبد کیسے ہوں۔ عبد القادر جیلانی قادر کیا ہیں۔

حوالہ نمبر ۸ "۔۔۔ قادر کا بھی ہے قادر بھی ہے عبد القادر" (حدائق ص ۳۰ اعلیٰحضرت بریلوی)

حوالہ نمبر ۹ ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے کار عالم کا مدبر بھی ہے عبد القادر"

حوالہ نمبر ۱۰ "غرض کہ ہر ہر شی فرشی اس تاجدار حکومت کا قبضہ ہے۔" (سلطنت مصطفیٰ از مفتی احمد یار خان ص [illegible])

حوالہ نمبر ۱۱ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بندگی دین کا اصل اصول ہے و [illegible] فروع ہیں" (سلطنت مصطفیٰ ص [illegible])

حوالہ نمبر ۱۲ "سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم بحکم پروردگار کونین [illegible] مالک و مختار ہیں۔ زمین کے مالک، آسمان کے مالک، اپنے معاصی جحیم (دوزخ) کے مالک، جنت کے مالک، رب کے [illegible] انعام کے مالک" (سلطنت ص [illegible])

حوالہ نمبر ۱۳ "حضور علیہ السلام کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ جس کے لیے چاہیں اس کی زندگی ہی میں توبہ کا دروازہ بند کر دیں کہ وہ توبہ کرے اور قبول نہ ہو جس کے لیے چاہیں بعد موت بھی دروازہ کھول دیں اور اس کو زندہ فرما کر مسلمان کر دیں۔" سلطنت مصطفیٰ ص [illegible]

حوالہ نمبر ۱۴ "حضرت امام حسین میں طاقت تھی کہ کربلا میں حوض کوثر منگا لیتے۔" (جاء الحق ص ۲۰۳ نوری کتب خانہ)

حوالہ نمبر ۱۵ "خداوند تعالیٰ نے خزانوں کی کنجیاں، زمین کی کنجیاں، دنیا کی

دیں، نصرت کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں، دوزخ کی کنجیاں، [illegible] شے کی کنجیاں آپ کو دے دیں" (الامن والعلی ص ۱۰۵)

حوالہ نمبر ۱۶ "احکام شریعت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سپرد ہیں جو بات چاہیں واجب کر دیں جو چاہیں ناجائز فرما دیں جس چیز یا جس شخص کو جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ کر دیں" (الامن والعلی ص [illegible])

حوالہ نمبر ۱۷ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین کے شارع ہیں" (الامن والعلی عنوان ص [illegible])

حوالہ نمبر ۱۸ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام آدمیوں کے مالک ہیں" (الامن والعلی عنوان ص ۱۲۵)

احباب! چند حوالوں سے آپ معلوم کر چکے ہیں کہ بریلوی حضرات کے مذہب میں عطا کا مفہوم کیا ہے۔ تمام صفات الٰہی علم، حکم، قدرت، شریعت اور تمام جہان کے اختیارات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور واسطہ کی ثبوت عطا ہو چکے ہیں، اور جیسا کہ بیان ہو چکا ہے عطائی کے لفظ کی مراد ہمیشہ کے لیے حقیقی عطائی ہوتی ہے ان کے ہاں توحید اور شرک کی حقیقت بالکل نرالی ہے۔

توحید و شرک کی تعریف

بریلویت کی حقیقت اول کا [illegible] یوں لکھتے ہیں۔

حوالہ نمبر ۱۹ "[illegible] اپنی دو قسمیں ہیں تکوینیہ مثل احیاء و اماتت و قضائے حاجت و دفع مصیبت و عطائے دولت و رزق و نعمت و فتح و شکست وغیرہا عالم کے بندوبست۔ دوسرے تشریعیہ کہ کسی فعل کو فرض یا حرام یا واجب یا مکروہ یا مستحب

ناساز کر دینا۔ مسلمانوں کے پیچھے دین میں ان دو نو عقیدوں کی ایک ہی حالت ہے کہ غیر خدا کی طرف بروجہ ذاتی ادنیٰ کا منتہی کی سند بھی شرک۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور بروجہ عطائی مو تیوں کی سند بھی شرک نہیں، (الامن والعلی مصنفہ مولوی احمد رضا خان صاحب ص ۱۳۴)

دنیا کی تمام موجودات اور کائنات کو پیدا کرنا ہی کہلاتا ہے۔ مثلاً زندہ کرنا، مارنا، لوگوں کی حاجتیں پورا کرنا، مصیبتیں دور کرنا، لوگوں کو دولت دینا، رزق اور ہر قسم کی نعمت، اولاد وغیرہ۔ فتح شکست وغیرہ دنیا کے تمام معاملات جو اللہ کے حکم سے چل رہے ہیں غیر خدا کی طرف ان تمام معاملات کو عطائی طور پر منسوب کرنا بریلوی مذہب میں شرک نہیں ہے یعنی جو چیزیں کسی سے پیدا ہوتی ہیں ان کو نبیوں، ولیوں کی طرف منسوب کرنا توحید ہے مثلاً اگر کوئی شخص یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطائی ہی حقیقی عطائی طور پر بطور واسطہ فی النبوت زمین آسمان کے خالق ہیں سب کے مالک رزق ہیں، ہواؤں کا چلنا، بارشوں کا برسانا، اناج کا اگانا، زندگی موت اولاد دولت، نعمت، فتح شکست اور تمام دنیا کے چھوٹے بڑے انتظامات آپ کرتے ہیں تو بریلوی مذہب میں یہ توحید شرک نہیں ہے تمام واسطہ کے عطائی کا لفظ جہاں آگیا شرک اڑ گیا۔

لفظ عطا کی اوٹ میں یہ طوفان بد تمیزی اور یہ بیہودہ کھیل بریلوی حضرات ایک مدت سے کھیل رہے تھے اور در اصل ہمارے بزرگوں کے ساتھ ان کا جھگڑا شروع ہی سے بس اتنا ہی تھا کہ معجزات کرامات وغیرہ کو وہ بھی واسطہ فی النبوت ہے یا، تفصیل دیکھیے چراغ سنت طبع اول ص ۱۳۱ اس بحث میں بریلوی پہلو چونکہ سلطنت کر ور تھا اس لیے مولوی احمد رضا خان صاحب کو اس پہلو سے ہٹ کر تکفیر کا محاذ قائم کرنا پڑا۔ یہ مسئلہ نہایت اہم اور ضروری ہے اسی مسئلہ میں بریلوی حضرات کی سخت بے احتیاطی دیکھ کر بعض علماء نے ان پر کفر

کا فتویٰ دیا ہے۔ واضح رہے کہ بریلوی علماء نے اگر الفاظ [illegible] دیئے اور لفظی کھوکھلی بحثیں بیچ کچھ۔ بیشک یا تاویلیں کر کے ایسے الفاظ [illegible] اگر کسی کی سمجھ میں آئے تو ان کی عبارتوں کا صاف صریح مطلب جو عوام [illegible] سمجھا جاتا ہے وہ یقیناً خالص اور قطعی شرک ہے۔ اور عوام کو [illegible] پر ڈالنے کے ذمہ دار وہ لوگ ضرور ہیں۔ بریلوی ٹھیکیدار اصطلاحات [illegible] ہے اور حق یہ ہے کہ ہر شخص میں یہ جنگل گھاس کی طرح اگی ہوئی ہو، ان کے [illegible] حالت میں کہ جاہل عوام بزرگوں کے حق میں روز مرہ ایسے الفاظ [illegible] استعمال کرتے ہیں جن سے عرب کا بت پرست بھی گریز کرتا۔ اس کے علاوہ [illegible] ان مشرکانہ عبارتوں کو عطائی اور نسبت مجازی کی اوٹ میں چھپاتے ہیں۔ مولوی احمد رضا خان صاحب کا مجدد ادا کا کام بس اتنا ہی ہے۔ بلکہ واسطہ فی الثبوت [illegible] عطائی مجازی کی نفی کرتا ہے اور حقیقی عطائی کی اصطلاح مستقل قوت مستقل تاثیر [illegible] برکرتی ہے۔ ایسے حالات میں یہ لفظیں معنوی ہیں، حقیقی مجاز مرسل کے علاقے سببیت لزوم وغیرہ [illegible] عبادتوں میں ناسید ہیں، ورنہ مستقل میں تو کھلا ہوا [illegible]۔ مسند فقہ من التوحید کی شرح نگاری ہے ہی مجاز عقلی میں یہ خود کی [illegible] وہ کلام کسی توحید پرست کا ہو اور مشرک تو ہے حقیقت پر ہی محمول [illegible] رہتا ہے۔ اور بریلوی حضرات کا موحد ہو، درپیش ہے مسئلہ کی حیثیت [illegible] تحقیق لفظ مزید تفصیل درکار ہے۔ بندہ عاجز کے خیال میں توحید اور شرک کا [illegible] ہماری مثال یہ ہے کہ خدا وند تعالیٰ کے سوا کسی اور میں مستقل طور پر نفع نقصان کی [illegible] یا مستقل علم مستقل قدرت وغیرہ تسلیم کرنا شرک ہے اور استقلال کی [illegible] توحید ہے۔ اس لیے کہ آج تک کسی مشرک قوم نے اپنے جھوٹے خداؤں کے لیے ذاتی علم یا ذاتی قدرت وغیرہ کا عقیدہ رکھا ہی نہیں۔ تمام مشرکین اپنے جھوٹے معبودوں کو عطائی اختیارات کا مالک سمجھتے تھے قرآن و حدیث میں [illegible] کے ہزاروں دلائل موجود ہیں۔ اس لئے صرف عطائی کا لفظ توحید اور

شرک کا فرق کرنے کے لئے کافی نہیں ہے ورنہ تمام مشرکین موحد بن جائیں گے۔ بعض مشرک تو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے فلاں مقرب بندے کو مستقل طاقت نفع نقصان کی اس طرح عطا فرما دی ہے کہ وہ جب چاہے اپنے دوست دشمن کو نفع پہنچانے میں مختار کل ہے۔ ہر معاملہ میں اپنی مرضی سے جو چاہے کرے۔ اذن الٰہی اور مشیت الٰہی کا پابند نہیں ہے۔ ہاں بڑی طاقت خداوند تعالیٰ کی ہے اور خداوند تعالیٰ اسے روکنا چاہیں تو روک بھی سکتے ہیں جیسے کسی صوبہ کا گورنر اپنی حدود میں مختار بھی ہے اور مرکزی حکومت اسے معزول کرنے کی طاقت بھی رکھتی ہے۔ ایسا عقیدہ یقیناً بلاشبہ شرک جلی ہے۔ مشرکین عرب ستاروں، بتوں، جنوں، فرشتوں کے متعلق یہی عقیدہ رکھتے تھے اور قرآن مجید نے اس کی سخت تردید فرمائی ہے۔ اور بعض حضرات یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے مستقل طاقت تو کسی کو نہیں دی لیکن بعض مقرب بندے عبادت اور نیکی کی وجہ سے اللہ کی جناب میں قرب و قبول کا ایسا درجہ حاصل کر لیتے ہیں کہ اگر وہ اپنے مریدوں اور معتقدوں کے لئے سفارش کریں تو ضرور منظور ہو جاتی ہے۔ یہ عقیدہ غلط تو ہے لیکن شرک کی حد تک نہیں پہنچتا۔ مگر آگے چل کر یہی عقیدہ شرک کی صورت اختیار کر لیتا ہے کیونکہ وہ لوگ ان بزرگوں کی سفارش حاصل کرنے کے لئے ان کے ساتھ عبادت سے مشابہ اور ملتا جلتا معاملہ کرنے لگتے ہیں۔ یہ بے جا تعظیم، الفاظ کی سخاوت، اور ان بزرگوں کی ناجائز خوشامد، قبر پرستی اور بڑا عمل ہے۔ گو وہ لوگ اپنے عقیدہ میں ان کی عبادت نہیں کرتے، لیکن اس مشابہت کی وجہ سے بعض اوقات ان کو بھی مشرک کہہ دیا جاتا ہے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی فرماتے ہیں کہ:-

"اگر کسی کی توجہ بزرگوں کی طرف ہو اور یہ سمجھے کہ وہ میرا مطلب پورا کر سکتے ہیں جو جو ہیں خداوند تعالیٰ سے سوال لیتے ہیں، اور عوام کا استمداد کرنے کا طریقہ یہی ہے تو یہ خالص شرک ہے اور شرک جلی

کا عقیدہ یہی تھا۔" دیکھو چہرۂ سنت طبع اوّل

ناظرین! شرک اور توحید کی پہچان میں یہ قاعدہ کلیہ بہت مفید ہوگا۔ اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:-

قرآن مجید پارہ ۱۵ رکوع ۶ میں خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں:-

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ (الآیۃ)

ترجمہ:- اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کافروں کو فرما دیجئے کہ جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا نفع نقصان کے مالک سمجھتے ہو ذرا ان کو تکلیف دور کرنے کے لئے پکارو تو سہی پس وہ لوگ نہ تو تکلیف دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں نہ بدل ڈالنے کا۔ یہ لوگ جن کو مشرک نفع نقصان کے لئے پکارتے ہیں وہ خود ہی اپنے رب کی طرف ذریعہ ڈھونڈتے ہیں کہ کون زیادہ قرب حاصل کرے اور اس کی رحمت کے امیدوار ہیں اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک آپ کے رب کا عذاب ڈرنے کے قابل ہے۔ (سورۃ بنی اسرائیل)

اس آیت شریف کے الفاظ شہادت دے رہے ہیں کہ یہاں بتوں اور بے جان پتھروں کا ذکر نہیں ہے بلکہ انبیاء، اولیاء جیسی مقبول ہستیوں کی پکار سے منع کیا جا رہا ہے۔ اور صرف اس بنا پر کیا جا رہا ہے کہ وہ لوگ نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتے بلکہ نیک اعمال کے وسیلہ سے قرب الٰہی ڈھونڈتے ہیں یعنی عبادت گزار بندے ہیں۔ رحمت کی امید رکھتے ہیں یعنی دوسروں کو نفع پہنچانے کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔ عذاب سے ڈرتے ہیں یعنی اپنی جان سے تکلیف دور کرنے کی طاقت بھی نہیں رکھتے۔ مفسرین نے سلف کی ایک جماعت سے روایت کی ہے کہ اس جماعت سے مراد ملائکہ ہیں یا انبیاء جیسے مسیح علیہ السلام اور عزیر علیہ السلام۔ جب معلوم ہوا کہ اپنا نفع نقصان بھی ان کے ہاتھ میں نہیں ہے تو دوسرے کا نفع نقصان کیا؟ ترمذی شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حصین سے پوچھا آج کل تو کتنے خداؤں کی عبادت کرتا ہے؟ اس نے کہا سات

۱؎ کراچی مشکوٰۃ شریف باب الاستعاذۃ صفحہ ۲۱۱ (یزدانی)

خداؤں کی پوجا کرتا ہوں چھ زمین پر ہیں اور ایک آسمان پر۔ فرمایا تجھ کو محبت اور خوف کس کا ہے؟ کہا صرف اس کا جو آسمان والا ہے ۔ ۔ ۔ الخ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرب کا بت پرست ہمارے بریلوی بھائیوں سے زیادہ عارف اور خدا شناس تھا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی عظیم الشان مقبول و معروف کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں توحید و شرک سے متعلق یوں لکھتے ہیں:

• توحید کے چار درجے ہیں۔

۱۔ خداوند تعالیٰ کے سوا کوئی واجب الوجود نہیں۔

۲۔ زمین آسمان ساری کائنات کا خالق صرف وہی ہے۔ یہ دو نمبر تو یہود و نصاریٰ اور بت پرست بھی مانتے ہیں۔

۳۔ زمین آسمان کی تدبیر و انتظام صرف اسی کا ہے۔

۴۔ اس کے بغیر کوئی شخص عبادت کا مستحق نہیں ہے۔

یہ تیسرا اور چوتھا نمبر آپس میں لازم ملزوم ہیں۔ اور ان دو قسموں میں لوگ مختلف عقائد رکھتے ہیں۔ ستارہ پرستوں کا عقیدہ یہ ہے کہ ستارے عبادت کے حق دار ہیں، ان کی عبادت دنیا میں فائدہ دیتی ہے اور ستاروں سے حاجت مانگ رہے ہیں۔ کیونکہ انسان کی تندرستی، بیماری، نیک بختی، بدبختی اور روز مرہ حوادثات میں ان کا دخل ہے۔ بت پرستوں کا عقیدہ ہے کہ بڑے بڑے کام تو خداوند تعالیٰ خود کرتے ہیں اور جن کاموں کا خداوند تعالیٰ قطعی فیصلہ کر دیں۔ اور مخلوق کے لیے کوئی چارہ نہیں، ان کاموں میں تو کسی کو دخل دینے کی مجال نہیں ہے لیکن نیک بندوں نے جب خداوند تعالیٰ کی عبادت کر کے تقرب حاصل کر لیا تو اللہ نے ان کو خدائی عطا کر دی ہے۔ اس سے وہ عبادت کے حق دار ہو چکے ہیں جیسے کوئی شہنشاہ، غلام کو خدمت کے صلہ میں شاہانہ خلعت یعنی جوڑا پہنا کر کسی شہر کی حکومت اس کے سپرد کر دیتا ہے۔ اس شہر والوں پر وہ با اختیار حکمران

ہو جاتا ہے اور اس بادشاہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اس نائب کی تابعداری ضروری ہو جاتی ہے اسی اصول کے تحت یہ مشرک کہتے ہیں کہ بتوں کی عبادت ضروری ہے تاکہ قرب الٰہی نصیب ہو۔ مشرکوں کا عقیدہ ہے کہ وہ بزرگ سب کچھ سنتے ہیں، دیکھتے ہیں، اپنے بندوں کی سفارش کرتے ہیں، ان کے کام بناتے اور مدد کرتے ہیں، اپنی توجہ درست کرنے کے لئے انہوں نے روحوں کے نام پر پتھر کے بت بنائے لیکن پچھلے لوگوں نے خاص انہی بتوں کو معبود بنا لیا۔ عیسائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو قرب الٰہی اور عام مخلوق پر بلندی حاصل ہے اس لیے ان کو بندہ یعنی انسان نہیں کہنا چاہیے کیونکہ یہ ان کی بے ادبی ہے اور ان کی شان سے بے خبری اور بے پروائی ہے۔ اس وہم کی وجہ سے بعض نے ان کو خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا اور بعض نے اس وہم پر کہ خداوند تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں ترکیب ہو کر ظاہر ہوا کر دیا کیونکہ ان کے معجزات عجیب و غریب تھے پھر تو یہ لوگ ایسے ایسے دعوے کرتے اور خرافات بکتے ہیں۔

الخ ۔ حجۃ اللہ البالغہ ص۵۹

• علم تدبیر یعنی دنیا کا نظام چلانا، سلطنت، حرب، قوت، ... کے دو درجے ہیں، ایک بلا واسطہ جو اسباب کے وسیلے سے بالاتر ہے، یہ خداوند تعالیٰ کے لائق ہے۔ دوسرا درجہ اسباب ذرائع اور وسائل سے تعلق رکھتا ہے یہ انسان کو حاصل ہے۔ لیکن ان دونوں درجوں کو بیان کرنے کے لیے بعض اوقات ایسے الفاظ استعمال ہو جاتے ہیں جو قریب قریب اور شبہ پیدا کر دیتے ہیں۔ یہیں سے ایک قسم کا شرک پیدا ہوتا ہے حقیقت اور دونو

درجوں کا فرق سمجھایا اور یہ بتایا کہ بلند اور مقدس درجہ فقط اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، اور دوسرا درجہ مخلوق کے لئے ہے اگرچہ الفاظ شبہ پیدا کرنے والے اور قریب قریب ہوں۔ انبیاء علیہم السلام جب دنیا سے چلے جاتے ہیں تو ان کے صحابہؓ اور دین کے حاملین اس دونوں درجوں کے فرق کو قائم رکھتے ہیں، لیکن ان کے بعد نالائق جانشین آتے ہیں جو راز کو ضائع کرتے اور خواہشات پرست ہوتے ہیں۔ وہ لوگ گول مول بولتے چلتے تھا کے دوسرے معنی کر لیتے ہیں، جیسا کہ بریلویوں نے، محبوبیت اور شفاعت کا دوسرا مطلب لے لیا یعنی محبوب کا معنی معشوق کر لیا اور شفاعت کو دنیاوی سفارش جیسا کر دیا۔ اور جیسا کہ ان بریلوی لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور اولیاء اللہ کی کرامات اور علمی انکشافات کا یہ مطلب سمجھ لیا کہ اللہ کا علم اور اللہ کی طاقت انبیاء اور اولیاء میں منتقل ہو کر آگئی ہے اب یہ بات ان کے ارادہ اور اختیار سے ظاہر ہو رہی ہیں۔ اس مرض کے مریض کئی قسم کے ہوتے ہیں۔

۱۔ بعض تو وہ ہیں جو خداوند تعالیٰ کے جلال اور بزرگی کو بالکل بھول گئے ہیں، اب وہ عبادت بھی غیر اللہ کی کرتے ہیں اور اپنی حاجتیں بھی ان سے مانگتے ہیں۔ اگرچہ عقیدہ کے طور پر وہ مانتے ہیں کہ کائنات کو پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے۔

۲۔ بعض کا عقیدہ یہ ہے کہ ساری مخلوق کا سردار اور مالک تو اللہ ہی ہے اور انتظام بھی اسی کے ہاتھ میں ہے لیکن وہ بھی کسی بعض بندوں کو شرف اور بڑائی کا لباس پہنا دیتا ہے اور بعض خاص اپنے کاموں پر ان کو تصرف بخش دیتا ہے اور ان کی سفارش

منظور کر لیتا ہے جیسا کہ کوئی بڑا بادشاہ اپنی رعایا پر بڑے بڑے امیر مقرر کرتا ہے تو تمام چھوٹے چھوٹے معاملات ان کے سپرد کر دیتا ہے اور بڑے بڑے اہم کام اپنے قبضہ میں رکھتا ہے اس عقیدہ کے بعد اس مشرک کی زبان ان بزرگوں کو بندہ کہنے سے جھجکتی اور رکتی ہے، اس کے دل میں یہ وسوسہ آتا ہے اتنی بڑی شان اور طاقت والوں کو بندہ کہہ کر سب لوگوں کے ساتھ برابر کیسے کر دیا اس لئے وہ شخص اللہ کا بندہ اور انسان کہنے کی بجائے اللہ کے بیٹے اور اللہ کے لاڈلے کہتا ہے اور اپنے آپ کو ان بزرگوں کا بندہ کہنے لگتا ہے۔ جیسے عبدالمسیح، عبدالعزیٰ، عبد اقرموس وغیرہ تمام یہود و نصاریٰ و مشرکین، اور ہمارے زمانہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے منافقین میں سے بعض اسی مرض کے مریض ہیں۔"

(حجۃ اللہ البالغہ ص ۶۱ بیان حقیقۃ الشرک)

نیز حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اقسام شرک کے بیان میں فرماتے ہیں:۔

"شرک کی حقیقت یہ ہے کہ انسان بعض بزرگوں کے متعلق یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ معجزات، کرامات، اور عجیب باتیں ان کے ہاتھ پر اس لئے ظاہر ہوتے ہیں کہ وہ کسی صفتِ کمال کے ساتھ متصف ہو چکے ہیں جو انسانوں میں نہیں بلکہ صرف خداوند تعالیٰ میں پائی جاتی ہے۔ ہاں اگر خداوند تعالیٰ کسی بندہ کو خدائی کا لباس پہنا دے یا انسان فنا اور بقا کے درجہ میں پہنچ جائے یا اس قسم کے دیگر خرافات . . . بس ہم چاہتے ہیں کہ تجھے چند ایسی باتیں بتا دیں جن کو شریعت محمدیہ میں شرک کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ مشرک لوگ بتوں اور ستاروں کو سجدہ کرتے تھے اس لئے غیر اللہ کو سجدہ کرنا ہماری شریعت میں حرام ہو گیا

لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ (الآیۃ)

۱۔ مشرک لوگ بیماری کی شفاء اور دولت وغیرہ حاجات میں غیر اللہ سے مدد مانگتے تھے۔ ان کے نام کی منت مانتے تھے۔ اور ان منتوں کی برکت سے اپنی مرادیں پوری ہونے کی توقع رکھتے تھے اور برکت کی خاطر ان کا وظیفہ پڑھتے تھے۔ خداوند تعالیٰ نے اسی لیے إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ کہنا ضروری کر دیا اور فرمایا فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰهِ أَحَدًا پکارنے کا مطلب عبادت نہیں بلکہ استعانت ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ (الآیۃ)

۲۔ شرک کا ایک موقع وہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اپنے علماء اور پیروں کو رب مانتے تھے یعنی عبادت کرتے تھے، ان کی حرام حلال کی ہوئی چیز کو حقیقۃً حرام حلال سمجھتے تھے اور یہ درجہ صرف خداوند تعالیٰ کا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف حلال حرام کی نسبت کرنا اس اعتبار سے ہے کہ آپ کا فرمان اس بات کی دلیل ہے کہ یہ بات اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے، اور مجتہدین کی طرف نسبت کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے قرآن حدیث سے یہ مسئلہ معلوم کیا۔ یہ تینوں نمبر شرک کے آپ پڑھ چکے ہیں۔

حجۃ اللہ البالغہ ص [illegible]

ناظرین! آپ سمجھ چکے ہیں کہ آج تک دنیا میں جتنا شرک ہوا ہے مطلب کی آڑ میں ہوا ہے، بریلوی حضرات بس اتنی بات پر غور فرمائیں کہ مساوی درجہ کا دوسرا خدا جو ذاتی طور پر قدرت، علم وغیرہ صفات رکھتا ہو دنیا میں آج تک کسی بے وقوف نے مانا بھی ہے؟ اور کیا مکہ کے مشرک بتوں کو یا بزرگوں کی روحوں کو یا نبیوں ولیوں کو ذاتی قدرت کے مالک سمجھتے تھے؟ اگر ایسا نہیں

ہے تو آپ کے اور ان کے عقیدہ میں اصولی فرق کیا ہے؟

علاوہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ارشادات سے آپ کو شرکین کے طور طریقہ اور رنگ ڈھنگ سب معلوم ہو چکے ہیں۔ ایک بار پھر تحقیق سے پڑھیے اور پھر ذرا پیچھے ہٹ کر بریلوی حضرات کی کتب کے بیس حوالے بھی پڑھیے۔ پھر یہ فیصلہ کرنا آپ کے ذمہ ہے کہ بریلوی فرقہ میں تمام گری ہوئی مشرک قوموں کے عقائد اور خیالات کی کتنی بھر مار ہے۔ اور جب ذمہ دار علماء کی یہ حالت ہے تو عام طبقہ نے جو اندھیری مچا رکھی ہے اس کا کیا ٹھکانا؟ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا: ظلم کی بنیاد دنیا میں پہلے کم تھی ہر شخص نے اس پر اضافہ کیا تو آج یہ حالت ہو گئی پھر عوام کی سطح ذہن کا تو خدا حافظ جو ابھی بھر تبرک کے معاملات بڑھاتے رہتے ہیں۔

تنقیح مسئلہ

سب مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی جسمانی و روحانی قوتیں تمام انسانوں، جنوں اور فرشتوں سے اعلیٰ افضل و اکمل ہوتی ہیں۔ البتہ امام غزالیؒ اور بعض دوسرے علماء کا یہ خیال ہے کہ ملائکہ مقربین کا علم انبیاء سے بہت زیادہ ہے۔

(دیکھو کیمیائے سعادت بیان توکل ص [illegible] فرماتے ہیں)

۲۔ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور اولیاء کے کرامات ان کے اختیار میں نہیں ہیں انبیاء علیہم السلام بھی اس دنیاوی زندگی میں اسباب کے ماتحت کام کرتے تھے۔ مافوق الاسباب یعنی اسباب سے بے نیاز ہو کر کام صرف اللہ کی شان ہے کیونکہ وہ کن کا مالک ہے جب خداوند تعالیٰ چاہیں اسباب کا سلسلہ توڑ کر نبی کے ہاتھ پر معجزہ اور ولی کے ہاتھ سے کرامت ظاہر فرما دیتے ہیں۔ تنقیح

عبدالحق محدث دہلوی تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں۔

"معجزہ فعل قدرت کا ہے۔ نہ رسول کا۔ اس واسطے کہ خداوند تعالیٰ کے چاہنے پر سے دستور کو توڑنا بجز اس کے ممکن نہیں (ص۴۵)"

یہی وجہ ہے کہ کئی دفعہ انبیاء علیہم السلام کی خواہش کے باوجود معجزہ ظاہر نہیں ہوا۔ جب کبھی کافروں نے حسب معجزات کا مطالبہ تیز کر دیا اور ان معجزات کا ظاہر کرنا خداوند تعالیٰ کو منظور نہ ہوا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گھبرا گئے۔ خداوند تعالیٰ نے آپ کو صبر کی تلقین کے طور پر فرمایا وَإِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ إِعْرَاضُهُمْ … مِنَ الْجَاهِلِينَ ۔ ترجمہ۔ اے میرے پیارے رسول اگر آپ پر کافروں کا اعراض و انکار گراں گزرتا ہے (اس سے دل چاہتا ہے کہ جو معجزے وہ مانگتے ہیں مل ہی جائیں) تو اگر آپ کو یہ طاقت ہے کہ زمین میں کوئی سرنگ لگا کر یا آسمان پر سیڑھی لگا کر معجزہ ڈھونڈ کر لاؤ۔ خداوند تعالیٰ چاہے تو سب کو ہدایت دے سکتا ہے۔ آپ جاہلوں سے مت بنیں میری حکمت پہچانو۔ قرآن مجید (پ۷ ع۱۰)

قرآن کریم کی آیت صاف بتا رہی ہے کہ معجزہ اور کرامت دکھانے کی کوئی مستقل قوت انبیاء اولیاء کے پاس نہیں ہے۔

۳۔ مشرکین کا عقیدہ شفاعت معجزہ وغیرہ کے متعلق یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو شفاعت اور معجزہ وغیرہ ہر قسم کے تصرفات کی طاقت اور اجازت دے رکھی ہے۔ جب شفاعت یا کسی قسم کا تصرف کرنا چاہیں اس وقت خصوصی اذن اور خصوصی اجازت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن مجید نے اس عقیدہ کو بار بار رد کیا۔ ارشاد ہوتا ہے۔ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ (الآیۃ) ترجمہ: آپ فرما دو کہ ذرا اے یہودیو! اے عیسائیو! اے بزرگوں کے بت بنا کر پوجنے والے عرب کے باشندو! اے دنیا بھر کے مشرکو! پکارو ان لوگوں

غضب خدائی کا جو رسالہ سمجھ رکھا ہے وہ ذرہ برابر کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے۔ نہ آسمانوں میں نہ زمین میں۔ نہ ان کی کوئی شراکت ہے۔ نہ ان میں سے اللہ کا کوئی مددگار ہے۔ … سفارش کسی کے لئے کام نہیں آتی مگر اس کے واسطے جس کے متعلق وہ اجازت دیدے۔ (پارہ ۲۲ رکوع ۹)

بریلوی حضرات عوام کو یہ دھوکا دیتے ہیں کہ یہ آیات بت پرستوں سے متعلق ہیں۔ لیکن یہ نہیں سوچتے کہ قرآن مجید یہود و نصاریٰ اور تمام مشرکین کے واسطے نازل ہوا ہے۔ تو ان جملہ گروہوں کی خدائی کا عقیدہ تو کسی غیر اللہ کو مالک اور متصرف ماننے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس آیت نے بتلا دیا ہے کہ جہاں ملکیت اور اختیار ہو تو وہاں اجازت مانگنے کی ضرورت نہیں ہوتی اور جو شخص مالک نہیں ہوتا وہ ہر وقت اجازت کا محتاج ہے۔ اسلام کے متفقہ اصول ہیں۔ لیکن بریلوی علم کلام سراسر ان کے خلاف ہے۔

مولوی احمد رضا خان الامن والعلی ص۲۹ طبع نظامی میں فرماتے ہیں:

"رب عزوجل نے انہیں یعنی انبیاء علیہم السلام کو ظاہری جوارح یعنی اعضاء اور سمع بصر یعنی کان اور آنکھ کی طرح باطنی صفات وہ عطا فرمائی ہیں کہ جب چاہیں خرق عادات فرما دیں یعنی معجزہ دکھا دیں۔ مغیبات (یعنی غائب چیزوں) کو معلوم فرما لیں چاہیں نہ فرمائیں"

ناظرین! یہ عبارت پڑھ کر ایک مسلمان کا دل کانپ جاتا ہے مولوی صاحب نے غضب کر دیا۔ آج تک علماء اہل سنت بلکہ مسلمانوں کے کسی مستقل فرقہ کے عالم نے یہ طوفان نہیں گھڑا تھا۔ رسالہ پڑھنے والے ذرا میری طرف متوجہ ہوں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی نے بدعت کی بدبختی کا کتنا سخت ڈنکا دیا ہے جس کی بدبو سے فضائے عالم متعفن نظر آتی ہے۔ آج تک علماء اسلام میں اتنی جرأت کسی نے نہ کی۔ بریلوی جنت کا رضوان جواب دے کر کیا آپ کے بھی عقائد ہیں یا کچھ اور

عقیدہ کی کوئی صریح دلیل بھی آپ پیش کر سکتے ہیں؟ اور پھر یہ بھی بتائیں کہ معجزہ دکھانا اگر انبیاء کے اختیار میں ہے تو یہ انبیاء کا فعل ہو، اور انبیاء اس کے حقیقی فاعل ہوں گے۔ کیونکہ جو کام ہم اپنے اختیار سے کرتے ہیں، ہم ان کے کاسب اور فاعل حقیقی ہیں۔ مگر آپ کی "چراغِ ہدایت" تو یہ کہتی ہے کہ شید نا عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ جو مردے زندہ ہوگئے، اور مریض صحت یاب ہوئے وہ حقیقت میں صرف اللہ ہی کا فعل تھا" ص۲۲ ایسی بے شمار عبارتیں دیکھنے کے بعد بریلوی علماء کے متعلق بندہ کی رائے بدل رہی ہے۔ اس جماعت میں خیالات کی پریشانی اور انتشار بہت ہے۔ رسالہ رضوان بتاتا ہے کہ ہم اگر کسی فعل کی نسبت انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی طرف کرتے ہیں تو محض مجازی معنی ہوتی ہے چراغ ہدایت ص۱۲۔ اور مولوی احمد رضا صاحب حقیقی معنی کے قائل ہیں جیسا کہ آپ حوالوں میں پڑھ چکے ہیں۔ رضوان، "چراغ سنت" کی ملامت اور "التبشیر" کے عتاب سے بہت کچھ سیدھا ہو چلا ہے۔ چنانچہ مولوی احمد رضا خاں تو ہر دیوبندی کو جو مولانا محمد قاسم وغیرہ کو کافر نہ کہے کافر کہتے ہیں لیکن رسالہ رضوان ان عقائد سے بیزار ہے۔ یہ سے چارہ لکھتا ہے:

"اسی طرح ہم مطلقاً تمام وہابیوں اور دیوبندیوں کو ہرگز ہرگز کافر نہیں کہتے، البتہ ان میں سے ان کو ڈنکے کی چوٹ کافر و مرتد دائرہ اسلام سے خارج کہتے ہیں جنہوں نے حضور علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں کی ہیں اور ان کے عقائد حد کفر تک پہنچ گئے ہیں اور انہوں نے اپنے عقائد کفریہ سے توبہ نہیں کی ہے کیونکہ حضور کی توہین کرنے والے کو کافر سمجھنا ضروریات دین سے ہے۔" (رسالہ رضوان حزب الاحناف لاہور جلد ۸ شمارہ ۲۲، ۲۳، ۲۴ ص۸)

معلوم ہوا کہ رسالہ رضوان کی نظر میں حضور علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو کافر نہ کہنے والے تمام دیوبندی اور وہابی مسلمان ہیں۔ گویا کہ رضوان کی

نظر میں حضور علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں کرنے والا خود تو کافر ہے اور دوسرے لوگوں کو چاہیئے کہ اسے مسلمان سمجھیں، کافر نہ سمجھیں کیونکہ اگر گستاخ کو کافر کہنا ضروریات دین میں سے ہوتا تو کافر نہ کہنے والا بھی کافر ہوتا اور وہ رضوان کی نظر میں پکا مسلمان ہے۔ رضوان کی عقل پر حیرت آتی ہے کہ ایک طرف توہین کرنے والوں کو کافر کہنا ضروریات دین میں شمار کرتا ہے اور دوسری طرف ضروریات دین کے منکر کو مسلمان کہتا ہے۔ ہم سے پوچھو تو واقعی گستاخ بھی کافر ہے اور اس کو کافر نہ کہنے والا بھی کافر ہے۔ رسالہ رضوان کو حالات کی ناز چھاڑ نے ایسا مبہوت کر دیا کہ بالکل خمدہ سپر ہو گیا اور وہ بات بھی مشہور ہے کہ مولوی احمد رضا صاحب نے اپنی کتاب "کوکبۂ شہابیہ" میں مولانا اسماعیل شہید کو ستر وجوہ سے کافر قرار دیا ہے، اور اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کی شان میں معاذ اللہ بہت گستاخیاں کی ہیں، لیکن آخر میں لکھتے ہیں:

"یہ سب کے سب مرتد کافر باجماع ائمہ ہیں، ان سب پر یعنی مولانا شہید کے پیرو اپنے تمام کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ اور رجوع اور از سرِ نو کلمۂ اسلام پڑھنا فرض و واجب ہے۔"

اور دو ورق آگے حضرت مولوی احمد رضا صاحب کے حواس بیکار ہو جاتے ہیں اور آخر میں دو سطریں لکھ کر ساری محنت کو ضائع کر دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

"اگرچہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں کافر کہنے سے زبان روکنا ماسب مختار و پسندیدہ، اور بہتر ہے" (ملخص "الکوکبۃ الشہابیۃ" از بریلوی ص۶۲)

مطلب یہ نکلا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عالی میں معاذ اللہ گستاخی کرے اس کو کافر نہ کہنا بریلوی عقیدہ میں بہت بہت بہتر ہے۔ دیکھا آپ نے! اسلام اور بریلوی جماعت کے متعلق سنجیدگی سے سوچنا چاہیے کہ کیا ہیں؟

بریلوی مذہب کی واضح عبارتیں ہمارے سامنے ہیں۔ ۱۔ تمام دنیا کے سب معاملات

موت زندگی اور ہر قسم کے واقعات مطالبات ضروریات الغرض کُن سے پیدا
ہونے والی تمام چیزوں عطائی یعنی حقیقی عطائی طور پر غیر خدا کا فعل قرار دینا
کی توحید ہے جیسا کہ حوالہ نمبر ۳ سے ظاہر ہے۔ بجا ہے لیکن مزدور شریف
بھی تو تسا ہی کہا تھا اَنَا اُحْیِیْ وَاُمِیْتُ میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا
ہوں۔ اس لیے نمرود صاحب تو بڑے عالی درجہ عارف معلوم ہوتے ہیں کاش
کہ ان کی قبر پر جھنڈا لگا کر عرس شریف کیا جاتا یاد رہے کہ غیر خدا میں ساری
مخلوق آجاتی ہے۔

۲۔ حوالہ نمبر ۲ سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا وند تعالیٰ
کے نائب مطلق قرار دیتے ہیں۔ نائب مطلق کا مطلب جیسا کہ بیان ہو چکا ہے یہ
ہے کہ آپ کی ذات میں خدا وند تعالیٰ کی تمام قوتیں اور صفات موجود ہیں خدا
وند تعالیٰ کے سب کام نائب کے طور پر آپ کرتے ہیں۔ رسالہ رضوان اس عقیدہ
کی مشکلات کو محسوس کرتا ہوا اہل حدیث کے پیشوا امام ابن تیمیہؒ کی گود میں
گھس جاتا ہے۔ لکھتا ہے:۔

"تفویض کل کے متعلق ہمارا عقیدہ وہی ہے جو امام ابن تیمیہ کا ہے
یعنی اللہ نے حضورؐ کو اپنا قائم مقام بنایا ہے، امر و نہی اخبار بیان
میں۔ مطلب یہ کہ خدا وند تعالیٰ کے حکم و منع کی ہوئی چیزیں، اللہ
کی بتائی ہوئی خبریں، اور قرآن کے بیان میں آپ خدا وند تعالیٰ کے
نائب ہیں۔" (چراغ ہدایت صفحہ رامپور)

یہ حوالہ دیکھ کر ہماری حیرانی کی انتہا ہو جاتی ہے کہ یہ لوگ اپنی تحریر و تقریر
میں تفویض کل کا کیا معنی بیان کرتے ہیں اور آج معمولی گرفت پر کدھر بھاگے جاتے
ہیں؟ خدا کے بندو! اگر تفویض کل کا مطلب آپ کا اتنا ہی ہے جتنا شیخ الاسلام
امام ابن تیمیہؒ کا تو پھر جھگڑا کس بات کا ہے؟ آؤ ایک ہو جائیں، اور قوم کی مصیبت

ا۔ [illegible] کہ شیخ الاسلام کا لفظ اولیائے [illegible] استعمال کیا ہے [illegible]

دور کریں لیکن اگر آپ کے پاس دو قسم کے دانت ہوں تو پھر مصیبت سخت ہے۔
کیونکہ آپ لوگ عوامی سٹیج پر مختار کل کا یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام
مستقل طور پر کونین کے مالک ہیں جنت دوزخ کے مالک ہیں، ہر چیز پر مختار ہیں۔

۳۔ مالک قادر وغیرہ الفاظ مستقل ترجمہ اور حقیقی معنی ہو چکی ہیں یہی وجہ
ہے کہ معجزہ ظاہر کرنا بھی انبیاء کے اختیار میں سمجھتے ہیں۔ مالک وہی ہوتا ہے
جس کو اذن کی ضرورت نہ ہو جو چاہے اپنی مرضی سے کرے ملکیت اگرچہ
عطائی ہو اذن اور اجازت کو ختم کر دیتی ہے۔

۴۔ حوالہ نمبر ۲، ۳، ۱۲، ۱۴ سے ظاہر ہے کہ بریلوی حضرات رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو دین کے شارع سمجھتے ہیں حالانکہ شارع قطعی طور پر خدا
وند تعالیٰ ہے "رسول" تو اس معاملہ میں کافی مجاز ہو سکتا تھا لیکن ان کی کتب
کے صریح الفاظ موجود ہیں اس لئے ہم کو بریلویت کا مرکزی نقطہ نظر معلوم کرنے
کے لئے بریلی شریف جانا پڑتا ہے۔

۵۔ بعض حضرات مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اذن ہی کی قید بھی لگائی ہے
مگر واسطہ کی اشرت وہ حقیقی عطائی اتصاف حقیقی کے الفاظ لکھنے کے بعد مولوی
نے بڑی وضاحت سے لکھ دئے ہیں اذن کا لفظ فضول اور بے معنی ہو جاتا
ہے حقیقی عطا کے معنی ہی یہی ہیں کہ ایک دفعہ ہی قوت مل گئی اذن دے دیا کہ
کر جو چاہیں کریں۔ یہ اذن تو تمام مشرکین و یہود و نصاریٰ بھی مانتے ہیں۔ اس کا
توحید سے کیا تعلق؟ بہر حال یہ مسئلہ غور طلب ہے۔ حضرات علماء دیوبند
اس حقیقت کے انکشاف کے بعد بریلوی جماعت کے معاملہ میں مزید غور فرمائیں
اب سوال یہ ہے کہ بریلوی حضرات تشبیہ، تعطیل، شرک اور تحریف
کے خطرناک جنگل میں کیوں بھٹک رہے ہیں؟ جہاں تک بندہ مؤلف کی تحقیق
کا تعلق ہے بریلوی علم کلام تمام کا تمام استقراء ناقص کی پیداوار ہے کسی ایک

امام ابن تیمیہ کے متعلق شیخ عبد الحق محدث دہلوی شرح اشعۃ اللمعات میں کہتے ہیں "او از کبار علماء اہل سنت
بھی ہو بہت بڑے محدث ہیں۔ (بریلوی)

قرآن و حدیث کی بنا پر یہ لوگ ایک قاعدہ کلیہ بنا لیتے ہیں قیاس مع الفارق بھی ان کا ایک ہتھیار ہے جو صوفیائے کرام کے کشوف اور شطحیات یعنی حالت سکر کا کلام بھی ان کے ہاں سند ہے۔ ضعیف روایات ان کی دال روٹی ہے۔ کسی صاف اور سیدھی بات کو، اپنے موقع اور سیاق سے ہٹا کر بہت زیادہ پھیلا لینے میں بہت زیادہ کھینچتے ہیں کہ تحریف اور بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو کچھ کھلایا تو بریلوی علم کلام اس سے یہ مطلب نکالتا ہے کہ آپ ساری کائنات کے رازق ہیں، اول سے آخر تک ساری مخلوق کو روزی آپ دیتے ہیں۔ اگر پانی پلایا تھا تو اس کا مطلب نکلے گا کہ دنیا کے تمام بادل آپ کی ملکیت ہیں۔ تمام مخلوق کو آپ پانی پلاتے ہیں، سمندروں کے مالک آپ ہیں، بادل برسانا آپ کا کام ہے سمندروں کی کمان بدار آپ کی ملک ہے۔ بندہ مؤلف نے ہر چند غور کیا ان کے دلائل میں تقریب تو کجا محض ایک شاعرانہ تخیل ہوتا ہے جو گل و بلبل اور شمع پروانے کے مسائل کی طرح عوامی جذبات کی تسکین کا باعث ہو سکتا ہے جبریل علیہ السلام کی پھونک سے حضرت مریم کا بیٹا پیدا ہوا تو اس بات کی دلیل کرید کرید کر کوشش دیتے ہیں۔ اور یہ نہیں سوچتے کہ اس بات کا کہنے کا کیا حق۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائی تھے اس واسطے گیارہویں شریف قرآن سے ثابت ہے۔ مولوی محمد عمر صاحب نے اس علم کو اور بڑھایا ہے وہ فرماتے کرتے ہیں وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ دس راتوں کے عدد دو دو ہوئیں تو بارہویں شریف ثابت ہو گئی اور دس پر ایک گیارہویں شریف ثابت ہوئی لیکن نہ معلوم مولوی صاحب کو تیرھویں شریف سے کیا عداوت تھی ورنہ وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ کی رات ملا کر تیرھویں شریف بھی نکل سکتی تھی۔ اور لفظ [illegible] کو ملا کر چودھویں شریف بھی تیار ہو سکتی تھی [illegible] شگفت طبع [illegible] ہے اس مذہب کا سہارا میں متاخرین فقہا حنفیہ

لہ [illegible] دسمبر [illegible])

[illegible] سے لحق نے ان کو سہارا دیا ہے لیکن یہ وہی دور ہے جب [illegible] سوم میں پھوٹ رہی تھی۔

[illegible] حدیث کے الفاظ اور معانی کو کھینچنے کی ایک مثال ملاحظہ ہو۔ [illegible] دونوں میں حضرت عقبہ بن عامر کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ [illegible] خواب کی حالت میں زمین کے خزانوں کی چابیاں لا کر میرے ہاتھ [illegible] میں۔ بعض روایات میں یوں ہے کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں [illegible] اور مجھے اپنے بعد تمہارے متعلق شرک کا ڈر تو نہیں ہے البتہ [illegible] ڈر ہے تم ان خزانوں میں ایک دوسرے کی ریس کرو گے۔

([illegible] علامات نبوت بخاری شریف)

[illegible] کا صاف اور سیدھا مطلب خود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی [illegible] کے بارے میں بیان کر دیا قد ذهب رسول الله صلى الله عليه وسلم وانتم تنتثلونها حضرت ابوہریرہؓ صحابہؓ کو فرماتے ہیں [illegible] علیہ السلام تو دنیا سے تشریف لے گئے، اور تم لوگ اب ان خزانوں کو نکال [illegible] یعنی فتوحات کا مال غنیمت جو آپ کی امت کو ملنے والا تھا اس کی [illegible] آپ کو مثال دی گئی اور یہی آپ نے بتایا کہ خزانوں سے مراد یہی مال ہے [illegible] مسلمانوں کے ہاتھ میں آنے کا تو زینت [illegible] یا مال جمع کرنے کا مرض لگ جانے کا۔

حدیث کے الفاظ خود حدیث کی تشریح کر رہے ہیں کہ خزانوں سے مراد دنیا کا مال ہے جو آپ کے بعد آپ کی امت کو ملنے والا تھا۔ علامہ سندھی حاشیہ بخاری پر فرماتے ہیں "خواب میں خزانوں کی چابیاں ملنے کی تعبیر یہ ہے کہ آپ کو [illegible] حکومت، علم اور حکمت ملنے والی ہے" (حاشیہ مصری)

صحیح مسلم کی شرح میں امام نووی نے فرمایا ہے:

قَالَ الْعُلَمَاءُ هٰذَا مَحْمُولٌ عَلٰی سُلْطَانِهَا وَمُلْكِهَا وَفَتْحِ

ملكها وأخذ خزائن أموالها

ترجمہ: "علماء نے کہا ہے کہ خزانوں کا مطلب زمین کی حکومت، بادشاہی
اور شہروں کا فتح ہونا، اور ان مفتوحہ شہروں کے خزانے حاصل
ہونا ہے (نووی ص۲۴۵)

نیز فرماتے ہیں:۔

"اس حدیث میں یہ خبر دی گئی ہے کہ آپ کی امت زمین کے
خزانوں کی مالک ہو جائے گی۔ الحمد للہ کہ ایسا ہی ہوا۔" (نووی ص۲۴۵)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:۔

"اس حدیث میں اشارہ ہے کہ آپ کا دین اور ملت ساری
زمین پر پھیلے گی" (اشعۃ اللمعات کتاب الرؤیا ص۹۰)

نیز فرماتے ہیں:۔

"سب فتوحات جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر کھولیں مشرق
مغرب کے خزانوں سے۔" (ص۴۹)

لیکن بریلوی حضرات اس حدیث کی تشریح یہ کرتے ہیں کہ تمام زمین کی
دولت جو آدم علیہ السلام کے زمانے سے تا قیامت تقسیم ہو رہی ہے آپ ہی سب
کو بانٹ رہے ہیں کیونکہ خزانے سے مراد ہر قسم کے خزانے ہیں پھر وہ غلط رنگ
میں اس مضمون کو جدھر چاہیں لے جاتے ہیں۔

اسی طرح قاسم کا مسئلہ ہے۔ قاسم بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صفاتی
نام ہے۔ اس کے معنی ہیں تقسیم کرنے والا۔ جس قدر فیوض و برکات آپ سے
صحابہ رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرماتے ہیں ان کا خلاصہ دو چیزیں ہیں علم اور مال۔ اسی لیے یہ لفظ
حدیث کے باب علم میں یا باب الغنائم میں آیا ہے۔ مشکوۃ شریف باب العلم
میں حضرت معاویہ کی حدیث ہے:

"جس شخص کے ساتھ خداوند تعالیٰ کو بہتری منظور ہو اسے دین

کی سمجھ دے دیتا ہے، اور میں تو تقسیم کرنے والا ہوں دینے
والا اللہ ہے۔ انما انا قاسم واللہ یعطی"

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ترجمہ اس طرح کیا ہے:۔

"میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں، دین کی سمجھ عطا جس کو چاہے
وہ عطا فرمانے والا ہے۔"

ملا علی قاری نے مرقاۃ میں یوں فرمایا ہے:۔

"یہی وجہ ہے کہ صحابہ کی سمجھ درجہ بدرجہ کم و بیش تھی، رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم دین کی تبلیغ میں سب کو مساوی رکھتے تھے۔ اور بعض نے
یہ بات کہ تقسیم سے مراد مال کی تقسیم ہے یعنی میں مال تقسیم کرتا ہوں لیکن
دینے والا اللہ ہے اس لئے اگر کسی کو کم ملے تو ناراضگی نہ کرنا
کیونکہ اللہ کے حکم سے دیتا ہوں اور ظاہر یہی ہے کہ علم کی تقسیم
کا ذکر ہے۔ دونوں باتیں جمع بھی ہو سکتی ہیں۔" (مرقاۃ ص۲۲۰ ج۱)

مرقاۃ کی عبارت سے معلوم ہوا کہ تقسیم کا مطلب یا دین کی تبلیغ ہے یا صدقات
اور مال غنیمت کی تقسیم۔ یہی وجہ ہے کہ صحیح مسلم میں قاسم کا لفظ سوال سے منع
کرنے کے باب میں آیا ہے۔ اور امام نووی نے اس کی شرح میں فرمایا:۔

"دینے والا تو حقیقت میں اللہ ہے۔ میں دینے والا نہیں بلکہ میں
تو خزانچی ہوں، اس مال کا جو میرے پاس ہے۔ پھر میں تقسیم کرتا ہوں
جس طرح مجھے حکم ملا ہے۔ پس سب کام اللہ کی مشیت اور تقدیر
سے ہیں۔" (نووی ص۳۳۳)

اس مضمون کو بخاری شریف کی حدیث زیادہ صاف کر رہی ہے حضرت
ابو ہریرہ فرماتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لا أعطيكم ولا أمنعكم إنما أنا قاسم أضع حيث أمرت

ترجمہ: میں نہ تو دینے والا ہوں نہ ہی روکنے والا ہوں میں تو صرف تقسیم کرنے

والا ہوں جہاں حکم ہوتا ہے وہاں خرچ کرتا ہوں۔ (بخاری شریف بحوالہ مشکوٰۃ)
اس حدیث میں بریلوی کا عطائی اصول جڑ سے اکھیڑ دیا گیا۔ مال کا تقسیم کرنا ایسا کام ہے جو حقیقتاً آپ کے سپرد تھا۔ بے شک آپ اپنے ہاتھ مبارک سے دیتے اور آپ اس کام کے حقیقی فاعل تھے لیکن اسلام کی توحید اتنی نازک ہے کہ حقیقت کو بھی مجاز بنایا جا رہا ہے۔ فرماتے ہیں دینے والا میں نہیں ہوں اللہ تعالیٰ ہے میں صرف تقسیم کرنے والا اور بانٹنے والا ہوں جتنا جتنا اللہ کا حکم ہوتا ہے اتنا دیتا ہوں اپنی مرضی کا مالک مال بانٹنے میں بھی نہیں ہوں۔ اس قدر سمجھایا کہ عطائی شرک کی جڑ کاٹ دی' لیکن افسوس کہ جاہل بریلوی اسی قسم کے لفظ کا یہ معنیٰ لیتے ہیں کہ حضور تقسیم کرنے والے ہیں تقسیم کرنے والے کو اختیار ہوتا ہے تھوڑا دے یا بہت۔ اس لیے ہم کو تقسیم کرنے والے سے مانگنا چاہیے۔ دینے والے نے تو بانٹنے والے کے سپرد کر دیا اب بانٹنے والے کی مرضی پر ہے۔

بریلوی حضرات نے صرف اس حدیث کو کتنا کھینچا ہے دیکھو

۱۔ حدیث میں صرف مال یا علم کا ذکر ہے یہ لوگ تمام دنیا کی نعمتیں مراد لیتے ہیں۔

۲۔ مال یا علم کی تقسیم بھی اس وقت تھی جب آپ دنیا میں تشریف رکھتے تھے۔ کیا اب بھی حضور مال غنیمت تقسیم کرتے ہیں، لیکن بریلوی حضرات ایک دقیق بات کو دو ٹکی بنا رہے ہیں سب کام جو آپ دنیا کی زندگی میں کرتے تھے اگر اب بھی جاری ہیں تو جہاد وغیرہ کہاں ہے؟ یوں کہنا چاہیے کہ آپ کے فیوض و برکات جاری ہیں آپ کے آداب باقی ہیں۔ آپ کا دین اور سنت آپ کے قائم مقام ہے۔

۳۔ آپ نے تو فرمایا بانٹنے میں میرا کوئی اختیار نہیں، میں مختار نہیں بلکہ حکم کا بندہ ہوں، جہاں حکم ہوتا ہے وہاں دیتا ہوں اور یہ لوگ کلی اختیار کا عقیدہ

... سے سمجھ ... کا غلط بھی آیا ہے۔ یہ لوگ خازن کا مطلب سمجھتے ... خزانوں کا مالک لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خازن کی ... وضاحت فرما دی ہے۔ مشکوٰۃ شریف کتاب الزکوٰۃ میں خازن مسلم امین ... بیان فرمائی ہے کہ جہاں سے حکم دیا جائے وہیں خرچ کرے اس ... اختیار اور عطا کی نفی ہوتی ہے کیونکہ خزانچی کو ایک پیسہ خرچ کرنے کا بھی ... نہیں ہوتا۔

مجاز کی بحث

خداوند تعالیٰ کی توحید بیان کرتے وقت یہ بات تو کہی جاتی ہے کہ اس کی صفات بھی نرالی اور بے مثال ہیں اس کی ذات جیسی ذات، صفات جیسی صفات، افعال جیسے افعال کسی کے نہیں ہیں۔ اور مجبوراً تعلق سے جاہل قوموں نے چونکہ خدائی صفات انبیاء اولیاء کے لئے ثابت کی ہیں اس لئے مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے کہ خدا کے پیارے خدائی صفات سے خالی ہیں لیکن یہ مقام ... ضرور ہے بعض توحید کے مدعی یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ جب تک رسولوں ... گستاخانہ اور بے باک کلمات نہ کہے جائیں خداوند تعالیٰ کی توحید ... نہیں ہو سکتی یہ بھی سراسر غلطی ہے۔ اور محبتِ رسول کے دعویدار یہ سمجھتے ہیں خداوند تعالیٰ کی توحید بیان کرنا اس کی صفات کو غیروں سے نفی کرنا رسولوں کی جناب میں گستاخی ہے۔ یہ بھی سراسر جہالت ہے۔ افراط و تفریط کے علمبردار اس کشمکش میں ایک پہلو کو زیادہ روشن کرتے تو دوسرے پہلو کو دبا دیتے ہیں۔ اس لئے ادب اور بے ادبی کا کچھ معیار بھی ہونا چاہیے۔

۱۔ سب سے پہلا معیار نیت اور ارادہ ہے اور نیت کا اس معاملہ میں اتنا

دخل ہے کہ بے ادبی کے علاوہ نیت نیک ہو تو بے ادبی میں نہیں شمار ہوتی مثلاً راعنا کا لفظ یہود کے حق میں بے ادبی تھا کیونکہ ان کی نیت خراب تھی مسلمان بھی یہی لفظ کہتے تھے ان کو کوئی گناہ نہ تھا، اور خداوند تعالیٰ نے یا ایہا الذین آمنوا لا تقولوا راعنا میں منع فرمایا کہ مسلمان کہنا چھوڑ دیں تو یہود بھی رکتے۔

۲۔ جہاں توحید کا بیان چل رہا ہو وہاں خدائی صفات بیان کرتے وقت یہ بڑا بات کرگئی۔ بخشنا، دعا قبول کرنا، پیدا کرنا، موت، زندگی، رزق، روزی، مصیبتوں کا دور کرنا، مشکلات کو آسان کرنا، اور دنیا کے تمام معاملات اللہ کے سوا کسی کے قبضہ میں نہیں ہیں۔ نہ ذاتی نہ عطائی طور پر کیونکہ ذاتی کا تو کچھ جھگڑا ہی نہیں، البتہ یہود و نصاریٰ اور دنیا بھر کے مشرکین اپنے جھوٹے معبودوں کے متعلق عطا کے قائل ہیں۔ اور مسلمانوں کے دین میں ایسی عطا کی کوئی دلیل موجود نہیں۔ انبیاء کے نہ اولیاء کے لئے۔ واضح رہے کہ عطائی کے انکار کا مطلب یہ ہے کہ قدرت کے پیدا کئے ہوئے اسباب اور ذرائع سے مستغنی اور بے نیاز ہو کر مافوق الاسباب طور پر کوئی کام کرنا جیسا کہ خداوند تعالیٰ کن کے حکم سے کرتے ہیں کسی انسان کے اختیار میں نہیں ہے۔ ورنہ عطا کا وجود تو مسلم ہے۔ اسباب کے دائرہ میں اختیار اور عطا تو تمام انسانوں کو حاصل ہے انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کے متعلق جو لوگ عطائی قوتیں مانتے ہیں ان کا عقیدہ یہی ہوتا ہے۔ اسباب کے دائرہ میں رہنے والے جو خدا کی دی ہوئی قوتوں کو استعمال کر کے کام کرتے ہیں یہ ہماری بحث سے خارج ہیں۔

اس تمہید کے بعد یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اہل سنت والجماعت جب انبیاء و اولیاء سے خدائی صفات کی ذاتی و عطائی دونوں قسموں کا انکار کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ سمجھنا چاہیئے کہ اہل سنت والجماعت انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو معاذ اللہ بالکل عام لوگوں کے برابر سمجھتے ہیں اور ان میں کسی قسم کی بزرگی کے قائل نہیں ہیں حاشا وکلا ہرگز ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے بلکہ انبیاء علیہم السلام اور بزرگان دین میں ایسے عجیب و غریب اور اعلیٰ ترین کمالات ہوتے ہیں جو کبریات

[illegible] سلام کے کمالات اگر بیان کئے جائیں تو ہماری عقلیں حیران رہ [illegible] عقیدت والوں کی عقیدت سرد پڑ جائے گی وہ کمالات اس قسم

کمالاتِ انبیاء

[illegible] حدیثوں سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے علوم، ان کی عقل [illegible] ان کا ادراک ہم سے بہت بہت بلند ہے جو کچھ وہ جانتے، دیکھتے سنتے ہیں اگر ایک عام آدمی کو یہ کیفیت نصیب ہو تو اس کی نیند، آرام، بھوک [illegible] سارا جسمانی نظام معطل ہو جائے۔ ان کا کمال یہ ہے کہ اس قدر بلند تعلق [illegible] کے باوجود جسمانی نظام کو قائم رکھنے کی ایسی بہترین مثال پیش کرتے [illegible] قیامت ظاہری باطنی ترقی کی سامان ہے۔ جب تک مسلمان [illegible] ان کے کمالات [illegible] دین پر مضبوطی اور ہمت سے چلنا، نیت کا اخلاص، ہر بات میں خدا [illegible] کی طرف رجوع کرنا، ارادہ کی پختگی اولوالعزمی۔ وقار، متانت، سخاوت، یقین [illegible] شرح صدر، [illegible] ہیچ ہونا۔ مخلوق پر رحمت، اور مہربانی فرمانا، پاک دامنی [illegible] نبی [illegible] ساری دنیا کی محبت سے دل کا انقطاع ہمیشہ اللہ کی حمد و ثنا اور ذکر فکر میں مشغول رہنا، مال کے بجائے علم عمل کا ورثہ چھوڑنا، بے فائدہ [illegible] کا ترک۔ دنیا کی مذمت [illegible] دنیا کی آرائش اور زیب و زینت سے [illegible] اور [illegible] دین کی نشر و اشاعت اور اقامت دین جہاد فی سبیل اللہ اور [illegible] کلمۃ اللہ۔ ظاہر باطن کی یک رنگی۔ توکل، تسلیم و رضا، بے طمع ہونا وغیرہ وغیرہ۔ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ ۔ ان تمام کمالات میں انبیاء علیہم السلام اپنی مثال ہوتے ہیں اولیاء امت کو یہ کمالات ان کے فیض و برکت سے درجہ بدرجہ نصیب ہوئے لیکن افسوس کہ بریلوی حضرات ان باکمال

ہستیوں میں خدائی اختیارات کی کمی محسوس کرتے ہوئے اس قدر مبالغہ کرتے
کہ سچی حقیقتوں کو بے حقیقت بنا چھوڑتے ہیں اور جب ہم منع کرتے ہیں کہ
کو خدائی مقام دینا اس کی توہین اور بے ادبی ہے تو چلا اٹھتے ہیں کہ دیکھو بزرگوں
کی بے ادبی ہو گئی۔

اس تفصیل کے بعد ہمارے بحث پر آیئے۔ ہر شخص کو خداوند تعالیٰ نے
درجہ میں کچھ اختیارات عطا فرمائے ہیں مثلاً آنکھوں سے دیکھنا، کانوں سے سننا
دماغ سے سوچنا، پاؤں سے چلنا، ہاتھ سے پکڑنا وغیرہ۔ ان اعضاء کے ساتھ
ہم جو کام کرتے ہیں وہ حقیقتاً ہمارا فعل ہے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ
بھی دنیا میں جو کام اس قسم کے کرتے تھے مثلاً کسی کو مال دیا، کسی کو نصیحت کی،
دین سکھایا وغیرہ وغیرہ وہ آپ کے حقیقی افعال تھے یہ قوتیں ہر شخص کو عطا کی
گئی ہیں۔ ان قوتوں کی مدد سے ہم سب انسان جو کام بھی کرتے ہیں وہ ہمارے …
کا درجہ ہے۔ لیکن یہ قوت الٰہی بیاں کی شرط ہے۔ اگر خداوند تعالیٰ نے … ذرائع
وسائل اور وسائل سے کارفرمات ہیں۔ بندہ کے اختیار کا درجہ یہی ہے یہ …
درجہ اور دستوری … ہے۔ اس درجہ میں نہ بندہ پر خدائی کا شبہ پڑتا ہے نہ شرک
کا شک و شبہ پیدا ہو سکتا ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ہاتھ
پر معجزات اور اولیاء اللہ کے ہاتھ پر کرامات ظاہر ہوتے ہیں یہ چیزیں ان کی صداقت
اور اسلام کی صداقت کے دلائل اور ثبوت ہیں اس لیے ان کو آیات کہا جاتا ہے
ان کو ظاہر کرنا یا نہ کرنا فقط ارادۂ الٰہیہ پر موقوف ہے۔ انسانی کوشش اور قوت
کا اس میں ذرہ برابر دخل نہیں ہے چنانچہ رسالہ رضوان میں لکھا ہے:

"عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے جو مردے زندہ ہوئے اور مریض صحت یاب
ہوئے وہ حقیقت میں صرف اللہ ہی کا فعل تھا اور حقیقی طور پر
اس فعل میں حضرت عیسیٰ کا کوئی دخل بھی نہ تھا … خدا ہی ہے"[12]

یہاں تک تو بریلوی ہمارے ساتھ چلتے ہیں لیکن تنازع اس بات میں ہے کہ

[illegible] علیہم السلام کے معجزات اور اولیاء کے کرامات کو ان کی طرف منسوب
[illegible] سے انہوں نے … کر دکھایا وغیرہ کہنا جائز ہے یا نہ؟ … جائز ہے
ہیں؟

[illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی جنگ میں صدقات اور فتوحات کا مال تقسیم فرماتے
[illegible] نے اس کے متعلق فرمایا کہ اللہ کے رسول نے مال دیا کہ فلاں شخص
[illegible] اس کو مال دیا وغیرہ تو ان آیات سے یہ دلیل نکالنا کہ آپ مت ساری
[illegible] مال دولت اولاد وغیرہ وغیرہ سب چیزیں آپ دیتے ہیں۔ اس عقیدہ کی
[illegible] جا سکے؟

[illegible] دکھانے اور غیبی علوم کو دریافت کرنے کی انبیاء کے پاس مستقل قوت
[illegible] اللہ تعالیٰ حسب چاہیں اس چیز کو ظاہر فرماتے ہیں؟

[illegible] مجازی نسبت قائم کرنے کا حق ہر شخص کو پہنچتا ہے۔ یا اس میں کچھ شرائط ہیں؟
[illegible] بات میں معجزات کو مجازی طور پر انبیاء کا فعل قرار دینا اس کی حقیقت
[illegible] کرو یا حقیقی کے طور پر … خاص حالات میں مخصوص شرائط کے ساتھ جائز ہے
[illegible] فعل یہ ہے کہ کسی کام کو اس کے حقیقی فاعل وغیرہ کے سوا کسی دوسرے شخص
[illegible] منسوب کر دیں جو حقیقی طور پر اس کام کو کرنے والا تو نہیں ہے لیکن سبب
[illegible] کے درجہ میں ہے جیسے فلاں بادشاہ نے فلاں شہر یا پل بنایا۔ بنانے والے
[illegible] حقیقت میں مزدور اور معمار ہوتے ہیں لیکن اس کے بننے میں بادشاہ کا بھی تعلق
[illegible] اس لیے تعمیر کی نسبت مجازی طور پر بنایا کہہ دیا جاتا ہے یا جیسے آرہ لکڑی
[illegible] چیرتا ہے۔ لکڑی چیرنا انسان کا کام ہے آرہ ایک ہتھیار ہے اس واسطے یہ
[illegible] اس کی طرف منسوب کیا گیا۔ اس میں ایک شرط یہ ہے کہ ایسے موقع پر کوئی قرینہ
[illegible] علامت اس بات کی ضرور موجود ہونی چاہئے کہ یہاں مجاز ہے۔ کیونکہ وہ
[illegible] اس کے عقیدہ کے مطابق حقیقی فاعل کی طرف منسوب ہے۔ اگر مسلمان
[illegible] کہے تو مجاز سمجھا جائے گا دوسری شرط یہ ہے کہ جس چیز کی طرف مجازی

نسبت کی جاتی ہے اس فعل میں اس کی وساطت یعنی عمل دخل ضرور ہوتا ہے جیسا آری اور بادشاہ کی مثال میں گزرا ورنہ نسبت مجازی کی گنجائش نہیں۔ اس قاعدہ کو معلوم کرنے کے بعد بریلوی حضرات کی وہ سب عبارتیں پھر پڑھ لیجئے جن کو نمونۃً لکھا ہے۔ ان عقیدوں میں تمام صفات خداوندی اور ساری حکومت انبیاء و اولیاء کے لیے تسلیم کی گئی ہیں۔ سینکڑوں کتابیں اور ہزاروں مناظرات [illegible] عوام الناس کو یہی تلقین کرتے ہیں کہ سب کچھ انبیاء و اولیاء کو دے دیا گیا ہے [illegible] عوام کو انبیاء و اولیاء کے حقیقی اور سچے کمالات کے اتباع سے محروم کرنے کی [illegible] اچھی سکیم ہے کہ ان بزرگوں کے پاس خدائی اختیارات ہیں، ان سے مانگو، مانگو سب کچھ مانگو۔ گویا کہ وہ دین سکھانے نہیں آئے تھے، دنیا بانٹنے آئے تھے۔ ناظرین! آپ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ارشادات میں پڑھ چکے ہیں کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین سب کے سب بزرگوں میں عطائی اختیارات مانتے تھے۔ بریلوی حضرات ان سے ایک قدم آگے ہیں۔ ان لوگوں نے [illegible] لفظ ایک نامعنی درجہ میں رکھا ہوا ہے کہ اس کی آڑ میں حضرات علماء دیوبند کی گرفت سے بچنا چاہتے ہیں۔ لیکن مولوی احمد رضا خاں صاحب نے عطا کو حقیقت کی قسم بنا کر بات کو صاف کر دیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ ہر غیر خدا کے متعلق خود شیطان جو تمام دنیا کے انتظامات مارنا جلانا وغیرہ وغیرہ کو منسوب کرنا شرک نہیں ہے یعنی توحید ہے۔ دیکھو حوالہ ۹ یا درست کہ آسمان زمین اور ساری کائنات کو پیدا کرنا بھی تکوین میں داخل ہے اور کوئی شخص اگر یہ کہہ دے کہ فلاں جاندار یا فلاں مخلوق نے ساری دنیا پیدا کی اور سب جہان کو رزق روزی مال اولاد زندگی موت وہی تو بریلوی علم کلام میں یہ شرک نہیں ہو گا توحید ہو گی۔ کیونکہ تکوینی امور کو غیر خدا کی طرف منسوب کرنا ہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ آخر بریلوی توحید بھی تو وہ درد کا نالہ ہے جیسے سطرنی المنوت [illegible]

[illegible] مستقل قوت مدد موجود ہوتی تو اذن کی کیا ضرورت تھی۔ اسی طرح خدا [illegible] نے فرمایا اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ پ ۱۰ ع ۵ [illegible] تم میں سے ایک ہزار، دو ہزار کافروں پر غالب آئیں گے اللہ کے اذن [illegible] سے۔ اگر مسلمانوں کے پاس کوئی حقیقی عطائی قوت ہوتی تو حوصلہ اور [illegible] کی ضرورت کیا تھی؟ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے ساتھ [illegible] کا لفظ بکثرت آیا ہے یعنی قوانین فطرت اور دستور قدرت کو توڑنے [illegible] کوئی مستقل قوت نہ تھی بلکہ اللہ کے حکم اور ارادہ سے ان کے ہاتھ پر یہ [illegible] ہوئیں۔ اس لیے وہ خدا نہیں ہیں۔ بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ عطائی قوت [illegible] تو اذن ہی کا لفظ آتا ہے اور ہو سکتا ہے لیکن حقیقی کے بعد خواہ عطائی [illegible] کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس بحث کے بعد ہم مقصد پر آتے ہیں۔

بریلوی حضرات انبیاء کرام و اولیاء عظام کے لیے حقیقی عطائی قوتوں کے [illegible] اس لیے رسالہ "رضوان" کا یہ کہنا کہ ہم مجازی عطائی کے قائل ہیں یہی [illegible] کے بزرگوں کے سراسر مخالف ہونے کی وجہ سے غیر معتبر ہے۔ اور [illegible] حقیقی عطائی مانتے ہیں تو مالک قادر وغیرہ تمام الفاظ کے اسی درجہ [illegible] استعمال ہوں گے۔ اور یہ الفاظ ہمارے معاشرے کے ماحول میں عطائی طور پر [illegible] کا وہم پیدا کرتے ہیں، اس لیے ممنوع ہیں بہرحال حقیقت کا اعتقاد [illegible] کی وجہ سے ان کے تمام عقائد، نظم و نثر اور مکتوبوں میں جہاں کہیں [illegible] وہ ملیں گے مجاز پر محمول نہیں ہو سکتے یہی وجہ ہے کہ مسلمان عبدی چونکہ [illegible] تھا اس لیے اس کے قول اَنْبَتَ الرَّبِيْعُ الْبَقْلَ [illegible] [illegible] پر محمول نہیں ہو گی۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے خیال میں یہ نسبتیں حقیقی [illegible] حقیقی عطائی۔ دیکھو تلخیص، مختصر معانی، مطول وغیرہ بحث [illegible]

[illegible] عقلی کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہاں کوئی صاف علامت اس بات [illegible] موحد ہونے کی کہنے والا مجازی طور پر کہہ رہا ہے۔ اگر کہنے والا خود کہہ دے کہ میں

عطائی کے ساتھ حقیقی کا لفظ ملا کر اسے اتنا بھاری کر دیا کہ اب اس لفظ کا
اٹھانا محال ہے۔ انصاف تو یہ ہے کہ ایسی عطائی دلیل بھی قرآن حدیث میں نہیں
ہے اور اس کے خلاف بے شمار دلائل صریح قرآن حدیث میں خاص موجود
ہیں لیکن مجازی عطائی کا لفظ تو پھر بھی بعض مواد میں قابل برداشت تھا
حقیقی عطائی کا ثبوت کہاں سے لائیں گے۔ اب ان کے پاس بچا کیا گیا
صرف ایک بات اور وہ یہ کہ بزرگ جو خدائی کام کرتے ہیں تو اذن سے
کرتے ہیں۔ اور یہ کہ اذن الٰہی کے سوا ایک پتہ بھی نہیں ہل سکتا۔ اور مشرکین
عطائی کے ساتھ اذن کے قائل نہ تھے۔ ہم اذن الٰہی کے قائل ہیں۔ جو [illegible]
ہے کہ جو آگ میں پڑ کر آگ بن جاتا ہے تو حقیقی آگ بنتا ہے اور اس میں
جلانے کی طاقت خود بخود اپنی ذات میں موجود ہوتی ہے اس کو جلاتے وقت
آگ سے اذن اور اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی اور واسطہ فی الثبوت کا
مطلب یہی ہے۔ جب آپ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ انبیاء و اولیاء کو بطور واسطہ
فی الثبوت خداوند تعالیٰ نے قوتیں عطا فرمائی ہیں تو پھر اذن اور اجازت کا کیا سوال
باقی رہ گیا اگر اذن باقی ہے تو حقیقی عطائی کیا؟ اور حقیقی عطائی ہے تو اذن کیا؟
مولوی احمد رضا صاحب نے صاف صاف کہہ دیا کہ معجزہ دکھانے کی قوت انبیاء
میں موجود ہے جب چاہیں دکھائیں تو اس کے بعد اذن پر موقوف کونسی چیز رہ
جاتی ہے۔ اذن کا لفظ تو حقیقی اور مستقل قوت کی نفی کرتا ہے۔ عطائی تو یوں تک
ساتھ تو اذن کا لفظ کچھ معنی رکھتا ہے لیکن جب عطائی حقیقی ہو اور اتصاف
حقیقی ہو اور بطور واسطہ فی الثبوت ہو تو پھر بھی اذن کی گنجائش کیا باقی رہتی
ہے، مثلاً قرآن مجید میں ہے فَهَزَمُوهُم بِإِذْنِ اللَّهِ یعنی طالوت کے
لشکر نے جالوت کے لشکر کو شکست دی اللہ کے حکم اور ارادہ سے۔ یہاں
اذن کا لفظ اسی لئے ہے کہ بنی اسرائیل میں دشمن کو شکست دینے کی کوئی
مستقل قوت موجود نہ تھی یہی وجہ ہے کہ کئی دفعہ شکست بھی کھائی۔ بخلاف [illegible]

[illegible] کے ارادے سے کہہ رہا ہوں تو پھر مجاز کے کیا معنی، معلوم ہوا کہ بریلوی
[illegible] پیشین اس معاملہ میں سخت مشکوک ہے اور اس جماعت کے عوام کے
[illegible] اعمال قبر پرستی سجدہ بجود وغیرہ بھی اس بات کی تائید کرتے ہیں اور
[illegible] دراصل بریلوی علماء کی پیدا کردہ ہے ان عوام کی پیٹھ ٹھونکنے والے
[illegible] جو خدائی اختیارات بزرگوں میں ثابت کرتے ہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ ہر
[illegible] میں مجاز عقلی کنایہ تشبیہ استعارہ مجاز مرسل اور تمام لفظی معنوی
[illegible] استعمال ہوتے رہتے ہیں لیکن جو لوگ مجاز کو حقیقت اور حقیقت
[illegible] ہوں ان کا معاملہ اور ہے سلیم الطبع مرتبہ ان حضرات کی بات
[illegible] حضرت مولانا محمود حسن شیخ الہند کے کلام میں اصطلاحات علم معانی و
[illegible] و صنائع بدائع کا استعمال کیوں ہوتا جب کہ ہم لوگ مجاز کو مجاز
[illegible] اور حقیقت کو حقیقت [illegible] رسالہ [illegible] اس تمام بحث
[illegible] کا ما حصل [illegible] میں مشارت [illegible] درج ہے۔
تاہم یہ [illegible] ہر وہ شخص انبیاء کرام کے معجزات کو ان کے اختیار میں سمجھتا
[illegible] جب یہ کہے کہ حضرت جبرائیل نے حضرت مریم کو بیٹا دیا اور عیسیٰ علیہ
[illegible] نے مردے زندہ کئے تو اس غلط اعتقاد کی بنا پر کہنا [illegible] اس کا
[illegible] ہے کیونکہ مجاز میں یہ شرط ہے کہ کہنے والا مسلمان ہو۔ (ضیاء [illegible]
[illegible] موحد ہو اور جو شخص معجزات کو اختیارات ہی میں سمجھتا ہو وہ بڑے
[illegible] قرآن اور حدیث کی روشنی میں بات کرے اس کی گنجائش ہے دیکھو
[illegible] لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا (سورہ مریم) [illegible] رَسُولُ رَبِّكِ موجود ہے۔
[illegible] جبرائیل حضرت مریم کو فرماتے ہیں مجھ کو تیرے رب نے اس کام کے لئے
[illegible] بات [illegible] لہٰذا بخشش اذن یعنی بیٹا دینا میرے اختیار کی بات
[illegible] میں کسی کو بیٹا نہیں دے سکتا بلکہ صرف تجھ کو اللہ کے حکم سے بچہ
دوں۔ حضرت جبرائیل خداوند تعالیٰ کی بخشش [illegible] کرتے تھے، اس لئے

بخشش کا لفظ استعمال کیا۔ دیکھو یہاں پہلے رسول کا لفظ قرینہ اور علامت ہے اس بات کی کہ بخشنا مجازی طور پر ہے۔ اسی لیے معلوم ہوا کہ ایسے [illegible] آزادی سے استعمال کرنا جہاں شرک کا احتمال ہو خداوند تعالیٰ کو پسند [illegible] ہے۔ مگر بریلوی حضرات ان باریکیوں کو چھوڑ گئے۔ پھر یہ بھی دیکھو کہ مجازی طور پر کوئی کام اس شخص کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جس کا اس کام میں کچھ عمل دخل ہو جیسا کہ آپ آری اور بادشاہ کی مثال میں پڑھ چکے ہیں۔ بخشش حضرت جبرئیل کی طرف اس لیے منسوب ہو کہ انہوں نے خدا کے حکم سے پھونک ماری تھی اور وہی پھونک عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا سبب بنی اور [illegible] ہوئی۔ پیر بخش نبی بخش وغیرہ نام رکھتے ہیں تو یہاں پھونک کا کیا تعلق؟ پھر یہ قیاس کس قدر غلط ہے۔ پھر یہ بھی دیکھو کہ حضرت جبرئیل کے متعلق بھی کوئی شخص یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ سب لوگوں کو بیٹا وہی دیتے ہیں۔ آپ لوگ غیر خدا کی طرف تمام تکوینی امور کو منسوب کرنے کی کیا دلیل رکھتے ہیں؟

بقایا بریلوی عقائد

احکام خداوندی بھی حضورؐ کے قبضہ میں ہیں جو چاہیں جس پر چاہیں حرام [illegible] حلال کر دیں، جو چاہیں معاف کر دیں۔ (رہبر شریعت صفحہ [illegible])

تیسرا عقیدہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر جگہ حاضر ناظر ہیں۔

(شرح استمداد) میں یہ عقیدہ یوں بیان کیا گیا ہے۔

"روز اول سے روز آخر تک کے ذرے ذرے کا علم حضورؐ کو عطا ہوا تمام جہان حضورؐ کے پیش نظر ہے، دلوں کے خطروں جیسی خیالات سے آگاہ ہیں۔" (صفحہ ۱ نوری کتب خانہ)

اس مسئلہ کی قدرے تفصیل بندہ کے رسالہ "حیات النبیؐ" میں ملے گی۔

[illegible] وہ خود خدا نے حکم دیا ہے محمدؐ سب کو بیا بندہ کہو۔
(شرح استمداد صفحہ ۲۵ نوری کتب خانہ)

[illegible] عقیدہ: جبریل امین نے حضرت مریم کو بیٹا دیا ہے۔
عقیدہ شرح استمداد صفحہ ۱۳۳ پر بدیں عنوان اس کا یہ ہے کہ جبریل امین نے حضرت مریم کو بیٹا دیا، قرآن مجید نے مسیح علیہ السلام کو رسول بخش کہا۔

[illegible] عقیدہ: خدا بھی حضور علیہ السلام کا حکم مانتا ہے اطاعت کرتا ہے۔ (شرح استمداد صفحہ ۱) مثلاً بے شک حضورؐ کا رب حضورؐ کی اطاعت [illegible] ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم میں تنہا حاکم ہیں۔

[illegible] عقیدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری خدائی قوت دی گئی ہے [illegible] تو خدا کی طرح مختار کل ہیں اور نائب کل (شرح استمداد)
اس کا بیان پچھلے صفحوں میں گزر چکا ہے۔

[illegible] عقیدہ: بزرگوں کی قبروں کا طواف جائز ہے قبر پر رخسارہ رکھنا [illegible] جائز ہے۔ آپ کو پیر پرست کہلوانا الکوکب صفحہ ۳۶ ان کی پرستش [illegible] کیونکہ اصل میں اللہ کی پرستش ہے۔

"یہ روضہ اقدس کا طواف کرنے والے تابعین یا اول درجہ تبع تابعین تو ضرور تھے"۔ (الکوکب الشہابیہ صفحہ ۴۲ نوری کتب خانہ)

"حضرت علیؓ دراں کی ولد وہ مسلمان پیروں کی طرح پوجتے ہیں۔"
(الامن والعلیٰ صفحہ [illegible])

یہ قول شاہ عبدالعزیزؒ کی طرف منسوب کیا ہے۔ مگر حوالہ درج [illegible] بہرحال [illegible] سے بیان کیا ہے۔

[illegible] عقیدہ: بزرگوں کے نام کی نذر منت چڑھاوے چڑھانا جائز ہے۔
(شرح استمداد صفحہ ۴۰ بعد ۴۱)

دسواں عقیدہ: حضورؐ کو رب کہنا شرک نہیں جب کہ مجاز مراد ہو۔
(الامن والعلیٰ ص۳۲)

گیارھواں عقیدہ:- حضورؐ ساری زمین اور تمام مخلوق کے مالک ہیں
(الامن والعلیٰ ص۵۸)

بارھواں عقیدہ:- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گناہ بخشتے ہیں (الامن والعلیٰ ص۹۲)

تیرھواں عقیدہ:- قرآن وحدیث کے خلاف بزرگوں کے قول کی سند عبارت۔ مطبوعہ نظامی پریس بدایوں شرح استمداد ص۲۳ پر لکھا ہے:-

"ہر مذہب میں بعض قول ایسے ہیں کہ ظاہر کتاب وسنت سے ان کے خلاف پر استدلال ہوتا ہے اور اس کے علماء باتباع امام مذہب کے ان میں تاویل کرتے ہیں۔"

اولیاء اللہ عالم غیب ہیں، غیب دانی ان کے اختیار میں دے دی گئی ہے جب چاہیں غیب کی بات معلوم کر سکتے ہیں۔ (الامن والعلیٰ ص۳۰)

نیابت ہے سلطان آپ سا جس پہ شیدا ہو
خدا سے کم نہیں عزت وجلال اس ولی کے سلطان کا (حدائق بخشش)

اولیاء اللہ کی قبروں کا حج کرنا جائز ہے۔ جنت و دوزخ کی کنجیاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارک میں دے دی گئی ہیں جس کو چاہیں اپنے اختیار سے جنت عطا فرمائیں یا جہنم۔ یہ عقیدہ مولانا احمد رضا صاحب نے الامن والعلیٰ اور سلطنت المصطفیٰ میں مفصل لکھا ہے مگر سوال یہ ہے کہ پھر شفاعت کی ضرورت رہی۔ ان کا عقیدہ ہے کہ خداوند تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل پیدا کرنے سے عاجز ہے۔ مگر اہل سنت کے عقیدہ میں قادر ہے اور مجبور نہیں ہے مگر اپنے اختیار سے ہرگز ہرگز پیدا نہیں کرے گا۔ مکتوبات حضرت یحییٰ منیری کی عبارت ملاحظہ ہو۔

"اگر خداوند تعالیٰ چاہیں تو ایک لحظہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے لاکھوں

پیدا کر سکتا ہے۔" مکتوب نمبر ۳۵

پیر پرست ایسے عقائد پر قرآن حدیث اور بزرگوں کے اقوال سے دلیل کرتے ہیں۔ بعض الفاظ کو بے معنی پہناتے ہیں۔ مجاز اور حقیقت کی آڑ میں حقیقی معنی قائم کرتے ہیں۔ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے فتاویٰ عزیزیہ میں ایسے لوگوں کو مشرک مسلمان فرمایا ہے

ان عقائد کا تجزیہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ "الفوز الکبیر فی اصول التفسیر ص۸" میں فرماتے ہیں۔

"اگر تجھے مشرکین عرب کی صورت حال اور ان کے عقائد کے متعلق توقف ہے تو اس زمانہ کے پیشہ ور مولویوں اور پیروں کے حالات دیکھ لے کہ ولایت کو کیا سمجھ بیٹھے ہیں۔ پہلے زمانہ کے اولیاء کی ولایت کو مانتے ہیں، اور اس زمانہ میں اولیاء کا پیدا ہونا بالکل محال سمجھتے ہیں اسی وجہ سے یہ لوگ قبروں کی تلاش اور آستانوں کو چھوڑ کر قبروں اور آستانوں پر جاتے ہیں کئی طرح کے شرک کرتے ہیں۔

تشبیہ اور تحریف ان میں پائی جاتی ہے:

تشبیہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات میں انسانوں جیسی صفات ثابت کی جائیں۔ مشرکین کہتے تھے کہ خداوند تعالیٰ بے شک بندوں کی سفارش قبول کر لیتا ہے اگرچہ اس کام پر خوش نہ ہو جس طرح بادشاہ اپنے درباریوں کی بات مجبوراً مان لیتے ہیں کہ سلطنت کا انتظام خراب نہ ہو۔

ناظرین:- اس جگہ غور فرمائیں کہ ساری قوم اس مرض میں کس قدر مبتلا ہے؟ پیر پرستوں کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ جس طرح دنیا کے بادشاہوں کے پاس

وسیلہ اور سفارش کے بغیر کام نہیں بنتا تو خدا کے ہاں وسیلہ کے بغیر ہماری درخواست کس طرح پہنچ سکتی ہے؟ دیکھو خداوند تعالیٰ کو دنیا کے بادشاہوں سے ملا دیا۔ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۔ [illegible] ۔

شاہ صاحب اس عقیدہ کو تشبیہ کفار کا عقیدہ قرار دیتے ہیں۔

تحریف۔ یعنی کفر و شرک کی رسوم سے اسلام کا حلیہ بدلنا۔ ہمارے رضاخانی بھائیوں میں یہ بیماری بھی کثرت سے پھیلی ہوئی ہے۔ اور حدیث "ثم [illegible] قوموں میں یہود و نصاریٰ و مشرکین کی راہوں پر چلو گے" کے مطابق اس شرک کی [illegible] کو اختیار کرنے والے کچھ لوگ آج بھی موجود ہیں۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر عزیزی میں زیر آیت اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۔ گمراہ فرقوں کی [illegible] تحریف کے بیان میں فرماتے ہیں۔

"یہ اماموں اور ولیوں کا رتبہ انبیاء کے برابر قرار دے۔ [illegible] کے لیے خدائی کے لوازمات مثلاً علم غیب بالاستقلال، اور ہر جگہ ہر شخص کی فریاد سننا۔ و سب کاموں کی قدرت ماننا [illegible] نبیوں ولیوں کی تصویروں، مجسموں، قبروں [illegible] کے پردے میں عبادت کرنا [illegible] حاجت کی ترقی ان سے مانگنا، [illegible] درخواست [illegible] جن کو خدا کی جناب [illegible] گمان کہ اگرچہ خدا تعالیٰ کو وہ کام پسند نہ ہو یہ سب حد سے بڑھنے والے کام ہیں"

انبیاء کے برابر قرار دینا تو کجا، ہمارے [illegible] اپنے پیر کو نبیوں سے بڑھا رہے ہیں۔ دیکھیے:

شعر: محو [illegible] ملک فلک پر فرشتے زمیں پر تیرے
خادم ہیں دست بستہ چاروں کتاب والے

شعر کا مطلب یہ ہے کہ آسمان پر حوریں اور فرشتے اور زمین پر چاروں کتاب والے

[illegible] داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ جماعت علی شاہ صاحب کے خادم ہیں۔ اور [illegible] کتاب والے کا مطلب اگر حقیقی لے جائیں تو صحابہؓ اور تابعین سب [illegible] صاحب کے خادم ہوں گے۔ یہ شعر اور ایسے کئی اشعار رسالہ انوار الصوفیہ [illegible] شریف میں شائع ہوتے رہتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ ایسے اشعار [illegible] کو [illegible] شریف کا انعام ملا ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۔

نیز شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا کی تفسیر میں شرک [illegible] کے بیان میں فرماتے ہیں۔

"چوتھا فرقہ پیر پرست لوگ ہیں کہ جب کوئی بزرگ زیادہ عبادت اور ریاضت کی وجہ سے مقبول مستجاب الدعوات اور مقبول الشفاعت ہو جاتے ہیں تو اس جہان سے جانے کے بعد ان کی روح میں بڑی قوت اور وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو شخص اس کی صورت رکھے یا اس کے بیٹھنے، اٹھنے کی جگہ میں یا اس کی قبر پر عاجزی کرے تو اس بزرگ کی روح کو آزادی اور فراخی کی وجہ سے اطلاع مل جاتی ہے اور وہ روح دنیا اور آخرت میں اس کی سفارش کرتی ہے نیز ایک فرقہ مشرکوں کا وہ ہے جو نذر اور قربانی میں دوسروں کو خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ اور ایک فرقہ مشرکوں کا وہ ہے جو علم اور قدرت کی وسعت کو بیان کرتے ہوئے دوسروں کو اللہ سے جا ملاتے ہیں۔ چنانچہ نسائی شریف اور ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی جو خدا چاہے اور آپ چاہیں آپ نے ارشاد فرمایا جَعَلْتَنِیْ لِلّٰهِ نِدًّا تو نے مجھے اللہ کا شریک

فرمایا بلکہ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ بلکہ یوں کہو جو چاہے
اللہ وحدہٗ لا شریک۔ نیز مسند امام احمد ابو داؤد شریف نسائی
شریف اور ابن ماجہ ترغیب میں حذیفہ بن یمان رضؓ سے روایت ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ایسا نہ کہو جو چاہے اللہ
اور فلاں بلکہ یوں کہو، اللہ پھر فلاں"

نیز آیت لَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ کے تحت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث
دہلوی فرماتے ہیں:۔

"یہ کلام اہل کتاب اور ان کے ہم خیال لوگوں یعنی انبیاء، اولیاء کی
اولاد اور بزرگوں … سے توسل کرنے والوں کی تردید کے لئے
ہے۔ جو آپ کو بزرگوں کے توسل اور تعلق کی وجہ سے خدا کی پکڑ
سے بے خوف سمجھتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ کفر … اور دوسری قباحتوں
… بزرگ ہمیں چھڑا لیں گے فرمایا جس شفاعت
پر تم مغرور ہو وہ نہیں ہوگی کیونکہ شفاعت ہر شفاعت کرنے
والے کی اذن الٰہی پر موقوف ہے۔"

نیز مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا کے تحت فرماتے ہیں:۔

"بعض لوگ … محبت اور … مخلوق پر … فرشتوں سے
پیغمبروں، ولیوں، عبادت گزاروں، راہبوں اور علماء سے خداوند
تعالیٰ کے اصلی اور حقیقی معبود ہونے کا خیال نظر انداز کرتے ہوئے
خدا کے برابر محبت کرتے ہیں اور … قربانیاں ان کے نام کی
کرتے ہیں۔ اور ان کے قول کو قرآن حدیث میں غور کئے بغیر وحی
الٰہی کے برابر سمجھتے ہیں۔ بلکہ بعض ان میں سے بزرگوں کی تصویروں،
قبروں، عبادت خانوں، مسکنوں اور بیٹھنے کی جگہوں سے ویسا ہی
سلوک کرتے ہیں جو مسجد اور کعبہ میں خداوند تعالیٰ کے متعلق کیا

جاتا ہے۔ سجدہ میں سر رکھنا، طواف کرنا، ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر قبلہ
رو شکل میں کھڑا ہونا، وغیرہ۔ حالانکہ یہ محبت ان کی خدا پر ایمان
لانے کے تقاضے نہیں ہے تاکہ خدا کے نزدیک سعید ہو اور
اس کی رضامندی حاصل ہو۔ کیونکہ یہ حد سے گزری ہوئی محبت
ہے۔ بیان میں یہ ضروری ہے کہ خالق اور مخلوق کی محبت میں فرق
کیا جائے۔"

محبّت

یہاں پہنچ کر یہ بات بھی ضروری ہے کہ محبت کیا چیز ہے اور کس طرح
ہوتی ہے؟ کیونکہ اہل بدعت ہمیشہ بدعات کا ارتکاب محبت کی آڑ میں
کرتے ہیں اور جو شخص شرک، بدعت اور نعرہ بازی میں ان کا ساتھ نہ دے اس کو
بے ادب اور محبت سے خالی سمجھتے ہیں مگر ان کی محبت ہمیشہ الفاظ تک محدود
ہوتی ہے۔ اتباع سنت کے جذبہ سے محروم ہونا ان کی بہت بڑی علامت
ہے۔ ان کا عقیدہ ہے وہ اصل الاصول ہے کہ بزرگوں کی محبت سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ملتی ہے اور حضورؐ کی محبت سے خدا کی محبت ملتی
ہے۔ حالانکہ یہ معروضہ قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے ملاحظہ ہو حدیث ترمذی شریف:۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا يَغْذُوْكُمْ مِنْ نِعَمِهٖ وَاَحِبُّوْنِىْ بِحُبِّ اللّٰهِ وَاَحِبُّوْا
اَهْلَ بَيْتِىْ لِحُبِّىْ۔

ترجمہ: اللہ سے محبت کرو اس لئے کہ وہ تمہیں طرح طرح کی نعمتیں عطا کرتا
ہے اور مجھ سے محبت کرو خدا کی محبت کی وجہ سے اور میرے اہل بیت سے
محبت کرو میری وجہ سے۔

سو جب نظام عالم پر ایک نظر ڈالتا ہے تو کائنات کا ایک ایک ذرہ اسے انسان کی خدمت کے لیے مشغول نظر آتا ہے۔ پھولوں سے لدے ہوئے درخت، ناز سے مٹکنے والی زمین، دودھ اور گھی کے خزانے، رواں چلتی ہوئی ہوائیں، ہر ذرہ میں لٹکتے ہوئے بادل، بادلوں میں بھرے ہوئے پانی کے دریا، غرض آسمان زمین کی ہر ایک چیز کو دیکھ کر مالک کا شکر اور احسان ہوتا ہے۔ اسی احسان سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ قرآن کریم کا انداز بیان یہی ہے۔ یعنی نعمت سے منعم کی طرف توجہ۔ قرآن کریم کی نظر میں اللہ کی معرفت، محبت، اطاعت، سب چیزیں نعمت شناسی سے حاصل ہوتی ہیں کیونکہ نعمت شناسی سے منعم شناسی حاصل ہوتی ہے۔ نعمت کی دو قسمیں ہیں، ظاہری اور باطنی۔ ان سب نعمتوں سے اعلیٰ اور ارفع نعمت ذات بابرکات آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے کیونکہ بے حساب نعمتوں کے ہوتے ہوئے خداوند تعالیٰ نے فقط ایک نعمت کا احسان جتلایا ہے لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا الآیۃ۔ جب خدا سے محبت پیدا ہوگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا پیدا ہونا لازمی ہے کیونکہ رسول بارگاہ محبت کے پیغامبر بھی ہیں اور صحرائے شریعت و معرفت کے راہبر بھی ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اسلام کی نظر میں محبت کا اصل اور حقیقی مرکز فقط خداوند تعالیٰ کی ذات ہے یہی اسلام کی امتیازی خصوصیت ہے کہ انسان کے دل کی گہرائیاں خدا کی محبت کے سوا کہیں بھی تقسیم نہ ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ اذان اور اقامت میں اللہ کے نام کے بعد رسول اللہ پکارا گیا ہے تاکہ اللہ اکبر کے بعد رسول اللہ کی عظمت دل پر اثر ڈالے۔ اسی لیے قرآن کریم میں

ارشاد فرمایا ہے۔ یعنی اگر تم کو اللہ سے محبت ہے تو میری تابعداری کرو گے۔ اصل مرکز خدا ہی کی محبت ہے اور اس کا صحیح معیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری ہے۔ [illegible] اب جو شخص خدا کے تعلق کی محبت کا دعویٰ کرے

... اتباع رسول سے محروم ہے، یا رسول کی محبت کا دم بھرتا ہے۔ مگر خداوند ... کی عظمت و محبت سے خالی ہے وہ سراسر دھوکے میں ہے۔ رسول کی ... ذاتی نہیں بلکہ اس لیے ہے کہ وہ بارگاہ عزت کا رسول ہے۔ اپنے دل اور ... خود ساختہ قیاسات سے رسول کی محبت کی غلط ہے۔ عیسائی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت کرتے ہیں مگر خدا کا رسول سمجھ کر نہیں کرتے، بلکہ خدا کا ... سمجھ کر، کیا یہ محبت صحیح ہے؟ اور یہودی جو عیسیٰ علیہ السلام سے دشمنی کرتے ہیں تو کیا دشمنی ٹھیک ہے؟ پس صحیح محبت اور صحیح عداوت وہی ہے جو رضائے الٰہی کے لیے ہو باقی محبتیں اور عداوتیں سب جہالت اور وہم پرستی ہے۔ مسلمان کو ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سامنے آتے ہیں ان کی محبت اس لیے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا تعلق ہے۔ یعنی ان سے محبت رسول کے لیے کی جاتی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت خداوند تعالیٰ کے لیے ہو۔ اسی طرح تعلق در تعلق میں محبت کا سلسلہ اور بھی وسیع ہوتا جائے گا، مگر اصل محبت فقط خداوند تعالیٰ سے ہے، باقی محبتیں اس کے تحت ہیں۔

دینے والا کون ہے؟
مانگنا کس سے چاہیے؟

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اے لڑکے اللہ کے حقوق کی حفاظت کر اللہ تجھ کو دنیا آخرت کی مصیبتوں سے بچائے گا، اللہ کے حقوق کی حفاظت کر تو اسے اپنے روبرو پائے گا۔ ان حقوق میں دو حقوق یہ ہیں: اور

جب بھی تجھے مانگنا ہو تو اللہ سے مانگ اور جب مدد مانگے تو اللہ سے مدد مانگ، اور اس بات کو سمجھ لے کہ اگر سب لوگ تجھ کو نفع پہنچانے کے لیے جمع ہو جائیں تو ہر گز ذرہ بھر نفع نہیں پہنچا سکتے مگر وہی چیز جو اللہ نے تیرے لیے مقدر کی ہے، اور اگر سب لوگ تجھ کو تکلیف دینے کے لیے اکٹھے ہو جائیں تو کچھ ضرر نہیں دے سکتے، سوا اس چیز کے جو اللہ نے تجھ پر لکھ دی ہے۔ قلم اٹھا لیے گئے اور کاغذ سوکھ چکے۔ (مشکوٰۃ شریف کو از مسند امام احمد بن حنبل و ترمذی شریف)

اس حدیث شریف کی وضاحت ہم ملا علی قاری مشہور و معروف حنفی عالم کی زبان سے لکھتے ہیں جن کو بریلوی حضرت بہت مانتے ہیں۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵، صفحہ ۱۰:

قَالَ الطیبی ای راعِ حق اللہ وتحرّ رضاه تجده تجاهك ای مقابلك ... ای احفظ حق اللہ حتی یحفظك من مکاره الدنیا والآخرة۔ اس حصہ کا ترجمہ تقریباً گزر چکا۔ فاسئل اللہ ای فاسئل اللہ وحده ...... لأنّ غیره غیر قادر علی الاعطاء والمنع ودفع الضرر وجلب النفع فانهم لا یملکون لانفسهم نفعاً ولا ضرّاً ولا یملکون موتاً ولا حیوةً ولا نشوراً۔

ترجمہ۔ اور اللہ کے سوا کسی سے بھی نہ مانگ، کیونکہ اس کے سوا کوئی بھی دینے، نہ دینے، مصیبت دور کرنے، نفع پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتا کیونکہ مخلوقات اپنی جانوں کے لیے نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں، نہ کسی کو مرنے کا اختیار ہے نہ جینے کا نہ حشر نشر کا۔

آگے فرماتے ہیں: "ہر حال میں زبان حال یا قال سے مانگتا رہے۔ کیونکہ

... ہے جو اللہ سے نہیں مانگتا اللہ اس پر ناراض ہو جاتا ہے۔

... ای جمیع الخلق من الخاصة والعامة ... والاولیاء وسائر الامة لو اجتمعت ... علی امر دینیه او دنیاویه لم ینفعوك ای لم یقدروا ان ینفعوك

ترجمہ: ساری مخلوق، خواص اور عوام اور سارے نبی اور سب اولیاء اللہ ... امت اگر مل کر تجھے دین یا دنیا کا تھوڑا سا فائدہ پہنچانا چاہیں تو فائدہ ... کی طاقت نہیں رکھتے۔

یہ حدیث شریف ایک اصولی نکتہ بیان کرتی ہے کہ جس طرح اللہ کے حقوق کی رعایت اور اس کی رضا کو تلاش کرنا ہر مسلمان کے واسطے ضروری ہے اسی ... اللہ کے سوا سب کو غیر قادر ماننا بھی ضروری ہے یعنی کسی میں ذرہ بھر ... اور طاقت بھی نہیں ہے خدا کے سوا سب خالی ہیں، نفع نقصان کی امید ... سے بھی نہ رکھو، یہ توحید ہے

رسالہ نذر اولیاء کی حقیقت

... کی شکل ہمارے شہر میں مولوی محمد عبد اللہ صاحب نے ایک رسالہ ... تصور کو خاص طور پر بھیجا ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ یہ چیز ... میں رہیں۔ مگر لیا کیا جاتا ہے یہ چند سطور مجبوراً تحریر کی جا رہی ہیں ناظرین ... معاف فرمائیں۔

نوٹ: ... ہمارے ... بلکہ ... کا بیان ... سوال کی ... ہے جو مشرک مسلمان ... کرتے ہیں ... نے خاص طور پر انبیاء و اولیاء کا ذکر کیا ہے۔

رسالہ نذر اولیاء کی ابتداء ہی جھوٹ سے ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں:

"فقیر کے پاس بذریعہ حافظ محمد دین، دین گڑھی ایک کتاب بھیجی۔"

یہ سفید جھوٹ ہے جو حمد اور صلوٰۃ کے بعد فوراً بولا ہے۔ رسالہ کا نام رکھا النذر للاولیاء جائز لا للاغنیاء سبحان اللہ کیا بے معنی نام ہے ترجمہ صاف تو یہی بنتا ہے کہ اولیاء کی منت ماننا دولت مندوں کے واسطے ہے۔ مولوی صاحب! کیا غریبوں کے نذر و نیاز مقرر نہیں ہوتے اس لئے ان کو اس سعادت سے محروم کیا جا رہا ہے؟ جائز کی بجائے حلال ہوتا تو آپ کی ظاہر ہوتی، اب محذوف کے سوا چارہ نہیں۔

رسالہ پر نظر ڈالنے سے اس نظریہ کی مزید تصدیق ہوئی کہ اہل بدعت حضرات اپنے خاص انوکھے مسائل کے ثابت کرنے میں قرآن کریم، حدیث شریف اور فقہ حنفی سے بہت گریز کرتے ہیں، ادھر ادھر کی باتوں سے اپنا مسلک ثابت کرتے ہیں۔

تمام رسالہ میں ندرت کی ایک من گھڑت معروضہ کڑاہی ہے اور اسے عوام کی اصطلاح قرار دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ عوامی چیز کے لیے دلائل بھی عوامی اور سطحی نہ ہوتے تو کیا ہوتے۔ بریلوی حضرات کا سارا مذہب عوامی اور رسماتی چیزوں پر کھڑا ہے۔ اگر کوئی منصف مزاج ان تمام اختلافی مسائل کو تحقیقی نظر سے دیکھے تو محسوس کرے گا کہ ایک طرف سنجیدگی اور متانت ہے، دوسری طرف شور و غل اور ہنگامہ آرائی۔ ایک طرف سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش و اتباع کی فکر ہے، دوسری طرف دین میں نئے نئے محاورات نئے مسائل اور نئی بدعات کو جاری کرنا مدعا ہے۔ اسلام کجی کی ست۔ ایک طرف اہل حق ہیں جو بدعات کے خبیث درخت کو سرزمین اسلام سے اکھاڑتے ہیں اور دوسری طرف یہ لوگ ہیں جو عرف اور رواج کی آڑ میں اسلام کی فطرت کو مسخ کر رہے ہیں۔ حضرت امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات شریف دفتر دوم مکتوب نمبر ۵۴ میں

[illegible] بدعت کی گت بناتے ہیں:

"بدعت کے نام و نشان سے پرہیز یہاں تک کہ بدعت حسنہ کو بھی بدعت سیئہ یعنی بری بدعت کی طرح سمجھے تب اس دولت کی قرب الٰہی کی خوشبو اس کی جان کی ناک تک پہنچے گی، اور یہ بات آج کل مشکل ہے، کیونکہ سارا جہان بدعت کے دریا میں غرق ہے اور بدعت کے اندھیروں میں آرام کر رہا ہے، کس کی طاقت ہے کہ بدعت کو اٹھانے کا دم مارے اور سنت زندہ کرنے کے لئے لب [illegible]۔ اس وقت کے اکثر علماء بدعت کو رواج دینے والے ہیں اور سنت کو مٹانے والے۔ جو بدعتیں پھیل چکی ہیں ان کو عام تعامل سمجھ کر ان کے جائز ہونے بلکہ اچھا ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں اور بدعت کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ کیا کہتے ہیں اگر گمراہی پھیل جائے اور باطل مشہور ہو جائے تو یہ دستور بن جاتا ہے لیکن نہیں جانتے کہ کسی چیز کا رواج پانا اور مشہور ہو جانا خوبی کی دلیل نہیں، رواج وہی معتبر ہے جو پہلے مبارک زمانہ سے آ رہا ہو یا سب لوگوں کے اتفاق سے حاصل ہوا ہو۔"

اس کے بعد حضرت امام مجدد الف ثانی فتاویٰ غیاثیہ کی عبارت کا حوالہ دے کر فرماتے ہیں:

"اگر جاہل لوگ دن شراب پینے اور سود کھانے پر اتفاق کر لیں تو کیا یہ بھی حلال ہو جائے گا؟"

یہ رسالہ دیکھ کر ہم حیران ہیں کہ یہ لوگ اس علم و عقل کے ہوتے ہوئے اس [illegible] فکری موجودگی میں حنفیت کا دعویٰ کس منہ سے کرتے ہیں۔ حنفی کہلانے کا حق دار تو وہ ہے جو امام اعظم ابو حنیفہ اور آپ کے مسلک اور آپ کی فقہی مستند کتابوں سے سند پکڑے۔ مگر یہاں یہ الٹی گنگا بہہ رہی ہے کہ نام کو حنفی ہیں،

بلکہ حنفیت کے ٹھیکیدار ہیں بات بات میں یہ دعویٰ ہے ہم ہیں حنفی اہل سنت
والجماعت مگر مسئلہ نذر عرفی ثابت کرنے کے لیے کہیں شافعیوں کا سہارا ہے۔۔۔
حنبلیوں کا اور وہ بھی ادھر ادھر کی بے تکی باتیں ہیں دھوکا اور فریب ہے
ناظرین دیکھ لیں گے انشاء اللہ تعالیٰ تمام رسالہ میں فتاویٰ عزیزی کے سوا کسی
کتاب کا نام نہیں لیا۔ ہمیں خوشی ہوئی کہ آپ لوگ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
کے خاندان سے ابھی تک کچھ تعلق رکھتے ہیں۔ بعض علماء بدعت تو اس سے کٹ چکے
ہیں۔ لیکن اس بزرگ عزت کے قابل تو ہم آپ کو مسئلہ نذر عرفی کا جواب شاہ صاحب
کے فتاویٰ عزیزی سے سنائیں گے۔ اس کے علاوہ نذر عرفی کا مسئلہ فتاویٰ عالمگیری
بحرالرائق، درمختار اور فتاویٰ شامی سے عرض کریں گے۔

نذر کا بیان

نذر لغوی:۔ اپنے نفس پر غیر لازم چیز کو لازم کرنا۔ انذار کے معنی آگاہ کرنا ڈرا
دینا۔ (قاموس) عموماً معرہ کے موقع میں استعمال ہوتا ہے۔
نذر شرعی:۔ کسی نیک کام کو خداوند تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے یا اپنا
مقصد حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ پر لازم کر لینا۔
پہلا نذر مطلق ہے۔ دوسرا متعلق بشرطیکہ جو منت مانی ہے وہ کام شریعت
میں فرض و واجب بھی ہو مثلاً نماز، روزہ، حج، خیرات، قربانی وغیرہ۔ کیونکہ نماز کی
قسم میں پانچ نمازیں شریعت میں فرض موجود ہیں۔ اسی طرح روزہ بھی رمضان کا فرض
ہے تو روزہ کی منت بھی صحیح ہوئی۔ خیرات حج قربانی وغیرہ سب کی منت صحیح ہے
کیونکہ یہ سب چیزیں منت کے علاوہ بھی شریعت میں فرض یا واجب کا درجہ
رکھتی ہیں۔ لیکن بیمار پرسی کی منت صحیح نہیں کیونکہ بیمار پرسی شریعت میں فرض
واجب نہیں ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ جس چیز کی منت مانی ہے وہ عبادت
[illegible] شاہ [illegible] وحدت [illegible] کی نظر [illegible] بھی

[illegible] وسیلہ نہ ہو۔ مثلاً وضو نماز کا وسیلہ ہے اس لئے اس کی منت لازم
[illegible] تیسری شرط یہ ہے کہ منت اس چیز کی ہو جو محال نہ ہو جو حال یا آئندہ اس پر
[illegible] چوتھی شرط یہ ہے کہ جس بات کی منت کی ہے وہ گناہ کی بات نہ
[illegible] ہو۔ فتاویٰ عالمگیری وغیرہ
مطلق [illegible] یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے شوق سے اپنے آپ پر بغیر شرط نذر مقررہ کوئی
[illegible] لازم کرے مثلاً تین روزے رضاء الٰہی کے لئے ضرور رکھوں گا یا
[illegible] نماز یا [illegible] خیرات وغیرہ
معلق:۔ یہ ہے یا نذر اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو میں تین رکعت نماز
[illegible] مسکینوں کو کھانا کھلاؤں گا۔ یا فلاں کی قبر، یا فلاں مزار پر بیٹھے
[illegible] مسکینوں کو کھانا کھلاؤں گا۔ اگر وہاں مسکین لوگ رہتے ہوں تو کھانا کھلانا
[illegible] یاد رہے کہ اس میں شرط یہ ہے کہ اس بزرگ کو خوش کرنا یا اس
[illegible] حاصل کرنا مقصود نہ ہو بلکہ بزرگ کا ذکر مسکینوں کی پہچان کے لئے
[illegible] فلاں محلے کے مسکین، فلاں مسجد کے درویش وغیرہ۔ اسی طرح فلاں مزار کے
[illegible] یا اگر بزرگ کو خوش کرنا اور اس سے تقرب مقصود ہو تو باطل
اور شرک ہے۔
عرفی:۔ یہ مولوی محمد عبداللہ صاحب کے لفظوں میں اس طرح ہے کہ
"اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو غوث کے نام کی دیگ دوں گا" یہ حرام ہے
[illegible] تفصیل آگے دیکھئے حنفی فقہ کی معتبر کتابوں کے حوالے غور سے پڑھئے۔

نذر کا فائدہ کیا ہے

عن ابی هریرة وابن عمر قالا قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم لا تنذروا فان النذر لا يغني من القدر شيئاً و
انما يستخرج به من مال البخيل (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ اور ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا منت نہ مانا کرو کیونکہ منت تقدیر سے نہیں بچا سکتی (تقدیر) کو بدل نہیں سکتی اور اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ منت کے ذریعہ سے کنجوس ہاتھ سے کچھ مال نکل جاتا ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ منت تقدیر کو بدل سکتی ہے اس کی تردید میں فرمایا اس خیال سے منت نہ مانو کہ منت سے تقدیر ٹل جاتی ہے۔ خدا کی تقدیر کو خدا کے نام کی منت بھی نہیں بدل سکتی سو ہر حال میں وہ ہو کر رہتا ہے اور کنجوس کی یہ حالت ہے کہ جب مصیبت سے اس کی گردن کراہ... تو لگا منت ماننے پھر اگر خدا کی تقدیر سے اس مصیبت کا ٹلنا مقدر ہے تو ٹل جائے گی اور کنجوس کو مال بھی دینا پڑا یہ فائدہ ہے اس منت کا جو ... کے نام کی مال جاتے۔ جب خدا ہی اللہ کی منت سے تقدیر ٹل جانے کا ... ہے کیونکہ چودھویں صدی میں جاہلوں کے عقیدہ میں خداوند تعالیٰ اپنی خدائی بزرگوں کو دے چکا ہے، خدائی کا نظام بدل چکا ہے۔ انقلاب ... یہی وجہ ہے کہ بزرگوں کی منتیں ماننے والے ہر مقصد میں کامیاب ہو جاتے ہیں اس میں کوئی بے اولاد نہیں ہوتا، کوئی غریب نادار نہیں ہوتا ہر مصیبت کا علاج ہر مرض کی دوا ڈھونڈ نکالی ہے۔ مگر بیچارے خداوند تعالیٰ سے مانگنے والے خستہ حال ہیں، بے اولاد ہیں فاقوں مرتے ہیں، کیونکہ خداوند تعالیٰ کو گرفت میں لانا انسانی طاقت سے باہر ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ نذر منت اگرچہ خداوند تعالیٰ کے نام کی ہو ایک سودا بازی ہے۔ دراصل مشکلات اور مصائب کے وقت اسلام کی اصل تعلیم رجوع الی اللہ، استغفار صبر نماز اور دعا کے متعلق بھی بے نیازی سے فرما دیا فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ۔ یعنی اگر خداوند تعالیٰ چاہیں تو تمہاری

مصیبت کھول دیں، نہ چاہیں تو نہ کھولیں۔ نیز ایسے موقع پر صدقہ ... ایک شخص تو وہ ہے جو مصیبت کے وقت رضائے الٰہی کے لئے نقد صدقہ دیتا ہے، دوسرا وہ جو خداوند تعالیٰ سے سودا بازی کرتا ہے یا اللہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو کام ہو جانے کے بعد تیرے نام پر صدقہ دوں گا۔ بندگی اور خدائی کے تعلق میں ناظرین غور کریں کہ کونسی صورت بہتر ہے، پھر اگر منت بھی بزرگوں کے نام کی ہوتی تو مصیبت کے وقت ... میں جیسا۔

... مسئلہ نذر "فقہاء حنفیہ کی کتابوں سے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

... الذی یقع للعوام ... الخ

ترجمہ: اور وہ منت جو اکثر عوام اس طرح مانتے ہیں کہ کسی نیک بندے کے مزار پر جا کر یہ کہتے ہوئے مزار کا غلاف پکڑ لیتے ہیں اے میرے آقا! فلاں بزرگ! اگر میرا یہ کام ہو جائے تو تیرے مزار پر مثلاً اتنا سونا دوں گا یا کچھ اور یہ نذر باطل ہے بالاجماع یعنی سب علماء کا اس بات پر اتفاق ہے، اس مسئلہ میں کچھ اختلاف نہیں۔ ہاں اگر یہ لفظ کہے، یا اللہ! میں نے تیری منت مانی ہے اگر تو میرے مریض کو شفا دے دے یا میرا فلاں کام کر دے تو میں کھانا کھلاؤں گا ان مسکینوں کو جو سیدہ نفیسہ یا فلاں بزرگ کے دروازے میں رہتے ہیں، یا فلاں بزرگ کی مسجد میں چٹائیاں خرید کے جاؤں گا مثلاً حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد یا اس مسجد میں جلانے کے لئے تیل بھیجوں گا۔ یا شعائر ادا کرنے والوں کے لئے روپیہ بھیجوں گا۔ ایسی چیز جس میں مسکینوں کا فائدہ ہو اور منت اللہ کے لئے ہو اور مسکینوں کا ذکر جگہ بیان کرنے کے لئے ہو تو جائز ہے، کیونکہ یہ ایسا ہے جیسے فلاں محلے کے مسکین، اس نذر میں بزرگ

کا نام صرف پہچان کے سبب ہے، لیکن اس منت کا خرچ کرنا مسکین کے سوا جائز نہیں۔ نہ تو کسی عالم پر بوجہ علم کے خرچ ہو سکتی ہے نہ کسی بزرگ کے مجاوروں پر، لیکن اگر تنگدست، درمسکین ہوں تو جائز ہے۔ اور جب تونے اس بات کو پہچان لیا تو جو چیزیں روپے پیسے وغیرہ سے کراویں، اللہ کی قبروں پر پہنچائی جاتی ہیں ان کو خرچ کرنے اور تعلق بڑھانے کی غرض سے ایسی بات حرام ہے بالاتفاق یعنی سب علماء امت اس کو حرام فرماتے ہیں، کچھ اختلاف نہیں۔ ہاں اگر بزرگوں کی قبروں پر کچھ چیز لے جانے کا مقصد بزرگوں سے تعلق رکھنا نہ ہو بلکہ وہاں کے مساکین پر رحم کی وجہ سے کچھ لے جا کر تقسیم کرے تو جائز ہے بالاتفاق۔

فتاویٰ عالمگیری کی عبارت ختم ہوئی۔ اب دیکھئے بحرالرائق شرح کنزالدقائق جلد دوم صفحہ ۲۹۸۔

وقد قدمنا ان النذر لا يصح بالمعصية، قال الشيخ قاسم في شرح الدرر: واما النذر الذي ينذره اكثر العوام على ما هو مشاهد كان يكون لانسان غائب او مريض او له حاجة ضرورية فياتي بعض الصلحاء فيجعل سترة على راسه فيقول يا سيدي فلان ان رد غائبي او عوفي مريضي او قضيت حاجتي فلك من الذهب كذا او من الفضة كذا او من الطعام كذا او من الماء كذا او من الشمع كذا او من الزيت كذا فهذا النذر باطل بالاجماع لوجوه منها انه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا يجوز لانه عبادة والعبادة لا تكون لمخلوق ومنها ان المنذور له ميت والميت لا يملك ومنها ان ظن ان الميت يتصرف في الامور دون الله تعالى فاعتقاده ذلك كفر اللهم الا ان قال يا الله اني نذرت لك ان شفيت مريضي او ردت غائبي او قضيت حاجتي ان اطعم الفقراء الذين بباب السيدة نفيسة او الفقراء الذين بباب الامام الشافعي او الامام الليث او اشتري حصرا لمساجدهم او زيتا لوقودها او دراهم لمن يقوم بشعائرها الى غير ذلك مما يكون فيه نفع للفقراء والنذر لله عز وجل وذكر الشيخ انما هو محل لصرف النذر لمستحقيه القاطنين برباطه او مسجده او جامعه فيجوز بهذا الاعتبار اذ مصرف النذر الفقراء وقد وجد المصرف ولا يجوز ان يصرف ذلك لغني غير محتاج ولا لشريف منصب لانه لا يحل له الاخذ ما لم يكن محتاجا فقيرا ولا لذي نسب لاجل نسبه ما لم يكن فقيرا ولا لذي علم لاجل علمه ما لم يكن فقيرا ولم يثبت في الشرع جواز الصرف للاغنياء۔

ترجمہ: اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ گناہ کی منت صحیح نہیں ہوتی۔ شیخ قاسم نے شرح درر میں فرمایا ہے لیکن وہ نذر جو عوام الناس مانتے ہیں جیسا کہ مشاہدہ میں روزمرہ دیکھنے میں آتی ہے کہ کسی شخص کا کوئی آدمی گم ہو یا بیمار ہو یا اس کو کوئی حاجت درپیش ہو، پس وہ کسی نیک آدمی کے مزار پر پاس جائے اور اس کے مزار پر غلاف ڈالے جیسا ہمارے ہاں چڑھانے کا رواج ہے یا دیئے جلا دیتے ہیں اور کہتے ہیں اے میرے آقا! فلاں بزرگ، اگر میرا گم شدہ واپس آجائے یا مریض تندرست ہو جائے یا میری حاجت پوری ہو جائے تو آپ کو اتنا سونا یا اتنی چاندی یا اتنا کھانا یا اتنا پانی سبیل یعنی چھبیل لگاؤں گا، یا اتنی موم بتیاں قبر پر روشن کروں گا یا اتنا تیل چراغ میں ڈالوں گا پس یہ منت باطل ہے یعنی ناجائز ہے سب علماء کے اتفاق سے یعنی اس مسئلہ میں کسی عالم کا اختلاف

نہیں اور ناجائز ہونے کی کئی وجوہ ہیں ایک وجہ یہ ہے کہ یہ مخلوق کی نذر ہے اور مخلوق کی نذر ناجائز ہے کیونکہ نذر عبادت ہے اور عبادت مخلوق کی نہیں ہوتی خالق کی ہوتی ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ جس کی نذر مانی ہے وہ میت ہے اور میت کسی چیز کی یعنی دنیا کی چیز کی مالک نہیں ہو سکتی، اور تیسری وجہ یہ ہے کہ اگر یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ میت کام بناتی ہے نہ اللہ تعالیٰ تو یہ عقیدہ کفر ہے (جیسا کہ بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے بزرگوں کو اختیار دے دیا ہے جو چاہیں کریں یہ عقیدہ غلط ہے) ہاں اگر یہ کہے، یا اللہ میں تیری منت مانتا ہوں، اگر تو میرے مریض کو شفا دے یا میرے گم شدہ کو واپس لائے، یا میری حاجت پوری کرے تو میں کھانا کھلاؤں گا ان غریبوں کو جو سیدہ نفیسہ کے یا جو امام شافعیؒ کے دروازہ میں رہتے ہیں یا امام لیث کے دروازہ میں یا ان بزرگوں کی مسجد کے لئے چٹائیاں اور روشنی کے لئے تیل خرید کر بھیجوں گا، یا ان مسجدوں کے خدمت گزاروں کو اتنے روپے دوں گا جس میں نفع ہو مسکینوں کا اور نذر ہو اللہ تعالیٰ کی۔ اور بزرگ کا ذکر صرف اس لئے کیا ہو کہ مزار کے پاس جو مسجد یا مدرسہ یا مسافر خانہ ہو اس میں رہنے والے مسکینوں پر منت خرچ کرنے کا نشان پہچان بیان کی جائے پس اس اعتبار سے بزرگ کا نام لینا جائز ہے (یعنی منت میں بزرگ کا لفظ صرف پہچان کے لئے آیا ہے۔ بزرگ کا منت سے کچھ تعلق نہیں) مگر بزرگ کے نام سے اور بزرگ کو خوش کرنے کے لئے وہاں کے مسکینوں کو دے تو حرام ہے۔ کیونکہ نذر عبادتِ الٰہی ہے اس میں کسی کو شامل نہیں کیا جا سکتا کیونکہ نذر کا مصرف مساکین ہیں اور مسکین یہاں موجود ہیں۔ اور جائز نہیں کہ منت خرچ کی جائے دولت مند پر جو محتاج نہ ہو اور کسی شریف منصب یعنی معزز عہدہ دار پر اس وجہ سے کیونکہ منت کا مال لینا حلال نہیں ہے جب تک محتاج اور فقیر نہ ہو، اور جائز نہیں کہ منت خرچ کی جائے کسی قوم کے آدمی

...نے کی وجہ سے مثلاً اپنی برادری یا کوئی خاص برادری جب تک غریب ... اور جائز نہیں کہ منت خرچ کی جائے کسی علم والے پر علم کے لحاظ سے ... غریب نہ ہو اور جاہل لوگ منت کی چیز برادری میں بھی تقسیم کرتے ... امام مسجدوں اور علماء کو بھی دیتے ہیں، منت ادا نہیں ہوتی، اور شریعت ...ت کا دولت مندوں پر خرچ کرنا ثابت نہیں۔

...طرین! مقام غور ہے۔ منت میں بزرگ کا ذکر اس طرح تو آ سکتا ہے ... طرح مسجد مدرسہ، مسافر خانہ اور گلی محلہ کا پتہ دینا ہوتا ہے لیکن منت کی ...سے بزرگ کو خوش کرنا حرام ہے۔ پہلے زمانہ میں رواج تھا کہ بادشاہ یا ان ... کسی بزرگ کی قبر کے پاس ایصالِ ثواب کے لئے مسجد، مدرسہ، مسافر ... بناتے تھے وہاں مسافر طالب علم رہتے تھے لوگ منت ماننے کے وقت ... کے طور پر بزرگ کی مسجد وغیرہ کہہ دیتے تھے۔ امام لکھتے ہیں اگر یہ پہچان ... مقصود ہو تو حرج نہیں ہے جیسے فلاں شخص کا مکان وغیرہ۔ آج کل بھی اولیاء ... کی قبروں پر لوگ رہتے ہیں مگر بریلویوں کی نحوست اعمال سے نذر و نیاز ... ہوتے ہیں جس کی برکت سے جھگڑے ہو جاتے ہیں، کوئی سا مزار بچا ہے جو آج ... عورت پر نہیں ہوتا۔ بدمعاشی، شراب نوشی اور جرائم کے اڈے بن چکے ہیں ...ت دل کھول کر کھانا مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے احکام شریعت میں اس کو حرام لکھا ہے، یہ ساری برکتیں مولوی محمد عبداللہ صاحب کی نذر و نیاز ... بزرگوں کی منت کی ہیں۔ درخت کو پھل سے پہچانو! اور خدا کا خوف کرو۔ تمہارے اس تھوڑی سے قوم کا ایک حصہ مفلوج کر دیا ہے مشرکانہ عقیدہ کی ناپاک چیز کو بزرگوں کا تبرک کہتے ہو کیا رب اللہ کو شرک سے نفرت نہیں ہے؟ کیا وہ تمہاری مشرکانہ کے بھوکے ہیں؟ جو لوگ مزارات پر بیٹھے رہتے ہیں اور دن رات ایسی نذریں کھاتے ہیں وہ گندگی کے ڈھیرے بن چکے ہیں۔ ...اخلاقی کے مشہور مرکز اور جرائم کے ٹھکانے ہیں۔ حکومت ایکسائز کو اتنی فیصد

جو ان کے ہاں دستیاب ہوتے ہیں۔ ہر سال قوم کے ہزاروں لاکھوں روپے [illegible] فطرت بچوں کو افیم چرس، چرڈ کی لَگ لگاتے ہیں۔ جب کسی شریف [illegible] کا نوجوان ان ظالم ڈاکوؤں کے ہاتھ چڑھ جاتا ہے تو والدین کی امیدیں [illegible] خون ہوتے دیکھ کر بے ساختہ بیٹھتے ہیں، مگر یہ نہیں سمجھتے کہ شاید وہ بیوہ ماں بھی [illegible] ہم نے ہی لگایا ہو جس کا پھل ہمارے گھر میں آج پہنچا ہے۔

یہاں پہنچ کر ہم بریلوی دوستوں سے ایک بات پوری سنجیدگی سے پوچھتے ہیں کہ [illegible] جو آپ کے خیال میں کارخانہ قدرت کے مالک بن [illegible] سے حکومتیں بدلتی ہیں، اولاد اور رزق مرادیں ان کے بس میں ہیں تو یہ اپنے مزارات کو ان گندگیوں سے پاک کیوں نہیں رکھ سکتے؟ یا بقول [illegible] یا تو یہ کہو کہ [illegible] کے سبب خداوند تعالیٰ کی عنایات اور انوار و برکات میں مستغرق ہیں، ہماری گندی دنیا سے ان کو کیا مطلب۔ اور اگر نذرانے وصول کرتے ہیں، پھر رشوت پر بھی کام کرتے ہیں تو [illegible] گھر بھی صاف رکھا [illegible] کے نیچے اندھیرا کیوں ہے؟ بریلویت کے باب اعظم کے سامنے یہ سوال پیش [illegible] احکام شریعت میں ذکر آیات مگر جواب کیا دیتے [illegible] یہ باتیں درمیان میں آگئیں [illegible] ذرا پیچھے چلیے کہ اوپر کا حوالہ بھی جاری ہے [illegible] علامہ زین الدین ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ نذر مخلوق کے متعلق فرماتے ہیں۔

للاجماع على حرمة النذر للمخلوق ولا ينعقد ولا تشتغل الذمة به ولانه حرام بل سحت ولا يجوز لخادم الشيخ اخذه ولا اكله ولا التصرف فيه بوجه من الوجوه الا ان يكون فقيرا وله عيال فقراء عاجزون عن الكسب وهم مضطرون فيأخذه ايضا مكروه ما لم يقصد به التقرب الى الله تعالى۔

ترجمہ: کیونکہ مخلوق کی منت حرام ہونے پر سب علماء متفق ہیں کسی کو [illegible]

اور منت بھی لازم نہیں ہوتی ماننے والے کے ذمہ پر کچھ نہیں رہتا، اور [illegible] حرام ہے بلکہ سحت ہے۔

[illegible] نے معنی [illegible] اور حرام ہے [illegible] رشوت [illegible] لیکن [illegible] مسائل [illegible] شرح [illegible] مزار مسجد وغیرہ کے متولی کو اس منت کا لینا بھی جائز نہیں [illegible] نہیں اور اس میں کسی طرح کا تصرف بھی [illegible] کسی کو دینا بھی جائز نہیں محتاج ہو اور [illegible] کا بوجھ ہے وہ کام کرنے کی طاقت [illegible] اور بھوک سے مضطر یعنی بے بس اور لاچار ہوں پھر بھی اس منت [illegible] کہ منت ماننے والے نے قرب الٰہی کی نیت [illegible]

مطلب یہ ہے کہ غیر اللہ کی منت میں جو شرک کی وجہ سے پلیدی اور حرمت پیدا ہوتی ہے وہ مردار وغیرہ سے زیادہ ہے۔ اضطراری حالت میں جب بھوک سے جان بلب ہو تو مردار وغیرہ کو بقدر ضرورت کھانے کی اجازت [illegible] لیکن یہ غیر اللہ کی منت [illegible] ہے علماء [illegible] کرام کا دینی جذبہ اور اسلامی غیرت قابل غور ہے کہ بزرگوں [illegible] ولیوں کی منت کو مردار سے بھی بڑھ کر [illegible] اولیاء کرام [illegible] اللہ کی [illegible] اسلام کا خدا بھی غیرت والا ہے اور رسول کریم بھی غیور ہیں۔ [illegible] آگے چلیے۔

ومصرفه [illegible] وليقطع — یعنی مردار سے بھی بدتر ہے حتیٰ کہ [illegible]
النظر عن نذر الشيخ — کا حصول اور [illegible] پر حرج کا جذبہ ہو اور بزرگ کی نذر سے قطع نظر کرے۔

یہی منت کو حلال کرنے کی تین شرطیں ہیں خداوند تعالیٰ سے نزدیک اور قریب ہونے [illegible] مسکینوں [illegible] کا حد [illegible] شرطیں [illegible]

ہے یعنی نذر ماننے والے کے دل میں بزرگ کی نذر کا خیال باطل نہ ہو ورنہ حرام ہو جائے گی۔ آگے دیکھئے :۔

فاذا علمت هذا فما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت وغيرها وينقل الى ضرائح الاولياء تقربا اليهم فحرام باجماع المسلمين ما لم يقصد بصرفها للفقراء او الاحياء قولاً واحداً۔

(بحر رائق کی عبارت ختم ہوئی)

یعنی جب تو نے اس بات کو سمجھ لیا تو جو روپیہ پیسہ موم بتی تیل وغیرہ سے زیادہ کر کے مزارات پر لیجاتے ہیں بزرگوں کو خوش کرنے اور ان سے تعلق رکھنے کے لئے تمام مسلمانوں کے اتفاق سے حرام ہے جب تک کہ خرچ کرنے کا مقصد زندہ مسکینوں پر کرنا نہ ہو۔ سارے علماء اسلام اس مسئلہ میں یک زبان ہیں۔

یعنی اگر یہ نیت ہو کہ وہاں کے مسکین تکلیف زدہ ہیں تو جائز ہے اگر بزرگ کی منت مانی تو ماننا بھی حرام، لے جانا بھی حرام، وہاں کے لوگوں کے واسطے ہاتھ لگانا یعنی تقرب بھی حرام، لے کر کسی کو دینا بھی حرام اور بھوک سے مرتے ہوں پھر بھی ان کے واسطے مردار سمجھ کر کھانا بھی ناپسندیدہ فعل ہے۔ ہمارے حنفی علماء بلکہ حنفی بھائیوں کے لئے یہ مقام قابل غور ہے۔ بحر الرائق فقہ حنفیہ کی معتبر ترین کتاب ہے۔ فتاوی عالمگیری، درمختار، فتاوی شامی اور بہت سی کتابیں اس کے پیچھے چلتی ہیں۔ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے احکام شریعت اور دوسرے رسائل میں اس کتاب کا قدم قدم پر حوالہ دیا ہے۔ اس حوالہ میں نذر کے متعلق کتنی باتیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ اے بزرگ اگر میرا کام ہو جائے تو تیرے نام کی یہ چیز دوں گا علماء کے اتفاق سے باطل ہے، حرام ہے، شرک ہے۔

مگر مولوی عبد اللہ صاحب رسالہ نذر و نیاز کے صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں :۔

"مثلاً یہ کہا اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو غوث کے نام کی دیگ پکاؤں گا یہ بالکل

جیسے وہ بھی مسکینوں کے مالک بنے بیٹھے ہیں۔ حنفی بلکہ شافعی، مالکی، حنبلی تمام علماء ... اور وہ کہتے ہیں مگر مولوی عبد اللہ صاحب بالکل جائز کہتے ہیں۔ حضرت کیا ... میں؟ یہ باطل اور حرام وغیرہ وغیرہ کس چیز کو کہا جا رہا ہے؟ ایصال ثواب ... سے کیا تعلق ہے؟ اگر میرا کام ہو جائے تو ایسا کروں گا۔ یہ الفاظ کدھر ... ہیں؟ کیا شریعت میں ایصال ثواب کے لئے یہ الفاظ کہیں آتے ہیں؟ ... تو ارشاد کیجئے۔ ایصال ثواب کے الفاظ کیا ہیں؟ اور یہ بھی واضح فرمایئے ... کی ست سے تقرب الٰہی کس طرح حاصل ہوتا ہے؟ اس کے متعلق ... حدیث اور فقہ کی دلیل کیا ہے؟

۲۔ یا اللہ اگر تو میرا کام کر دے تو میں عام مسکینوں کو یا کسی خاص گلی ... محلہ کے سارے مسکینوں کو کھانا کھلاؤں گا۔ یہاں اس بزرگ کا نام ... میں برکت کرانے کے لئے لیتا ہے یا نذر کے ذریعے ان سے تعلق ... ایسے طریقے اور ... مسکینوں کے واسطے دعا کرو وغیرہ ... میں شریک ہونے کے وہ خواہش مند نہیں ہیں بلکہ بزرگ اور ولی ... مسکینوں کا کھانا مقرر کرنے کے لئے ہے جو اس میں شرک کی ملاوٹ ... ہونے سے جائز ہے۔

... سے یہ فتاوی عالمگیری کی عبارت کا حوالہ گزر چکا ہے تقریباً یہی ... فقہ حنفیہ کی معتبر ترین کتاب درمختار میں موجود ہے۔ فتاوی شامی جلد ۲ ... بحر الرائق کی یہی عبارت تمام کی تمام موجود ہے۔ اختصار کے لئے اندراج ... لیا۔ نیز یہی عبارت ... میں موجود ہے ... یہاں ... ہیں۔

... مقبول بارگاہ کے توسل سے دعا مانگنا اس کا بیان آگے آئے گا۔

... ایصال ثواب بہ قرب پہنچانا اس کا طریقہ نذر سے الگ ہے اس کا بیان آئیگا

٣۔ تیسری چیز نذر ہے۔ یہ خداوند تعالیٰ سے خاص ہے۔ اس میں ایصالِ ثواب کی گنجائش نہیں۔ ثواب بھیجنے کو نذر کرنا تو عرف میں کہہ سکتے ہیں نذر ماننا نہیں کہہ سکتے۔ آپ نے نذر ماننا کہا ہے۔ دیکھئے:

"بعض حضرت پیرانِ پیر کی منت مانتے ہیں۔ اور اگر میرا کام ہو جائے تو میں غوث کے نام کی دیگ پکاؤں گا"

یہ ایصالِ ثواب نہیں ہے۔ یہ نذر حرام ہے۔ قطعاً ایصالِ ثواب کا کہاں سے سیکھا؟ ذرا بتائیے تو؟

آپ نے بلکہ آپ کی جماعت نے ان باریکیوں کو نہ سمجھنے کی وجہ سے چیزوں کو گڈمڈ کر دیا۔ توحید کا مسئلہ سخت نازک ہے۔ [illegible] اعتقاد [illegible] اب ہم آپ کو فتاویٰ عزیزی کی سیر کراتے ہیں۔ فتاویٰ عزیزی ص٩٢ [illegible] کی منت [illegible]

"مشائخ وغیرہ جو بطور منت ہیں ان کا کھانا قریب بحرام ہے۔ بشرطیکہ غیر اللہ کی نذر کی نیت ہو۔ جیسے شیخ سدو کے بکرے اور شیخ بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی سہمنی وغیرہ"

مصنف نذر اولیاء کی خدمت میں گزارش ہے کہ [illegible] نذر اولیاء کے متعلق چیزیں آپ نے بیان کی ہیں ان کو اس قسم میں کیوں نہ شامل کیا جائے۔ شیخ سدو کے بکرے۔ بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی سہمنی۔ غوث الاعظم کی گیارہویں۔ حضرت امام جعفر صادق کے کونڈے۔ حضرت سیدہ فاطمہؓ کی کھیر۔ میلاد شریف کی [illegible] اصحابِ کہف کا توشہ وغیرہ وغیرہ۔

شاہ عبدالعزیزؒ نے جس اصول کے مطابق حضرت بو علی قلندرؒ کی سہمنی کو قریب بحرام کہا ہے یعنی غیر اللہ کی نذر، اس اصول میں یہ سب چیزیں داخل ہیں۔

[illegible]

[illegible] مذہبی ماحول سے دبی شرک کے جذبات ہیں۔ بلکہ جہالت اور دین [illegible] کچھ زیادہ ہو رہی ہے۔ بجز حق خدا کے ہاتھ میں کچھ اختیار نہ ہو۔ [illegible] کی طرح قبریں خدا ہوں۔ اس کی عزت کون کرے؟ اس کی [illegible] ایسے ماحول میں غیر اللہ کی نذر ماننے والے جب لفظوں میں [illegible] نام لینا بزرگوں کی بے ادبی سمجھتے ہیں کیا نیت اور ارادہ میں یہ [illegible] رہیں گے۔

[illegible] کی پوجا تو کافر — جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
[illegible] پہ ہر سجدہ تو کافر — کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں!
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں!
[illegible] جو چاہیں خدا کر دکھائیں — بزرگوں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
[illegible] نذریں چڑھائیں — شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے (حالی)

فتاویٰ عزیزی جلد دوم ص٥٠۔ عالمگیری، درمختار، بحرالرائق شرح کنزالدقائق [illegible] کا حوالہ دیکھئے۔

اضافہ جدید

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی نبی، ولی، جن اور فرشتہ کی نذر تمام علمائے اہل سنت باطل اور حرام فرماتے ہیں

[illegible] کے بعد کسی حوالہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی کیونکہ بریلوی علماء اس

سکریں اندھیری جگہوں کے چور کی طرح سر چھپ کر بھاگنے کی کوشش کرنے
لیکن مزید وضاحت کے لئے فتاویٰ درمختار اور فتاویٰ شامی کی تصریح
پڑھ لیجئے، حنفی مذہب کا مشہور فتاویٰ درمختار روزہ کے بیان کے اواخر
میں لکھتا ہے:۔

"اے مسلمان! تو اس بات کو اچھی طرح سمجھ لے کہ اکثر عوام الناس
جو مُردوں کی منت مانتے ہیں، اور جو روپے پیسے، یا موم بتیاں
اور تیل وغیرہ لے کر لوگ اولیاء کرام کے مزارات پر ان کا قرب حاصل
کرنے کے لئے جاتے ہیں تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ باطل
اور حرام ہے۔ ہاں اگر ان کا مقصد یہ ہو کہ وہاں جو مسکین رہتے ہیں
ان پر صدقہ کرنا ہے تو جائز ہے (اور اگر بزرگوں سے تعلق پیدا کرنا
مقصود ہو تو یہ باطل اور حرام فعل ہے) اور اس زمانہ میں لوگ اس
مرض میں سخت مبتلا ہیں۔ علامہ قاسم نے اپنی کتاب شرح درر البحار
میں اس مسئلہ کو بہت کھول کر بیان کیا ہے۔ (واضح رہے کہ علامہ
قاسم کی عبارت وہی ہے جو آپ ابھی بحر الرائق کے حوالہ میں پڑھ
چکے ہیں) اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ عوام الناس اگر میرے
غلام ہوں تو میں ان کو غلام بنانا بھی پسند نہ کروں بلکہ آزاد کر دوں
اور اپنا حق وراثت بھی ان کو معاف کر دوں یعنی ہر قسم کا تعلق ختم کر
دوں کیونکہ وہ ہدایت قبول نہیں کرتے اور دوسرے لوگوں کو بھی
بدنام کر دیتے ہیں" درمختار کی عبارت ختم ہوئی۔

علامہ شامی اس عبارت کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

"منت ماننے کا مرض خاص طور پر سید احمد بدوی کے مزار پر بہت
بڑھ گیا ہے" بحوالہ اشہر الفائق

نیز علامہ شامی حضرت امام محمد کے قول کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

حنفی فقہ کی مشہور و معروف کتاب اشہر الفائق میں اس کی شرح یوں
بیان کی گئی ہے:۔

لا یخفی علی ذوی الافہام .... الخ

عقلمندوں پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ حضرت امام محمدؒ کی مراد
اس کلام سے کہ عوام الناس جاہلوں کی بہت سخت برائی بیان کرنا ہے
اور یہاں سے ہر قسم کا تعلق ختم کر دیا جاتا ہے، چنانچہ غلام کو آزاد کرنے
سے جو حق ولاء ثابت ہوتا ہے وہ بھی ختم کر دیا جائے، یہ اس لئے
کہ بزرگوں کی منت ماننے والے سخت جاہل ہوتے ہیں سب سے
شریعت کے احکام کو بگاڑ دیتے ہیں اور بزرگوں سے تعلق و محبت
ایسے طریقے سے کرتے ہیں جو باطل اور حرام طریقہ ہے پس یہ لوگ
(پیر پرست اور قبر پرست) لوگ جانوروں کی طرح ہیں۔ اہل علم ان
کی وجہ سے بدنام ہوتے ہیں اور ان کی شرمناک حرکتوں سے بیزاری
کرتے ہیں جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہے کہ وہ حضرات
بھی ایسے قبر ماروں اور بیگانوں سے بیزاری کا اعلان فرماتے
ہیں جو اللہ کے دین کی مخالفت کرتے ہیں پس اے مسلمان تو ہماری
بات کو سمجھ لے والسلام۔ فتاویٰ شامی ص

ناظرین۔ حضرت امام محمدؒ فقہ حنفی کے بانی اول ہیں۔ بریلوی حضرات پر ان کا
احسان ہے اور سخت ترین بیزاری کے الفاظ پھر اس کی شرح میں فتاویٰ شامی
اس قدر وضاحت کے بعد بھی اگر بزرگوں کی منت ماننے والوں کو نصیحت نصیب
نہ ہو تو ہم سمجھیں گے کہ جانور کو سمجھانا مشکل ہے۔ اور جانور کا غلط ترجمہ فتاویٰ
شامی کی عبارت میں آپ نے پڑھ لیا حنفی فقہ کی یہ عبارتیں کس قدر واضح
ہیں بریلوی علماء اس موقع پر سر پیٹتے رہ جاتے ہیں، مولوی محمد عمر صاحب اچھروی
حیثیت جمیع وال [illegible] پر اس بات کو تو مانتے ہیں کہ بزرگوں کی منت مساکین کا

حق ہے۔ دوسرا شخص ناجائز کھائے گا تو مساکین کی حق تلفی ہوگی لیکن یہ نہ سوچا کہ نذر نیاز اگر مساکین کا حق مان لیا جائے تو بریلوی مذہب کی جو درگت ہوگی بریلوی حضرات اس معاملہ میں ان کو حتی جا سے معاف فرمائیں۔ کیونکہ مولوی صاحب ان عوام کے نمائندہ ہیں جن کو علماء حنفیہ نے جانوروں سے تشبیہ دی ہے۔ یہاں نذر کا مسئلہ بیان کرتے وقت مولوی صاحب فقہ حنفی کی عبارت شدید ترچھا دیکھ کر بدحواس نظر آتے ہیں اور بچنے کی راہ یہ نکالی کہ:

فتاوی رشیدیہ سے معلوم ہوتا ہے علامہ رشید کی اس قدر سختی صرف ان مجاوروں پر ہے جو بڑی زبردستی سے منت کا مال وصول کرتے تھے:

ناظرین! حق کے لئے انصاف سے سوچیں بڑی معتبر کتابوں کے حوالے آپ پڑھ چکے ہیں کہیں مجاوروں کی سختی کا ذکر آیا ہے؟ حضرت علامہ رشید تو ان لوگوں پر برس رہے ہیں جو تیل موم بتیاں روپے پیسے مٹھائی وغیرہ لے کر اولیاء کرام سے تعلق بڑھانے کے لئے ان کے مزارات پر جاتے ہیں۔ بہرحال فتاوی خیرالدین رملی کی پوری عبارت بھی حاضر ہے، بریلوی حضرات غور فرمائیں کہ اللہ کے دین میں ان کا مقام کیا ہے؟

سوال: بعض لوگ انبیاء و اولیاء کے نام منتیں وصول کر لیتے ہیں اور ان کا یہ خیال ہے کہ یہ ہمارا حق ہے اس لئے کہ ہم درگاہ کے منتظم ہیں یا اولیاء اللہ کے رشتہ دار ہیں کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ اولیاء کرام کی نذروں کے وصول کرنے میں ایسے لوگ جھگڑتے ہیں جو ان کی اولاد ہونے کا دعوی رکھتے ہیں کئی دفعہ ایسے دلائل پیش کرتے ہیں کہ جاہل قاضی اس دعوی کو صحیح سمجھ لیتے ہیں اور فیصلہ بزرگوں کی اولاد کے حق میں دے دیتے ہیں۔ کئی دفعہ یہ منت کا مال ایسے دو شخصوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے جو اولاد ہونے کا دعوی رکھتے ہیں تو اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: اس مسئلے کے متعلق شیخ الاسلام شیخ محمد غزی رحمۃ اللہ علیہ نے مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ منت ماننا صحیح نہیں جب تک اس کام کی جنس میں

عبادت مقصودہ موجود نہ ہو کیونکہ بندہ کو احکام تجویز کرنے کا حق نہیں ہے ہاں جن مالی چیزوں کو خداوند تعالی نے واجب ٹھہرایا ہے ان کو منت کے ذریعہ سے واجب ٹھہرا سکتا ہے (اس لئے کہ صحیح منت کا ادا کرنا واجب ہے) تو جان منت کا ادا کرنا اس صورت میں ضروری ہو جاتا ہے جب کردہ کام جس کی منت مانی ہے گناہ کا کام نہ ہو اور اس کی جنس میں واجب موجود ہو اور یہ واجب مقصود ہو پس جو کام گناہ کا ہو اس کی منت ماننے سے لازم نہیں ہوتی اور بیمار پرسی کی منت بھی لازم نہیں ہوتی اس لئے کہ یہ چیز شریعت میں واجب نہیں ہے کہ وضو کی منت بھی لازم نہیں ہوتی کیونکہ وضو مقصود عبادت نہیں بلکہ مقصود غیر ہے۔ اگر کسی شخص نے گناہ کے کام کی منت مانی تو اس کا کرنے والا گنہگار ہوگا اور اس کو توڑنے سے قسم کا کفارہ دینا پڑے گا۔ ناظرین اس کے بعد علامہ خیرالدین رملی نے ذرا البحار کی وہ پوری عبارت نقل کی ہے جو آپ گزشتہ اوراق کے حوالے میں پڑھ چکے ہیں اس لیے دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں، آگے فرماتے ہیں۔ اس عبارت کے پڑھنے سے واضح ہو گیا کہ عوام اکثر جو شیخ مروان علی بن علی بن شیخ زہیل وغیرہ بزرگان دین کی منت مانتے ہیں یہ منت درست نہیں ہے نہ ہی اس کو ادا کرنا لازم ہے اور نہ ہی کسی درگاہ کا مجاور اس کو صحیح منت سمجھ سکتا ہے کیونکہ یہ منت ہی غلط ہے۔ لیکن اگر کوئی مسکین اس کو صدقہ خیرات اور ہدیہ سمجھ لے تو درست ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مجاور کے سوا اگر دوسرا کوئی مسکین اس کو صدقہ خیرات سمجھ کر لیوے تو مجاور اس کے چھیننے کا حق نہیں رکھتا، ہاں اگر منت ماننے والے نے یہ منت مانی ہو کہ فلاں درویش کے مزار پر جو مسکین رہتے ہیں ان کو کھلاؤں گا تو مجاور بھی غریب ہونے کی صورت میں کھا سکتا ہے کیونکہ یہ منت صحیح ہے، یہاں تک علامہ خیرالدین رملی نے شیخ الاسلام کے رسالہ کا خلاصہ لکھا ہے اس کے بعد فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں اس حرام چیز یعنی بزرگوں کی منت کے حرام ہونے پر تمام علماؤں کا اتفاق ہے کہ ایک جماعت نے سماع

در حلال سمجھنا شروع کر دیا ہے۔ وہ لوگ اپنے آپ کو صوفی سمجھتے ہیں لوگ ان کو دین کے پیشوا اور بہت بڑے پیر سمجھتے ہیں، یہ لوگ منت کا مال وصول کرنے میں بڑی ضد لگاتے ہیں اور منت ماننے والوں سے اس کا مطالبہ کرتے ہیں اور نہ دیں تو مقدمہ کرتے ہیں اور مجسٹریٹ ان کے حق میں فیصلہ دیتے ہیں۔ کئی دفعہ یہ اور حکام کی مدد لیتے ہیں اور اس سے بڑھ کر یہ کرتے ہیں کہ نذرانے وصول کرنے کے لئے بعض علاقوں کا ٹھیکہ دے دیتے ہیں۔ ٹھیکیدار ٹھیکہ کی رقم ادا کرنے کے بعد جو نفع اٹھاتا ہے اس کو یہ سمجھتا ہے کہ بزرگ کی برکت سے نفع آیا اور کہتا ہے کہ جو شخص نذرانہ نہ دے گا وہ تباہ ہو جائے گا اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ منت یا نذر کی وجہ سے حاجت پوری ہوئی اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس بزرگ نے نذرانہ کی برکت سے کسی غائب کو واپس کر دیا یا بیمار کو تندرستی دی یا حاجت پوری کی اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے دادا کی نذر ہے اس واسطے دوسرے کو کھانا حرام ہے اور خود غنی ہونے کے باوجود منت کا مال کھا جاتے ہیں ...... یہ ٹھیکہ پر دینا حرام ہے اور ٹھیکیدار پر رقم لازم نہیں ہوتی، اور علماء نے اس پر بہت کچھ لکھا ہے ہم تھوڑا سا لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ شیخ قاسم نے فرمایا ہے اکثر عوام جو منت مانتے ہیں کہ اگر اللہ نے میرے مریض کو تندرست کر دیا یا گم شدہ چیز واپس آگئی تو اے بزرگ میں آپ کو اتنی اتنی نذر دوں گا۔ یہ نذر تمام علماء کے اتفاق سے حرام ہے اور جب حرام ہے تو اس کا ٹھیکہ پر دینا کس طرح درست ہو سکتا ہے۔

ناظرین! یہ سوال اور جواب کی لمبی عبارت فتاویٰ خیریہ ص... پر موجود ہے۔ اس میں بار بار بزرگوں کی منت کو حرام اور باطل کہا گیا ہے اور حرام ہونے کی وجہ سے اگر ٹھیکہ وغیرہ بھی ناجائز ہے تو اس میں اصل مسئلہ کو سخت تقویت حاصل ہو گئی۔

بات کو ختم کرنے سے پہلے مسئلہ نذر پر ایک نظر پھر ڈال لیں کہ نذر معلق محض ایک سودا بازی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض فقہاء نے مطلقاً خداوند تعالیٰ کی منت

…ع کرتے ہیں اور بعض صرف ایسی منت سے منع کرتے ہیں جو عوام الناس …حاصل کرنے کے لئے مانتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ اور عبداللہ بن عمرؓ …روایت میں بھی ایسی ہی منت کی ممانعت ظاہر ہوتی ہے کیونکہ نبی صلی اللہ …اس کے بعد فرمایا منت تقدیر کو روک نہیں سکتی جس نقد کی بہت …بحر الرائق شرح کنز الدقائق ص... پر مسئلہ کی وضاحت موجود ہے کہ بعض …سے منع کرنے والی حدیث ان علماء کی تائید کرتی ہے جو منت …مطلق منع کرتے ہیں۔

لكن بعضهم حمل النهي على النذر المعلق
على شرط لانه يصير حصول الشرط كالعوض للعبادة
فيكون مخلصًا ...... والاحسن عند العبد
الضعيف انه لا يبعد ان يحملوا على عمومه النهي ﷺ -

"…لیکن بعض نے فرمایا کہ منت ممنوعہ وہ ہے جو کسی شرط سے معلق …کی جائے کیونکہ شرط کا حاصل ہو جانا اس عبادت کا بدلہ اور معاوضہ …بن جاتا ہے۔ پس وہ شخص مخلص نہ رہا سودا باز ہوا کیونکہ معاوضہ پر عبادت …کرتا ہے اور بندہ ضعیف یعنی مصنف بحر الرائق علامہ زین نجیم ابن نجیمؒ کے نزدیک بہتر یہی ہے کہ منت ہر قسم کی نہ مانے تاکہ نبی علیہ السلام کی حدیث کی نافرمانی سے بچ جائے۔"

اس عبارت کے حاشیہ پر علامہ ابن عابدین شامی نے یوں لکھا ہے۔

"اس حدیث میں ایسی منتوں سے منع کیا گیا ہے جو کسی آنے والی بات سے معلق کی جائیں مثلاً یوں کہا اگر اللہ نے میرے مریض کو شفا دی یا فلاں غائب شخص واپس آ جائے تو میں اللہ کے نام اتنا اتنا دوں گا ایسا شخص سودا باز ہے کیونکہ اس شخص نے عبادت کو شفا وغیرہ کے عوض میں رکھ دیا۔ اور اس میں یہ وہم بھی پیدا ہوتا ہے کہ منت ماننے کی

وجہ سے شفا حاصل ہوتی اسی واسطے حدیث میں آیا کہ منت تقدیر ٹال نہیں سکتی صرف کنجوس کی جیب سے مال نکالتی ہے۔ لیکن جو منت سادہ اور بے غرض ہو، مثلاً کوئی شخص بغیر کسی غرض کے یوں ہی نیک کرنے سے منت مان لی اور اپنے آپ پر بلا وجہ لازم کر لیا کہ اتنے روزے رکھوں گا، یا اتنا صدقہ دوں گا، یا اتنے نفل پڑھوں گا، تو یہ خاص ثواب کا کام ہے۔ حدیث میں اس سے منع نہیں کیا گیا۔

دیکھو حاشیہ بحر الرائق ص [illegible]

بحر الرائق اور حاشیہ شامی کی عبارت سے ظاہر ہوا کہ مشروط منت جب ہاں رواج ہے بزرگوں کی تو کجا خداوند تعالیٰ کے نام کی بھی ماننا منع ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

”چونکہ لوگوں کو نفع حاصل کرنے اور نقصان سے بچنے کے لئے منت ماننے کی عادت ہو چکی ہے اس لئے آپؐ نے منع فرمایا۔ مطلب یہ ہے کہ منت کو تقدیر بدلنے والی نہ سمجھیں۔ درحقیقت ممانعت اس وجہ سے ہے کہ مطلق نذر مشروع نہیں ہے (بلکہ معلق اور مشروط) کیونکہ مشروط منت کنجوسوں کا کام ہے۔ سخی جب قرب ہی چاہتا ہے تو فوراً خیرات کرتا ہے کنجوس کا نفس بدون غرض اور بلا معاوضہ ہاتھ سے کچھ دینے پر راضی نہیں ہوتا۔“ اشعۃ اللمعات جلد۳

ثابت ہوا کہ منت خداوند تعالیٰ کی بھی ہو لیکن اگر کسی شرط سے وابستہ ہو مثلاً فلاں کام ہو جائے تو اتنا مال اللہ کے نام دوں گا۔ خود غرضی اور سوداگری ہے شریعت میں ناپسندیدہ فعل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کبار میں اس کا رواج ہی ختم ہو گیا۔ حدیث کی کتابوں میں نذر معلق کی مثالیں ڈھونڈے سے نہیں ملتیں۔ بریلوی علماء کی عادت ہے کہ نذر معلق کو ثابت کرنے کے لئے ہمیشہ نذر مطلق کی حدیثیں پیش کر دیتے ہیں بریلوی حضرات تمام حدیث کی کتابوں میں نذر معلق کی کوئی مشروط

...پیش کریں جو ذاتی اغراض کے لئے ہو۔ ہاں یہ بات مسلّم ہے کہ نذر معلق اگر کوئی مان لیوے تو منعقد ہو جاتی ہے کام ہو جانے کے بعد اس منت کو پورا کرنا ہوگا لیکن ایسی منت ماننا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا ہے۔ اب سوچئے آپ کا کام ہے کہ بزرگوں کی منت کا درجہ کیا ہوگا؟

ایصال ثواب کا ایک ضروری اصول

فتاویٰ عزیزی صفحہ ۹۳

سوال: ماہ ربیع الاوّل کے مہینہ میں خداوند تعالیٰ کی رضا کے لئے کھانا پکانا اور اس کا ثواب حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو یا محرم میں امام حسین رضی اللہ عنہ اور دوسرے اہل بیت اطہار کو پہنچانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ انسان اپنے کام میں مختار ہے کہ اپنا ثواب بزرگوں کے لئے بخش دے لیکن کسی کام کے لئے وقت، دن اور مہینہ مقرر کر لینا بدعت ہے۔ ہاں اگر یہ کام ایسے وقت میں کریں کہ اس میں ثواب زیادہ ملتا ہے مثلاً ماہ رمضان کہ اس میں مومن کے عمل کا ثواب دوسرے مہینوں سے ستر گنا زیادہ ہو جاتا ہے تو ہرج نہیں ہے کیونکہ پیغمبر علیہ السلام نے لوگوں کو اس کام پر رغبت دلائی ہے بقول حضرت علی رضی (کرم) اللہ وجہہ اور کسی چیز پر صاحب شریعت کی ترغیب اور وقت کی تعیین نہ ہو وہ کام بے فائدہ ہے اور حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کی مخالفت ہے، سنت کی مخالفت حرام ہے پس ہرگز یہ کام جائز نہ ہوگا۔ اور اگر کسی شخص کا دل چاہے کہ ربیع الاوّل یا محرم میں ثواب پہنچاؤں۔ تو پوشیدہ خیرات کرے تاکہ مشہور اور نمائش نہ ہو۔ مطلب کہ رسم نہ بنے۔

اس عبارت سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں:۔

۱۔ ایصال ثواب یعنی ثواب پہنچانا جس کو آپ نذر عرفی کہتے ہیں اس کا صحیح ہے یہ ہے۔ اللہ کے نام پر کھانا پکانا اور اس کا ثواب جبیں دن وقت کی خصوصیت سے الگ ہو کر حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے اہل بیت وغیرہ متعلقین کو بھیجنا۔ کسی شخص نے سوال کیا ہے کہ عوام اہل سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر ماہ ربیع الاول میں ایصال ثواب کرتے ہیں اس خیال سے کہ اس ماہ میں ولادت اور وفات شریف ہوئی ہے اسی طرح حضرات اہل بیت رضوان علیہم اجمعین پر محرم میں مصیبت گزری ہے اس خیال سے لوگ محرم میں ایصال ثواب کرتے ہیں یہ کیسا ہے؟ شاہ صاحب فرماتے ہیں یہ بدعت ہے اس کی بجائے رمضان کی فضیلت چونکہ حدیث سے ثابت ہے اس لئے رمضان میں ربیع الاول اور محرم سے ستر گنا ثواب زیادہ ہوگا۔

۲۔ فضیلت کیا سی چیز نہیں روایتی چیز ہے۔

۳۔ جس کام کو صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ نے مقرر نہ فرمایا ہو اسے مقرر کر لینا فضول ہے بے فائدہ ہے بلکہ خلاف سنت ہے اور سنت کی مخالفت حرام ہے پس ناجائز ہے ایسے کام مقرر نہ کئے جائیں، کرنے ہوں تو دل میں نیت کر کے خاموشی سے کر دے جائیں تاکہ رسم نہ پڑے مگر یہ اعتقاد رکھے غلط ہے کہ اس مہینہ میں ضروری ہے یا بہتر ہے۔ بہتر تو رمضان میں ہے۔ دن مقرر کرنے کی بات چل پڑی تو لیجئے بقول شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا حوالہ بھی قبول فرمائیے۔

ماثبت بالسنۃ صفحہ ۱۲۹

میں ابھی بھی مجبور ہوں کہ میں نے شیخ امام عبدالوہاب متقی سے مقررہ دنوں میں عرس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ مشائخ کے طریقے اور عادتیں ہیں اور ان کی اس میں کچھ نیتیں ہیں میں نے کہا باقی دنوں کو چھوڑ کر اس دن کو مقرر کر لینا کیسا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ

[illegible] سنت ہے پس دن مقرر کرنے میں جو اعتراض ہوتا ہے اس [illegible] کے نظائر بھی موجود ہیں پس یہ عرس مطلقاً [illegible] جائز ہے اس لئے تو سنت ہے اور دن کی خصوصیت [illegible] بدعت ہے۔ پھر فرمایا کہ بعض پچھلے لوگوں نے مشائخ [illegible] کہ جس دن بزرگ جناب الٰہی میں پہنچتے ہیں اس [illegible] برکت اور نورانیت کی توقع زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت دوسرے [illegible] پھر شیخ نے تھوڑی دیر سر جھکا کر سوچا۔ پھر سر اٹھا کر فرمایا [illegible] میں قرآن چیزوں سے کوئی چیز بھی نہ تھی بلکہ صرف پچھلے لوگوں [illegible] ان چیزوں کو پسند کیا ہے۔

[illegible] کی بہی صورت نکالی کہ جہاں پوری عام سنت ہے وہ [illegible] خصوصیت سے بدعت ہو سکتی ہے مگر سوال یہ ہے کہ آج کل جو لوگ [illegible] جاتے ہیں وہ تو دنوں میں سخت مردا اور شرک کے غبارے کر جاتے [illegible] عام کھانا میں؟

[illegible] بات یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے استاد نے خود [illegible] ارشاد فرمائی ہے وہ بہت فیصلہ کن ہے کہ پہلے مبارک [illegible] میں سے کوئی چیز بھی نہ تھی یہ چیزیں پچھلے لوگوں نے پسند کی ہیں اور پھیلائی [illegible] ہیں۔

[illegible] بریلوی حضرات سے عرض کرتے ہیں کہ تمہاری تاریخ پیدائش معلوم [illegible] سے یہ چیزیں پیدا ہوئی ہیں اسی وقت سے بریلوی پیدا ہوئے اور [illegible] صالحین کے دور میں یہ چیزیں نہ تھیں تو بریلوی بھی نہ تھے؟ پھر تم اہلسنت [illegible] سے کہلاتے ہو؟ تمہارے پیر بزرگ تو تمہیں نئی پود بتلا رہے ہیں، [illegible] بھی یہی ہے اب یہ بات آپ ہی بتلائیں کہ یہ متاخرین کا دور کب [illegible] ہو جو بھی ہماری عمر تھی ہے؟ ہمارے خیال میں تو بریلوی کچھ نیش جانشین

کی پیداوار ہے۔ نظر کے آمدی و کے بیر شدی

شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے شرح الصدور میں بروایت قال محمد

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتی قبور الشہداء علی

کل حول ..... الخ بیان کی ہے۔ اس حدیث کو مولوی محمد شریف صاحب

نوری نے بھی مسئلہ گیارھویں میں تخصیص کی دلیل کے طور پہ بیان کیا ہے۔

محدثین کے نزدیک متصل الاسناد اور مرفوع نہیں ہے اس سے ایسا اختلافی

پر کار آمد نہیں ہے۔ طبقہ رابعہ یعنی چوتھے درجہ کی حدیث میں حضرت شاہ

محدث دہلویؒ عجالہ نافعہ میں فرماتے ہیں۔

"طبقہ چہارم احادیثے کہ نام و نشان آنہا در قرون سابقہ معلوم نبود"

ترجمہ: چوتھا درجہ وہ حدیثیں کہ ان کا نام و نشان بھی پہلے زمانہ میں

نہ تھا اور پچھلے لوگوں نے ان کو روایت کیا ہے پس ان حدیثوں کا

حال دو صورتوں سے باہر نہیں ہے یا تو پہلے زمانہ کے محدثین نے

تلاش اور تفتیش کی مگر ان حدیثوں کا کچھ اصل نہ پایا تو ان کی روایت

میں مشغول نہ ہوئے یا روایت کا کچھ اصل پایا اور اس میں خرابی اور

خلل دیکھا تو انہیں چھوڑ دیا بہرصورت یہ روایتیں قابل اعتماد نہیں ہیں

کہ کسی عقیدہ یا عمل کو ثابت کرنے کے لئے ان سے دلیل پکڑی جائے

اس قسم کی ناقابل اعتماد حدیثوں میں بہت سی کتابیں تصنیف ہو چکی ہیں

ہم کچھ تھوڑی سی شمار کرتے ہیں کتاب الضعفاء لابن حبان۔ تصانیف حاکم

تصانیف ابن مردویہ۔ تصانیف خطیب۔

کتاب الضعفاء للعقیلی۔ کتاب الکامل لابن عدی

اور خطیب وہی ہے جس کا ذکر مولوی محمد عبداللہ صاحب نے رسالہ نذر

اولیاء کے حاشیہ پر دیا ہے اور انہیں مصنف مشکوٰۃ کہا ہے)

تصانیف ابن شاہین۔ تفسیر ابن جریر۔ تصانیف دیلمی

... تصانیف ابن عساکر۔ تصانیف جوزقانی تصانیف ابوالشیخ

... تصانیف ابن نجار وغیرہ یہ سب کتابیں ضعیف ہیں۔"

... بعد لکھتے ہیں۔

... جلال الدین سیوطیؒ کی تمام تصانیف کا سرمایہ رسائل اور نوادر

... خود ہی کتاب میں "ان کتابوں کی حدیثوں سے مشغول ہونا اور

... سے مسائل نکالنا بے ندرہ معلوم ہوتا ہے۔"

... بینی ہوئی شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے بریلوی مذہب کا گھروندا ہی ڈھا

... دیا۔ بس نتیجے باشرع ان بیچاروں نے کھانے پینے کے واسطے ختم درود

... چہلم وغیرہ جو بہانے بنا رکھے ہیں وہ سب کے سب انہی کتابوں سے

... پر قائم تھے۔ اگر یہ کتابیں دنیا میں نہ ہوتیں تو بریلوی مذہب پیدا ہی کہاں

... اور زندہ رہتا کس سہارے پر یہاں تو سب قصہ کہانی سے مسئلہ بن رہا

... ہے۔ قصوری واعظ بریلوی نے وعظ میں فرمایا تھا قیمتی موتی اگر گندی نالی

... سے ملے تو اس کی قیمت کم نہیں ہوتی یہ ایک مثال ہے۔ اس سے مسئلہ یہ نکلا کہ

... کو ہر قسم کے گندوں کی کھلی چھٹی ہے۔ دیکھئے مصنف نذر اولیاء نے تمام

... میں صرف ایک حدیث لکھی ہے وہ بھی ہماری دلیل ہے باقی خیر نوری صاحب

... حدیثیں لکھی ہیں۔ ایک تو یہی روایت جلال الدین سیوطی کی جس کا حشر آپ دیکھ چکے ہیں

... دوسری اتنی بے بنیاد اور جھوٹی ہے کہ ملا علی کی تصنیف کتاب از خیری دیاہم

... ثابت ہے جی نہیں۔ اہل بدعت کی عادت ہے کہ ان کے بزرگ کوئی

... زبان دیتے ہیں اور پچھلے بے سوچے سمجھے لکیر پیٹتے جاتے ہیں۔

... کے بندو! جو مسائل اتنے کمزور ہیں کہ ان کے واسطے رات دن جھوٹ

... بولنا پڑتا ہے۔ ان کو دین میں کیوں داخل کرتے ہو؟

... خصوصیت کا مسئلہ چھوڑ کر نذر اولیاء کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

اولی عنوذی ...

"ماکولات ومشروبات را بنذر … وتقرب … الخ"

ترجمہ: کھانے پینے کی چیزوں کو، اور دوسرے مال کو غیر اللہ کی نزدیکی کے خیال سے دینا شرک ہے وہ حرام ہے۔"

تقرب کے معنی کیا ہیں؟ کسی کو خوش کرنا، کسی سے تعلق بڑھانا، بزرگوں کی روح بھی خوش کی اگر ایصالِ ثواب کے طور پر ہو تو جائز ہے، اگر نذر کی شکل میں ہو تو …

انما العبرة للمعنى لا للفظ۔

مولوی محمد عبداللہ صاحب صفحہ ۵۲ پر فرماتے ہیں:۔

"اگر کسی جانور کا خون خدا کے سوا کسی کو راضی کرنے کے لئے گرایا تو یہ حرام ہے۔ کیونکہ یہ تقرب بغیر اللہ ہے۔ مگر خون خدا کے نام پر گرایا اور خدا کے سوا کسی کو راضی کرنے کے لئے نہیں گرایا بلکہ گوشت لوگوں کو کھلا کر یا ایصالِ ثواب سے اولیاء کرام کو خوش کیا تو حرام نہیں۔" الخ

مولوی صاحب یہ تو فرما گئے کہ اولیاء اللہ کو ثواب پہنچانے کے لئے یہ خون گرانا ضروری نہیں ہے، یہ گوشت بازار سے نہیں ملتا؟ بات یہ ہے کہ دیہات کے رہنے والے عموماً دیہات میں اور شہروں میں بھی ایک جانور بزرگ کے نام کی منت کر دیتے ہیں۔ پھر جب منت پوری کرنا چاہتے تو اسی جانور کو اللہ کے نام ذبح کر کے کھلا دیتے ہیں۔ کہتے بھی ہیں یہ چیز بزرگ کی ہے۔ بزرگوں کی طرف سے دعوت ہے تبرک ہے۔ مصنف اولیاء نے بھی بزرگوں کو ثواب پہنچانے کے سلسلہ میں ذبح جانور کا نام لے ہی لیا۔ اندر کی بات باہر آ ہی جاتی ہے۔

… والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں

اس کا جواب اگرچہ مشہور ہے۔ مگر چونکہ آپ کو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے بہت عقیدت ہے، اس لئے فتاویٰ عزیزی سے لیجئے۔

فتاویٰ عزیزی ص

سوال:۔ اس صورت میں کہ کوئی شخص نیت کرے کہ اگر میری حسب حاجت

بر آجائے تو سید احمد کبیر رحمۃ اللہ کی گائے یا شیخ سدو کی بھیڑ بکری ذبح کروں گا اور حاجت پوری ہونے پر گائے بکری کو خدا کے نام پر ذبح کرے اور حال یہ ہے کہ نیت میں گائے بکری کو ان بزرگوں کی طرف نسبت کرتا ہے، اس جانور کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ ذبیحہ جانور کے حلال حرام ہونے کا دارومدار ذبح کرنے والے کی نیت اور قصد پر ہے۔ اگر تقرب الٰہی کی نیت ہو یا گوشت بیچنے کی نیت یا دوسرے مباح امور کے لئے ذبح کرے تو حلال ہے ورنہ حرام۔ تفسیر نیشاپوری میں وما اُہل بہ لغیر اللہ کی بحث میں لکھا ہے اگر مسلمان کسی جانور کو ذبح کرے اور ذبح سے اس کی نیت اللہ کے سوا کسی سے تقرب حاصل کرنے کی ہو تو اسی وقت مرتد ہو جاتا ہے اور مرتد کا ذبیحہ حرام ہے:

شاہ صاحب کی بات ختم ہوئی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جس شخص نے جانور کو زندگی میں ہی کسی بزرگ کی منت مان رکھی ہو، اور پھر تقدیر سے وہ کام بھی اس کا ہو گیا وہ شخص اس جانور کو کس نیت سے ذبح کرتا ہے؟ کیا خدا کی رضا کے واسطے؟ یہی حضرت اگر توحید کا عقیدہ رکھنے والا ہوتا تو بزرگ کی منت ہی کیوں مانتا اب جب مانی ہے اور کام بھی اس کا خدا کی تقدیر سے ہو گیا تو اب وہ جاہل توحید کا خدا … سے جائے گا، اگرچہ بظاہر تکبیر سے ذبح کرتے ہیں مگر دل کی حالت کفر سے اور دل سے بدتر ہوتی ہے۔ فوراً آگے شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"مشرکین عرب کفر میں فعل تھے، جب کسی جانور کو غیر اللہ کے تقرب کے لئے ذبح کرتے تو نام بھی اسی غیر کا لیتے لیکن مسلمان مشرک اس کے بجائے دوسرا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ کفر و اسلام کو خلط ملط اور گڈمڈ کر دیتے ہیں۔ کیونکہ ذبح کے وقت نیت تو ہوتی ہے غیر اللہ سے تقرب حاصل کرنے کی لیکن زبان پر اللہ کا نام لیتے ہیں پس یہی چیز یعنی

"مکہ کے کافروں کا فعل تو صاف کفر ہے، اور دوسری چیز یعنی مشرک مسلمان کا فعل یہ ایسا کفر ہے جس کی ظاہری صورت اسلام کی ہے اور اندر کفر چھپا ہوا ہے۔"

دیکھئے آپ! شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی آپ کو کیا کہہ رہے ہیں۔ اندر کفر چھپا ہوا ہے اسلام کا غلاف چڑھا ہوا ہے۔ اب تک تو آپ لوگوں کا طریقہ عقیدت یہی رہا ہے کہ بزرگان دین کے پاک ناموں پر تبرا بھی کرو اور کفریہ فعل کرنے سے بھی کسی کو بولنے کی جرأت نہ تھی کیونکہ بریلوی، بزرگوں کا اگر بُت بھی بنا کر کھڑا کر دیں تو اس کی تعظیم بھی ضروری ہوتی ہے آخر بزرگوں کا بُت ہے جو اس کے سامنے سر نہ جھکائے وہابی ہے گستاخ ہے بے ادب ہے مگر یہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کیسے بزرگ ہیں جو آپ کو ایسی کھری کھری سنا رہے ہیں سمجھ میں نہیں آتا۔ آپ کے پروپیگنڈا سے بھی نہیں ڈرتے۔ اب رہا آپ کا حوالہ "ملا جیون صاحب والا" یہ مسئلہ بھی لگے ہاتھوں شاہ عبدالعزیز صاحبؒ سے ہی پوچھ لیں۔

فتاوی عزیزی ص[illegible] پر فرماتے ہیں :۔

"انہیں دلائل سے معلوم ہو گیا کہ ملا جیون صاحب نے تفسیرات احمدیہ میں جو لکھا ہے کہ اولیاء کی منت کی ہوئی گائے جیسا کہ ہمارے زمانہ کی رسم ہے، رسم کا لفظ خود ہی تو حرمت کے لئے کافی ہے، مگر مصنف مذہب اولیاء (ترجمہ کرتے وقت رواج کا لفظ لکھتے ہیں) حلال طیب ہے۔ کیونکہ اس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام نہیں لیا گیا، اگرچہ منت بزرگ کی کرتے ہیں۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ملا جیون کا یہ قول صاحب ہدایہ کے قول سے غفلت اور بے خبری کی وجہ سے ہے یعنی صاحب ہدایہ کی بات کو ملا جیون نہ سمجھے، ورنہ یہ مرجوع نہ فرماتے"

صاحب ہدایہ کا ہمارے حنفی علماء میں جو مقام ہے۔ وہ مقام ہے اس کو اہل علم ہی جانتے ہیں کہ یہ بزرگ اصحاب الترجیح میں سے ہیں اور ملا جیون تو ان کے سامنے

[illegible]ب میں یہ بھی ایک لطیفہ ہے کہ ملا جیون صاحب نے جب یہ کتاب [illegible] کی اس وقت ان کی عمر سولہ سال کی تھی گویا نارسیدہ، ورنہ بالغ تھے۔ اساتذہ [illegible] صحیح کر دی ہیں۔ شاہ صاحب دوسری جگہ اسی فتاوی میں فرماتے ہیں کہ:

"[illegible]خانیوں کا حلال طیب کہنا کسی صورت میں بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ مسئلہ میں دلائل متعارض ہیں اس لئے کھانے سے دوری تو ضرور ہے"

اس مسئلہ کی وضاحت بہت ہو چکی ہے مگر برکت حاصل کرنے کے لئے ہم حضرت [illegible] مجدد الف ثانیؒ کا ارشاد لکھ دیتے ہیں۔

حضرت امام مجددؒ کا فیصلہ

"[illegible]ات شریف دفتر سوم جلد سوم صفحہ [illegible]"

"[illegible] حیوانات کو جو مشائخ کے نام کی منت مانتے ہیں، اور ان کی قبروں پر جا کر ان حیوانات کو ذبح کرتے ہیں، فقہی روایات میں یہ چیز بھی [illegible] میں داخل ہے اور فقہاء نے اس بات میں سختی سے منع کیا ہے۔ فقہاء کرام نے اس کو جنات کے نام کی ذبح کی قسم سے قرار دیا ہے [illegible] جو عرب جنات کے نام کی ذبح کرتے ہیں اور یہ ممنوع شرعی ہے اور شرک میں داخل ہے۔"

یہاں مصنف [illegible]، منع اور شرع کا ملاحظہ کریں کیونکہ مولوی صاحب [illegible] کرتے ہیں، کیا شرک بھی مختلف فیہ ہے؟

حضرت امام مجدد فرماتے ہیں :۔

"اور اسی شرک کی قسم سے ہیں عورتوں کے روزے جو پیروں اور بیبیوں کے نام پر رکھتی ہیں۔ اکثر پیروں کے نام بھی بناوٹی ہوتے ہیں عورتیں ان بزرگوں کے نام پر روزے کی نیت کرتی ہیں اور افطاری کے وقت ہر روزہ میں ایک خاص صورت اختیار کرتی ہیں [illegible] فلاں

بزرگ یا فلاں بی بی کا روزہ اس چیز سے رکھنا ہے اور اس چیز سے
چھوڑنا ہے اور دن بھی مقرر کرتی ہیں مثلاً فلاں بزرگ کا روزہ جلال
ہمیشہ کی فلاں تاریخ کو رکھنا ہے) اور اپنے مطلب اور غرض اس
روزہ سے وابستہ کرتی ہیں یعنی فلاں کام کے لئے فلاں بزرگ کا روزہ
رکھتی ہوں۔ اور اس روزہ کے وسیلے سے ان بزرگوں سے حاجتیں مانگتی
ہیں اور جب کام بن جائے تو حاجت روائی ان بزرگوں کی طرف سے
سمجھتی ہیں یہ عبادت میں شرک ہے مطلب یہ کہ روزہ رکھنا عبادت
ہے اور عبادت خداوند تعالیٰ کے سوا جس کسی کی کریں شرک ہے مگر
یاد رکھیں کہ شرک صرف روزہ ہی میں نہیں ہے بلکہ خداوند تعالیٰ نے اپنی
عبادت کے جتنے طریقے بیان کئے ہیں مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ،
خیرات وغیرہ سب میں شرک ہوتا ہے۔ حضرت امام مجدد فرماتے ہیں
یہ شرک ہے اور غیر اللہ کی عبادت کے وسیلے سے حاجت مانگنا
ہے (یا اس سے بڑھ کر برا)

فرماتے ہیں :-

"بعض عورتوں کو جب اس کام کی برائی بتلائی جائے تو وہ جواب دیتی ہیں
کہ ہم یہ روزے خداوند تعالیٰ کے لئے رکھتی ہیں، اور ثواب ان بزرگوں
کو بخشتی ہیں یہ بہانہ ہے۔ اگر وہ اس بات میں سچی ہوں یعنی روزے اللہ کے
نام کے رکھتی ہوں، اور ثواب بزرگوں کو بھیجتی ہوں تو خاص دنوں کو مقرر
کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا خداوند تعالیٰ کے دین میں یہ باتیں ہیں؟
کیا خداوند تعالیٰ نے حضرت امام جعفر صادقؓ کے نام پر صرف پوری ہی کو حلال کیا
ہے۔ اس خصوصیت کی کیا وجہ ہے؟)

ناظرین! یہ کسی بزرگ شخصیت کا کلام ہے، حضرت امام مجدد الف ثانی قدس سرہ

زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا!

ت اور طریقت کا یہ مجمع البحرین، ناپیدا کنار سمندر جسے حق تعالیٰ نے
کی بے دینی کا جواب بنا کر مبعوث فرمایا۔ یہ مقدس شہباز اسلام جس کی
عظمت اتباع سنت اور رد بدعت سے عالم اسلام کا بچہ بچہ زیر بار
ایک ہزار سال گزر چکا تھا۔ جدت پسند بادشاہوں، مصلحت پسند علماء اور
بدعت پسند پیروں نے دین کا حلیہ بگاڑ کر ایک شریعت پیدا
ان کے خلاف چڑھا دئے تھے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی
تصوف کی غلام بن چکی تھی۔ تصوف چند ظاہری قیود، تسبیح، سجادہ، گودڑی
کے نعروں میں جلوہ گر اہم جان تھا۔ طالبان حق کو نذر و نیاز چڑھانے
قبروں پر سجدہ کرنے غلاف چڑھانے، وجد اور ناچنے گانے کی تعلیم
اسلام کا مقدس چہرہ الحاد اور بدعات نے مسخ کر دیا تھا جب
تعالیٰ نے سرزمین ہندوستان میں یہ نور ہدایت پیدا فرمایا جس کی عالم افروز
ہدایت بعدہٗ تجدید الف ثانی تمام اسلامی ممالک پر سایہ افگن ہوئی۔ کیا پاکیزہ
ایک فیصلہ کن کلام ہے [illegible] حضرت امام مجدد
کے کلام مبارک سے چند مسائل معلوم ہوئے :-

انات بزرگوں کی منت مانتے ہیں اور بزرگوں کی قبروں کے پاس جاکر
کرتے ہیں یہ شرک میں داخل ہے کیونکہ یہاں گوشت کھانا مقصود نہیں۔ اگر
کھانا ہی مقصود ہوتا تو بغیر اس صورت کے بھی یہ کام ہو سکتا تھا ثواب تو
سے پہنچتا ہے جو لوگ جانور کو مانتے ہیں وہ جانوروں کو قبروں پر لے جانا
ضروری سمجھتے ہیں۔ اگر ان کو کہا جائے کہ یہیں ذبح کر کے تقسیم کر دو ثواب پہنچا دو
نہیں مانتے بلکہ شاہ مصنف نذر اولیاء کا فتویٰ بھی یہی ہو کہ وہاں لے جانا
ہے۔

جائز ناجائز، حرام حلال ہر مسئلہ کا فیصلہ فقہ کی کتابوں سے ہوتا ہے نہ کہ
اور حیلوں سے۔ اگر قیاس و قال اور خواب و خیال پر مسائل کی بنیاد رکھی جائے

تو دنیا میں ہزاروں عالم اور لاکھوں بزرگ گزرے ہیں، آج ہمارے ہاں بڑا
فرقے بن چکے ہوتے۔ ہمارے بریلوی بھائی نام کو تو حنفی ہیں مگر فقہ حنفی سے …
ہیں حضرت امام مجدد الف ثانیؒ نے جا بجا مکتوبات شریف میں واضح کیا ہے،
اور معارف سے پوچھا چاہئے صوفیاء کرام سے سلوک تو سیکھو لیکن مسئلہ کی تحقیق علماء
سے، دیکھئے ملفوظات شریف مطبوعہ مطبع احمدی دہلی دفتر اول صفحہ ۲۲۵

"جاننا چاہئے کہ ان مسائل میں سے ہر ایک مسئلہ میں جناب علماء اور صوفیہ
کا اختلاف ہے، اگر اچھی طرح غور کیا جائے تو حق بجانب علماء ہیں، اس کی وجہ
یہ ہے کہ علماء کی نظر انبیاء علیہم السلام کی اتباع سنت کی وجہ سے کمالات
نبوت اور علوم نبوت میں نفوذ کر جاتی ہے اور صوفیوں کی نظر ولایت
کے کمالات اور معارف تک محدود ہے پس وہ علم جو مشکوٰۃ نبوت سے
حاصل کیا جاتے وہ زیادہ درست اور زیادہ صحیح ہو گا اس علم سے جو کہ
ولایت سے حاصل کیا جاتا ہے"

نیز دفتر اول صفحہ ۳۳ میں فرماتے ہیں:

"شیخ ابن العربی صاحب فتوحات مکیہ کے شطحیات قابل اعتماد نہیں ان
کے اکثر کشفی علوم اہل سنت کے علوم سے الگ واقع ہوئے ہیں
پس ان کشفی علوم کی تابعداری وہی کرے گا جس کا دل بیمار ہو"

دیکھئے شیخ ابن عربی کا صوفیہ میں بڑا مقام ہے، مگر امام مجدد الف ثانیؒ ان کو
اہل سنت سے الگ قرار دے رہے ہیں۔ بریلوی مذہب کی بنیاد جن پر ہے
ہے حضرت امام مجددؒ ان کو کھوٹی اور بے کار قرار دیتے ہیں۔ صفحہ ۳۴۲ دفتر اول

"عقائد درست کرنے کے بعد فقہ کے احکام کا سیکھنا بہت ضروری ہے
فرض واجب حلال حرام سنت مستحب مشتبہ مکروہ کے جاننے کے سوا
چارہ نہیں"

بہشتی سے جیزیں مقدمے معلوم ہوں… معلوم بریلوی حضرات فقہ حنفیہ سے بیگانہ

…لے ہیں فقہ کی کتابوں کا مطالعہ ضروری سمجھیں۔
… دفتر صفحہ ۳۳

صوفیوں کا عمل حلال حرام میں سند نہیں ہے۔ کیا یہ بات کافی نہیں ہے کہ
… کو معذور سمجھیں اور ان کو برا نہ کہیں اور ان کا کام خدا کے سپرد کریں
… جیسی حلال حرام جائز ناجائز کے موقع پر امام ابو حنیفہؒ امام محمدؒ
… امام ابو یوسفؒ کا قول معتبر ہے، نہ ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو الحسن نوری کا
… اس وقت کے صوفیوں نے اپنے پیروں کے عمل کو بہانہ بنا کر
… اپنا مذہب بنا لیا ہے اور سماع کو عبادت سمجھ رکھا ہے یہی
… ہیں جنہوں نے دین کو کھیل تماشہ بنایا ہے … معلوم ہو چکا
… جو شخص … کام کرے … اہل اسلام کی جماعت سے … ہے
… پس خیال کرنا چاہئے کہ سماع و رقص کی مجلس کی تعظیم بلکہ
… عبادت سمجھنا کس قدر برا ہے"

… مذہب کی رو سے پڑھیں کہ صوفیوں کا عمل شریعت میں کیا درجہ رکھتا ہے۔
… صفحہ ۳۲۵ … لکھتے ہیں کہ:

"… نے مولود کی محفل اور نعت خوانی سے سخت منع کیا ہوا تھا اور
… لکھتے ہیں کہ … دوستوں نے اپنے گھر میں مولود کی محفل
… کی تھی، اس کی وجہ سے ان کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
خواب میں نصیب ہوئی ہے … امام مجدد فرماتے ہیں خواب پر کچھ نہ
… اگر خواب پر اعتماد ہو سکتا تو شیخ کا کیا فائدہ!"

… مبارک خواب حضرت امام مجدد … اعتبار قرار …
… شریعت کی پابندی میں فرق آتے۔

واضح ہے کہ حضرت امام مجدد الف ثانیؒ نعت خوانی و محفل کے سخت
… ہیں تجربہ سے ثابت ہے کہ … پرست … یہ … مجلسوں کو …

سے خالی نہیں رہنے دیتے۔ اگرچہ کتنی ہی احتیاط کی جائے۔

۳- تیسری بات حضرت امام مجدد الف ثانیؒ کے حوالے سے یہ معلوم ہوئی کہ کسی مردہ کے نام کا روزہ رکھنا یا نماز پڑھنا شرک ہے جیسے دو رکعت نماز اویس قرنیؒ، خیرات میں بھی ہوگا۔

۴- جو لوگ مزار کا طریقہ پر بزرگوں کو خدا و مدعا کا شریک بناتے ہیں اس [illegible] ایک پہچان حضرت امام مجددؒ نے یہ بھی بتائی ہے کہ وہ اس عبادت کے توسل سے [illegible] سے حاجتیں مانگتے ہیں۔ دیکھئے رسالہ نذر و نیاز ص ۳

"مثلاً یہ کہہ کر کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو حضرت کے نام کی دیگ پکاؤں گا"

۵- یہ سمجھنا کہ بزرگ کام نکال دیتے ہیں حاجت پوری کرتے ہیں مستقل [illegible] قادر ہیں، مستحق ہیں، شرک ہے۔

۶- غیر اللہ کی عبادت کے ذریعے غیر سے حاجت مانگنا شرک ہے۔

۷- ان جاہلوں کو جب ان برائیوں سے روکا جاتا ہے تو یہی جواب دیتے ہیں کہ ہم یہ روزہ اور دیگ خدا کے نام کی دیتے ہیں صرف اس کا ثواب بزرگوں کو پہنچاتے ہیں دیکھئے مصنف نذر و نیاز نے بھی طور پر وہی بات کہہ دی حضرت امام مجددؒ فراست مومن سے تاڑ گئے کہ یہ فریب کے بہانے میں شرک ہو رہا ہے فرمایا اگر یہ چیزیں خدا کے نام پر ہیں تو یہ قید کیسی؟ اللہ بزرگ کا روزہ فلاں چیز سے کھولنا، اصحاب کہف کا توشہ اس طرح پکانا، تختی شرعی ہو [illegible] گھی ہو اتنی کھانڈ اور کھانے والے ایسے ہوں ویسے ہوں، یہ سند و مت کہاں سے آگئی کیا یہ شرع اللہ تعالیٰ کا حکم ہے؟ حضرت امام جعفر صادق کا کونڈا تو اچھا خاصا صاف ہے اور شیعوں کی نقل سے جاہل بریلوی ایسا کرتے ہیں آگے چل کر ہم ان شاء اللہ بتائیں گے کہ بریلوی شیعوں کی ایک شاخ ہیں۔ مصنف نذر و نیاز فرماتے ہیں کہ ہم صوفیہ کے گوشے میں حق پہ پریاں نہ ہونی چاہئیں۔ مولوی صاحب کیوں؟ یہ بھی چیزیں بدعت کی شر ہیں، بدعت کی علامت ہیں، ان سے شرک کی پہچان ہوتی ہے

[illegible] بدعات پیدا ہوتی ہیں یہ چیزیں اس فارمولا کا لاس ہیں جب یہ چیزیں نہ ہوں [illegible] بدعت بھی نہ ہوگی خداوند تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت اور اتمام [illegible] کے لئے بدعت کے ساتھ فضولیات کو ہر جگہ لگا دیا ہے تاکہ عقل مند لوگ [illegible] ان نشانات سے پہچان سکیں بعض چیزیں تو ایسی ہیں جن کو اندر ہی پکانے [illegible] اندر ہی بیٹھ کر کھائی جاتی ہیں۔ دسترخوان کا قصہ اندر ہی ذکر کرنے کا [illegible] حضرت سیدہ فاطمہؓ کی نیاز کا تو سخت پردہ ہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ [illegible] کیا دین ہے؟ یہودیوں سے بھی آگے نکل گئے۔ اسلام نے [illegible] توڑ کر یہ عقائد پھر زندہ ہو رہے ہیں یہی توہمات عرب کے مشرکین میں

[illegible] ما فی بطون هذه الانعام خالصة لذكورنا ومحرم على ازواجنا (الآیۃ)

[illegible] کہتے ہیں کہ جو بچہ ان جانوروں کے پیٹ میں ہے وہ چونکہ دیوتا کی [illegible] اس لئے صرف مرد ہی کھائیں گے عورتوں پر حرام ہے۔ اور اگر مردار [illegible] ہو تو عورت مرد سب کھا سکتے ہیں عنقریب خداوند تعالیٰ ان کو اس جاہلیت [illegible] بے شک وہ حکمت والا علم والا ہے۔ (پارہ ۸ [illegible] ع ۳)

[illegible] شرک کی پہچان میں حضرت امام مجدد الف ثانیؒ نے مصنوعی طریقوں کا ذکر فرما [illegible] اس نے ایک بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا ہے۔ بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ جو [illegible] نام ایصال ثواب کے طور پر کسی کو بھیجتے ہیں خاص اسی کی روح کو ملتا ہے بلکہ غیر مسلموں کا حلوا تو مردے کے رحموں پر شکر کرنے کے لئے پکاتے ہیں۔ یعنی [illegible] ابھی قبر میں گیا ہے اور یہ بھی یقین ہے کہ وہاں مردہ اس کو مار پڑی ہوگی اس لئے [illegible] اس نے شکر کا انتظام کر رہے ہیں۔ اسی قسم کے عقیدے ہندوؤں کے تو [illegible] مردود ہیں مگر اسلام ان دھبوں سے پاک ہے۔ شریعت میں ایصال ثواب کا مطلب یہ ہے کہ بندہ جو نیک کام از قسم عبادات بدنی یا مالی کرتا ہے تلاوت، دعا، استغفار یا خیرات کپڑا، روٹی وغیرہ اس کا ثواب اس کو ملتا ہے، چاہے اپنے لیے آخرت کا ذخیرہ رکھے یا کسی دوسرے کو ثواب بھیج دے، الغرض وہاں ثواب پہنچتا ہے

اور رحمت کی نعمتیں ملتی ہیں۔ مگر بریلوی حضرت مسعودی کی طرح اس رسم میں
ایک کڑوی چیز ملتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ نذر و نیاز اور بزرگوں کی ختم
انہیں زبان کی چاٹ لگادی ہے۔ دیکھئے مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی
مرنے سے دو گھنٹے قبل کیا وصیت فرماتے ہیں:

وصایا شریف ص۹

"اعزہ سے بھی اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ
میں دو بار ان چیزوں سے بھی کچھ بھیج دیا کریں۔
۱۔ دودھ کا برف خانہ ساز اگرچہ بھینس کا دودھ ہو،
دیسی بہتر تو یہ ہے کہ گائے کا دودھ ہو۔ پھر بھینس کے دودھ کی قلفی
ہو تو بھی حرج نہیں ہے۔ ۲۔ مرغ کی بریانی یعنی مخوزا مرغ ۳۔ مرغ
پلاؤ ۴۔ بکری کا شامی کباب ۵۔ پراٹھے اور ۶۔ بالائی ۷۔ فیرنی
۸۔ اردکی پھریری دال مع ادرک و لوازم (یعنی اردکی دال پتلی ادرک
بھی ضرور ہو اور مسالے بھی سب کے ہوں تاکہ مولوی صاحب کو
قبض یا بادی نہ ہو جائے) ۹۔ گوشت بھری کچوریاں جن میں گوشت
تھوڑا نہ ہو۔ گوشت سے بھری ہوئی ہوں پھیکا ہی نہ ہو ۱۰۔ سیب
کا پانی ۱۱۔ انار کا پانی ۱۲۔ سوڈے کی بوتل (تاکہ ثقیل کھانے جلد ہضم
ہو جائے) اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ زبان کی چاٹ مرتے وقت
بھی دم نہیں لینے دیتی۔ بریلوی مذہب کے بانی صاحب ایک وقت
دسترخوان پر یہ بارہ چیزیں دیکھنا چاہتے ہیں۔ کھسٹ پیٹ کا فکر یہ حیثیت
کس چیز کی غماز ہے۔ اسی غرض سے تو اپنا الگ مذہب بنایا۔ دیکھئے مرنے سے
دو گھنٹہ پہلے یہ وصیت بھی فرماتے ہیں:

"حامد حسین اور حسنین تم سب محبت اور اتفاق سے رہو اور حتی الوسع
سے بچو کہ بریلوی ساری بات ہیں، ایک دوسرے کی مدد

... یہاں حضور کے زیر سایہ میں ... مسئلہ پر دو کوشش ہوئی
... حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین
و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا
ہر فرض سے اہم فرض ہے۔"

دیکھئے الگ مذہب بنایا اور بیٹوں کو وصیت کی کہ شریعت کی بھی
جہاں تک ہو سکے پیروی کرو۔ لیکن میرا دین اور میرا مذہب جو ہے اس پر مضبوطی
سے قائم رہنا ہر ضروری فرض سے ضروری فرض ہے۔ یعنی شریعت کی پیروی سے بڑھ کر
یہ ضروری ہے۔

بریلویوں کا مذہب شریعت سے الگ ہے۔ اگر یہی دین اسلام ہوتا تو
اس کے اتباع میں سب کچھ آجاتا۔ مطلب یہ ہے کہ مصنف مذہب
خود ہی بتائیں گے کہ وہ کیا مذہب ہے جو شریعت کے علاوہ ہے
اور ہماری شریعت سے زیادہ ضروری ہے۔ بڑی محنت سے مذہب
ہماری سمجھ میں وہ مذہب یہی بارہ چیزیں ہیں جو نمبروار بیان ہوئی ہیں۔
پہاڑ۔ نکلا کیا؟ چوہا

حضرت امام مجدد الف ثانی تخصیص طعام کو بدعت فرماتے ہیں مگر یہ
ان حضرات بارہ چیزوں کے سوا کہیں منہ نہیں لگاتے۔ دیکھئے کتنا فرق ہے مجدد
اور مجدد بدعت میں۔

مسئلہ ایصال ثواب

ایک مسلمان اپنی نیکی دوسروں کو دے سکتا ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں اختلاف ہے
معتزلہ بدنی اور مالی ہر دو عبادتوں کا ثواب پہنچانے اور پہنچنے کے منکر
ہیں۔ یہ مذہب مردود ہے۔

۲۔ بدنی اور مالی عبادتوں کا ثواب دوسرے مسلمانوں کو دیا جا سکتا ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور جمہور کا مذہب یہی ہے، دلائل آگے آتے ہیں۔

۳۔ تیسرا فریق مالی عبادتوں کا ثواب پہنچنے کا قائل ہے، بدنی عبادتوں کے ایصال ثواب کا منکر ہے۔ یہ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کا مسلک ہے۔
حنفی مذہب کے دلائل احادیث اور روایت میں کثرت سے ہیں [illegible] جلد دوم صفحہ ۲۴۳ میں فتاویٰ عالمگیری سے یہ عبارت نقل کی ہے ترجمہ: قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ جو شخص جس قسم کی عبادت کرے اس کا ثواب دوسرے مسلمان کو بخش سکتا ہے [illegible] سمجھتے ہیں خواہ نماز ہو یا روزہ، یا صدقہ یا قرآن کریم کی تلاوت یا ذکر اذکار یا طواف یا حج یا عمرہ یا اس کے سوا کوئی بھی نیک عمل ہو مثلاً شہیدوں ولیوں کی قبروں کی زیارت [illegible] یہ ہے کہ یہ بھی نیک کام ہیں، اس کا بھی ثواب ہے۔ کیونکہ زیارت خود مشروع ہے۔ اس کا ثواب بھی دوسرے کو دیا جا سکتا ہے [illegible] مُردوں کو کفن دینا اور تمام قسم کی نیکیاں دوسرے کو بخشی جا سکتی ہیں۔

مسئلہ: نفلی صدقہ کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ صدقہ کرتے وقت سب اہل ایمان مردوں عورتوں کو ثواب میں شامل کرنے کی نیت کرے۔

مسئلہ: فرض کا ثواب بھی دوسرے کو دیا جا سکتا ہے اور جس فرض کا ثواب دوسرے کو بخش دیا اس کو دوبارہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یاد رہے کہ ایک شخص دوسرے کی طرف سے نماز نہیں پڑھ سکتا۔

مسئلہ: ثواب پہنچانے کے لئے زبان سے کہنا بھی ضروری نہیں بلکہ جس

عمل کر رہا ہو اس وقت نیت کر لینا کافی ہے یعنی نیکی کرتے وقت یہ خیال اور نیت دل میں رکھے کہ یہ عمل فلاں شخص کے واسطے کر رہا ہوں تو ثواب اس کو مل جائے گا مثلاً قرآن مجید کی تلاوت کے وقت یہ نیت ہو کہ ماں یا باپ، یا کسی دوسرے شخص کو ثواب پہنچانے کے لئے پڑھتا ہوں تو جو لفظ زبان سے نکلے گا اس کا ثواب اس کو پہنچ جائے گا۔ زبان سے کہنے اور پہنچانے کی ضرورت نہیں بس پہنچ گیا۔

• [illegible] کسی شخص سے نیکی کرتے وقت اپنے سے کی [illegible] ثواب بھیج سکتا ہے۔

• [illegible] میں [illegible] خصوصیت [illegible] تفصیل [illegible]
• [illegible] ثواب [illegible] زندوں اور مردوں کو بھی [illegible] ہدایہ فتح القدیر [illegible] زیلعی عینی وغیرہ میں مسئلہ منقول ہے چونکہ اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں اس لئے مزید دلائل کی ضرورت نہیں۔ ہمارے زمانے کے [illegible] حضرات نے اس مسئلہ پر بدعت کے فتوے چڑھا دیے ہیں۔ دیگ تیار [illegible] کسی صاحب کو ختم [illegible] اور [illegible] قوت [illegible] تمام [illegible] پہنچا دیں [illegible] والے نے کسی قسم کا ختم [illegible] بریلوی [illegible] دیگ میں پڑے ہیں۔ دیگ کو کھانے کے واسطے دولت مند [illegible] کر رہا ہے۔ اُدھر یہ دیگ کسی بزرگ کی منت بھی کی ہوئی ہے [illegible] کئی [illegible] خدمت میں بھی پیش ہوگی [illegible] کا تحفہ بھی ہے۔ امام مسجد [illegible] مولوی صاحبان [illegible] ختم پڑھے [illegible] دیگ [illegible] ثواب [illegible] اُدھر بیچ [illegible] دیگ [illegible]

گھروں سے بھی تنگ ملک میں جس دیگ سے میں اولیاء، شہید، وصل
خوش کیا ت وہی دیگ اب غیر اللہ کی نذر بھی بن رہی ہے [illegible]
رہی ہے اور خالص مستر کا نہ چیزیں کر دو مت مسد مرادوں میں [illegible]
بیر ، پاک اور گندی بن ہے جس کو کھانا دیکھنا بھی ادب حرام ہے
روایت سے ثابت ہو چکا ہے کہ مروت ہدیہ ہے اس کا ثواب دیا
بزرگان دین سے حبیب مرتب بنا کی تے حضرات علماء دیوبند رحمۃ اللہ
ایک صدی سے دنیا میں فقہ حنفیہ کے علم دوزمیں جس کی تعریف سرا ہو
اور حدیث شریف سے ثابت کرتے ہیں۔ جہاں ثواب کے متعلق طور پر
لیکن بدعت کو وہ بزرگان دین کس شکل و صورت میں ہے [illegible]
بدعت کی پہچان اور علاج مسلم کا قدرت سے نہیں حاصل علم ہے۔
کی درست ایمان سات پردوں میں چھپی ہوئی بدعت کو شخص پہچان
نازیبی ہے یہی وجہ ہے کہ بدعت ان کا نام سنتے ہی لرزتی ہے کا مگر
چھپی ہوتی ہے، جیسے طوس رات ہے یہ کی خاص حاصل تقریر ہو یہ
لیوا ان کو مدد لے بلاتی ہے وہ دروں کی دل میں خیر مانگی ہے۔

قفس میں مجھ سے روداد چمن کہتے نہ ڈر ہمدم
گری ہے جس پہ کل بجلی وہ میرا آشیاں کیوں ہو

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فتاوی
صفحہ ۹۴ میں فرماتے ہیں۔

"ایصال ثواب بلا قید طعام و ایام کے مندوب یعنی مستحب ہے
اور تخصیص دن کی اور تخصیص طعام کی بدعت ہے"

ناظرین، یہ تصریحات ابھی ابھی حضرت امام محمد قاسم نانوتوی کے حوالے سے ہو
چکی ہیں اب ہم مصنف مذکور اولیاء کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اسی ثواب
ثواب ہے اس میں بزرگ کے نام کی دیگ پکانے کا ذکر کہاں ہے؟ ؟

سماع موتیٰ

[illegible] دنیا سے جا چکے ہیں وہ قبر پر بھی سنتے ہیں یا نہیں۔ اس مسئلہ
[illegible] سے اختلاف ہے حنفی فقہاء میں بھی کچھ اختلاف ہے چنانچہ کافی
[illegible] فتح القدیر شرح ہدایہ مستخلص شرح کنز الدقائق عینی شرح کنز الدقائق
[illegible] ان عبارتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے بعض فقہاء حنفیہ کے بھی
ہمارا خیال ہے کہ احناف اور اہل حدیث کا یہ مسئلہ مل گیا ہے قدیم
[illegible] زیادہ تر سننے کے قائل ہیں مگر اب اہل حدیث کا زیادہ میلان
[illegible] ہے احناف کا رحجان شروع میں نہ سننے کی طرف تھا بعد میں
[illegible] میلان ہو گیا، یہ عجیب اتفاق ہے بلکہ اس کے تاریخی اسباب بھی
[illegible] مسئلہ کو سمجھنے کے لیے قطب الارشاد حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
[illegible] دلیل پیش کرتے ہیں فتاوی رشیدیہ ص ۹۲، ۷۷ :

سماع موتیٰ صحابہ کرام کے عہد سے مختلف فیہا ہے اس کا فیصلہ
نہیں ہو سکتا جس پر عمل کرے درست ہے انبیاء علیہم السلام کے
[illegible] میں خلاف نہیں ہے۔ انبیاء پر قبر پر سننا بالاتفاق ثابت
ہے دوسرے لوگوں کے متعلق علماء میں اختلاف ہے جو عقیدہ
[illegible] رکھے درست ہے زیادہ یہ ہے کہ یہ تفصیل قبر پر کی ہے ماتی
[illegible] بدعت [illegible] بات کے قائل نہیں ہیں انبیاء
کے متعلق اور دوسرے لوگوں کے متعلق حنفی علماء اس مسئلہ
پر متفق ہیں"

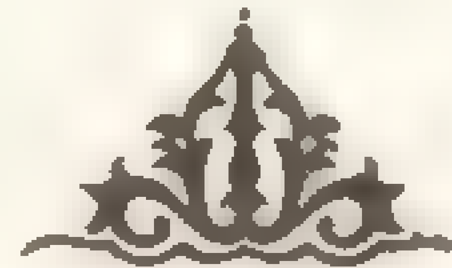
استمداد و توسل

استمداد کے معنی ہیں کسی سے مدد مانگنا توسل وسیلہ کسی کو وسیلہ کرنا

کام ہو جائے تو اس کا کیا تعلق ہے۔ کیا فقہاء کرام میں سے کسی نے یہ
لکھا ہے؟ خواہ دیکھئے آپ نے جو گڑبڑ کی ہے کہ ایصال ثواب اور نذر کو
گڈمڈ کر کے نذر عرفی نام رکھ دیا اس کی سند فقہ سے پیش کریں۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ
الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ ٥

جس چیز کو علماء حنفیہ صاف صاف حرام کہہ رہے ہیں۔ کیا وہ آپ
کے سے جائز ہو سکتی ہے؟ ایصال ثواب کے لئے فقہاء نے ہدیہ کا
یعنی ثواب کا تحفہ جیسا تو کہا ہے۔ یہ نذر یعنی تحفہ تو ٹھیک اب آپ سے نہیں
کا طریقہ یہی ایصال ثواب کا طریقہ ہے۔ آپ نے جو نیا طریقہ نکالا ہے
میرا کام ہو جائے تو دیگ دوں یہ نذر یعنی تحفہ کہاں رہی؟ یہ تو بعض
بھی ہیں یہ نذر بمعنی منت ہے۔ نذر کے لغوی معنی ہیں الوعد علی شرط
یعنی کسی شرط پر وعدہ کرنا اگر میرا یہ کام ہو گیا تو یہ چیز دوں گا۔ اب یہ تحفہ نہیں
وعدہ ہے منت ہے اسی منت کو فقہاء مُردار سے بدتر قرار دے رہے
آنکھیں کھولئے!



... اولیاء، شہداء اور صالحین کا ہو سکتا ہے۔ تفصیل آگے آئے گی۔
... استعانت اور استمداد کا مطلب ایک ہی ہے۔ مدد مانگنے

... میں ...

... مدنی الطبع ہے۔ اجتماعی زندگی میں ہر شخص دوسرے کی مدد کرتا
... نظام عالم میں ایسی وحدت اور اتحاد ہے کہ یہاں کی ہر چیز ہر
... کی مددگار ہے۔

کاندریں ملک چو طاؤس بکار است مگس

... ضروریات زندگی میں جیسا کہ ہمیں کسی بڑے آدمی سے مدد لینے کی
ضرورت ہوتی ہے اسی طرح ایک نوکر بھی ہماری مدد کرتا ہے یہ مدد دینا
اور لینا ہماری بحث سے خارج ہے۔ اس کے متعلق قرآن حکیم نے
تعاون کے چند اصول مقرر فرما دیئے ہیں۔ نیکی اور پرہیزگاری پر امداد کرو،
گناہ اور زیادتی پر امداد نہ کرو۔ نیز توحید کا عام اصول یہاں بھی نافذ ہے
مدد لینے والا یہ عقیدہ رکھے کہ ہر مدد درحقیقت جناب الٰہی سے آ رہی ہے ڈاکٹر
نے ایک کوشش کی ہے اور شفا اللہ کی جانب سے آ رہی ہے۔ ؎

ایں سبب ہا در نظر ہا پردہ ہا است
کہ نہ ہر دیدار صنعش را سزا است

... اسلام میں ہر چیز کو خدا کی مدد کا مظہر سمجھنا توحید ہے۔ قرآن کریم اسے
... مذاہب اور فلاسفہ کی اصطلاح میں یہ معروف ہے۔ اہل بدعت جب
... استعانت میں لاجواب ہوتے ہیں تو اس ظاہری استعانت سے فضول معارضہ
... ہمارے ایک پنجابی محدث مرحوم و مغفور جو مثنوی مولانا روم کے
... روایت بڑی تشریح سے بیان فرمایا کرتے تھے۔ سجدۂ تعظیمی کے جواز میں
... کرتے تھے۔ اگر سجدہ ناجائز ہے تو مردودو! بیوی کو کیوں سجدہ کرتے ہو! اگر
... اللہ سے استعانت ناجائز ہے تو نوکر سے پانی کیوں مانگتے ہو! نعرۂ تکبیر

کیا عجیب دلائل ہیں ، افسوس :

۲- مدد مانگنے کی دوسری قسم یہ ہے کہ ایسے کاموں میں جو انسان محض اپنی
سے باہر ہیں مثلاً اولاد ، بارش ، تندرستی ، موت وغیرہ کسی بزرگ ر
سے دعا کی درخواست کرے ۔ اس کی دو صورتیں ہیں ۔ زندہ کو
درخواست کرنا تو جائز ہے ۔ دائیں قبور سے دعا کی درخواست
ں میں اختلاف ہے ۔ جو علماء یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قبر والے سنتے
ں کو جائز کہتے ہیں اور جن علماء کا عقیدہ ہے کہ قبروں والے نہیں سنتے
اس کو ناجائز کہتے ہیں ۔

۳- تیسری صورت یہ ہے کہ مدد مانگنے والا یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ خدا کی م
کوئی چیز ہے سب یہ اپنی مرضی سے دیتے ہیں ۔ اس کو نتیجہ
ہے خدا اللہ تعالیٰ نے ان کو سب کچھ دے دیا ہے ۔ اب یہ قادر
مختار ہیں جس کو چاہیں جو چاہیں جب چاہیں دے سکتے ہیں ۔ ش
و کفر ہے بریلوی حضرات ہمارا جھگڑا ہی ہے ۔ فتاویٰ عزیزی میں
حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز کا ارشاد ہے ۔

" مدد مانگنا دو طرح سے ہوتا ہے ۔ ا مخلوق سے مدد مانگنا جیسا کہ
امیر اور بادشاہ نوکر اور گداگر سے بوقت ضرورت مدد لیتے ہیں اور
عوام الناس اولیاء اللہ سے دعا چاہتے ہیں کہ اللہ کی جناب میں
ہمارے واسطے دعا کرو ۔ اس قسم کی مدد چاہنا شریعت میں مردہ اور
زندہ سے جائز ہے (تفصیل آگے آرہی ہے) ۔ ۲- دوسری
صورت یہ ہے کہ مستقل طور پر جو چیز جناب الٰہی سے خصوصیت
رکھتی ہے یعنی جن کاموں میں انسانی کوشش کا کچھ دخل نہیں مثلاً
اولاد دینا ، بارش برسانا ، بیماری دور کرنا ، عمر کی درازی وغیرہ جب کہ
مانگنے والے کی نیت خدا تعالیٰ سے مانگنے کی نہ ہو یعنی یہ کہنا

ں کو نتیجہ ہے ۔ جیسا کہ بریلوی علماء ہر وقت یہی کہتے ہیں
ں سے مانگو مانگو مانگو دیتے ہیں ۔ شاہ صاحب فرماتے
... مطلق شرک کفر ہے ۔ اگر کوئی شخص اپنے مذہب کے
ں سے خواہ زندہ ہوں یا مردہ اس قسم کی مدد مانگے تو وہ
م سلسلے کے دائرے سے خارج ہو جاتا ہے ۔ بت پرست
اور ایسے لوگوں سے بھی مدد جائز سمجھتے ہیں :
یہ ہے کہ بریلوی حضرات علمی دنیا میں یتیم ہیں ۔ سلف صالحین میں
... تو سکے وہ بھی کرلیں نہیں چنانچہ ابھی ابھی ما ثبت بالسنۃ
سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ عرس کیا جاوے
... ستانا ہی سایا ۔ جتنی تقریبات ہیں ان چیزوں میں سے کوئی
صالحین کے دور میں نہ تھی ۔ وہ شیئ فَقَدْ ذٰلِکَ ۔ یہی جب
... یہ ترقی تھی تابعین شریعت جہاد ، تبلیغ اسلام ، تدوین حدیث
... قواعد کا دور دورہ تو حضرت صحابہ ، تابعین ، تبع تابعین ، محدثین
... سامنے احیائے اسلام اور اتباع سنت کے شاغل تھے ۔ جب
... پر خزاں نے تکل جب بے کاری ، سستی ، مفت خوری اور
... دور شروع ہوا تو جیا بر بادشاہوں کی خود روی خلفاء کی مداہنت بھی
... اور مستشرقین کے شطیات سے بریلوی پیدا ہو گئے امت
صالحین میں علماء ... کی خصوصیت تو کیا ہوتی ستودہ اہل قبور
... تھے ور جب شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز جیسے
... کہ سمجھا تو سب کسی کی قبول ہے کہ شکایت کردی گئے ۔ شرم کا مقام
... مسائل پر وقت ضائع کرتے ہو ، ور زمانہ کی رفتار نہیں سمجھتے
ں سے یہ مسائل معلوم ہے کہ مبارک دور اسلام میں نہ تھے رواج ہو کہاں
... بھی شکل سے ملتا ہے کیا تم لوگوں کو صحابہ سے دین زیادہ پیارا ہے اسلام

قوم کے خلاف تعرض اور دین سے بے اعتنائی کا اصل سبب یہی دور
ہے۔ اگر دین سے محبت ہے تو دین کا وہی سادہ اور فطری طریقہ [illegible]
کر جس پر چل کر مسلمانوں نے قیصر و کسریٰ کی فرعونیت توڑ ڈالی تھی [illegible]
شان و شوکت کیا رہی، عرس اور نذر رہ گیا۔ [illegible] سے بیدار [illegible]
کیا پہلے مسلمان تمہاری طرح بیٹھے بیٹھے نعرۂ تکبیر کہتے تھے۔ نعرۂ تکبیر کا موقع
کارزار ہے میدانِ جنگ ہے معرکۂ کفر و اسلام ہے۔ ایک طرف کفار
اور مسلح فوجیں ہوتی تھیں دوسری طرف کچھ [illegible] ٹوٹی ہوئی تلواریں
شکستہ تیر [illegible] لے کر میدان میں آتے تھے۔ جب [illegible]
تو کشتوں کے پشتے لگ جاتے کسی کا [illegible] کسی کی [illegible]
کو توڑ پھینک کر آگے بڑھ [illegible] جیسوں [illegible] تھے [illegible] سے
یکایک غیرتِ حق جوش میں آجاتی ہے۔ مسلمان کا ایک ہی نعرۂ تکبیر بھی
جن کو کفار کے دل ہلا دیتا ہے یہ ہے نعرۂ تکبیر کا موقع مگر [illegible]
دن غنیمت [illegible] مسجد کے حجرہ میں مقفل پڑا رہتا ہے۔ [illegible]
اور اس کی خوشی میں اتنے محو ہیں کہ نعرہ کی شاعری بھی نکال دی ہیں
حسب کہا: [illegible]

ہر چہ گیرد علتی علت شود

بات لمبی ہو گئی۔ مطلب یہ تھا کہ پچھلے لوگوں میں سے حضرت شیخ عبد الحق
ایسے بزرگ ہیں جن کی بعض عبارتوں سے ان کو تھوڑا سا سہارا مل جاتا ہے
شیخ بھی توحید کے مسئلہ میں بہت سخت ہیں۔ حضرت شیخ نے لمعات [illegible]
مشکوٰۃ میں مسئلہ استمداد کی وضاحت فرمائی ہے پہلے شیخ نے سماع موتی [illegible]
ترجیح دی ہے پھر حضرت صوفیہ کے تجربہ اور تحقیق سے ثابت کیا ہے
اولیاء اللہ کی روحوں سے طالبانِ ہدایت کو فیض اور فتوح حاصل ہوتے [illegible]
جو لوگ زیارتِ قبور کو جاتے ہیں، قبر والوں کی روحیں دعا سے [illegible]

[illegible] میں دعا فرماتے ہیں۔ لہٰذا استمداد کے دو ہی طریقے ہیں

[illegible]

[illegible] نے مجھ سے وہ [illegible]
[illegible] تک [illegible] ہے خدا تعالیٰ سے اور [illegible]
[illegible] اللہ تعالیٰ کی بے نیازی [illegible] عزت والی بارگاہ
[illegible] کرتا ہے اس بندے کا جو بارگاہِ عزت میں
[illegible] ہے اور یوں کہتا ہے [illegible]
کی برکت سے کہ تو نے رحمت کی ہے اس پر اور اس کی
[illegible] سے [illegible] میری حاجت پوری کر
[illegible] تو ہی داتا ہے

[illegible] صورت یہ ہے کہ اس نیک قبر والے بندہ کو پکارے اور کہے
کہ بندے اور اس کے ولی میری سفارش کر اور خدا سے
مطلب پورا کرے۔ پس دینے والا بھی خداوند تعالیٰ ہے
[illegible] امید کی جگہ بھی وہی ہے [illegible]
[illegible] میان میں صاحبِ وسیلہ کے کوئی نہیں طاقت [illegible]
[illegible] میں تصرف کرے [illegible] دنیا میں اللہ کے
[illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible] فانی [illegible] شان میں قدرت الٰہی
[illegible] میں [illegible] کچھ کام کرتے ہیں [illegible]
[illegible] کے پاس کچھ اختیار ہے اب بھی جب کہ قبر
[illegible] جب دنیا میں زندہ تھے تو اس وقت بھی
[illegible] اتنی بات ضرور ہے کہ زیارتِ قبور
[illegible] اور سنت طریقہ السلام علیکم [illegible] استغفار کرنا ان کے
[illegible] اور قرآن پڑھنا ہے۔ لیکن مدد مانگنا
[illegible]

مسئلہ جو اختلاف ہے وہ اختلاف عام قبر والوں کے متعلق ہے جو انبیاء علیہم السلام کے متعلق نہیں کیونکہ انبیاء زندہ ہیں حقیقتاً جیسا کہ دنیا میں زندہ تھے مگر اولیاء اللہ آخرت کی معنوی زندگی سے زندہ ہیں اس ان کے متعلق علماء کا اختلاف ہے کہ سنتے ہیں یا نہیں اس لئے قبروں پر ... یہ عقیدہ رکھیں کہ زائرین کو اپنے پاس سے دیتے ہیں ... مانگتے نہیں ہیں چنانچہ اس وجہ سے قبروں کو بوسہ دیتے ہیں سجدہ کرتے تو یہ اعتقاد اور یہ عمل حرام ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدثؒ کے کلام سے چند مطالب برآمد ہوئے

۱۔ جب کسی مزار پر دعا کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ سے مانگے اور میت کا وسیلہ تو جائز ہے۔

۲۔ کوئی شخص قبر والے سے کہے کہ آپ میرے واسطے اللہ کی جناب میں دعا کریں اور عقیدہ رکھتا ہو کہ خداوند تعالیٰ دینے والے ہیں اگرچہ دیں تو یہ بزرگ کی سفارش بھی ہو سکتی ہے شیخؒ کے نزدیک یہ بھی جائز ہے لیکن اکثر فقہاء حنفیہ سماع موتیٰ کو نہیں مانتے وہ اس بات کے منکر ہیں۔

۳۔ زیارت قبور کا مسنون طریقہ تو یہی ہے السلام علیکم کہے استغفار پڑھے اس کے علاوہ استمداد کے دوسرے طریقے جو بیان ہوئے ہیں یہ بزرگوں سنت کے دائرے سے باہر ہوئے ہیں

۴۔ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں حیات ہیں جو بحث ہے وہ دوسرے لوگوں کے متعلق اختلاف ہے

۵۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ یہ اپنے اختیار سے دیتے ہیں۔ ان کو مختار کل ہونے کے خیال سے خوشامد، سجدہ وغیرہ حرام ہے۔

مسئلہ کی وضاحت کے لئے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے فتاویٰ عزیزی جلد دوم ص ۱۰۴ پر غور کریں

"بزرگوں کی روح سے استمداد کی دو قسمیں ہیں ایک ...

ان سے بھی کی جاتی ہے۔ یعنی ان کی دعا کو قبولیت سے قریب ... یعنی درخواست خدا کی جناب میں پیش کرنے کا وسیلہ بناتے ... اور اختیار والا اور معبود سمجھتے ہیں جس ... نظر کو تیز کر دیتی ہے یہ بے شبہ جائز ہے دوسری قسم یہ ہے کہ توجہ بزرگوں پر ہو اور یہ سمجھے کہ یہ لوگ مطلب پورا کرنے پر قادر ہیں خود مختار ہیں بزرگان دین خداوند ... کے نزدیک ہیں کہ خداوند تعالیٰ کی تدبیر کو بھی ٹال سکتے ہیں خدا سے منوا لیتے ہیں یہی وہ طریقہ ہے جس ... یہ قسم خالص شرک ہے شاہ صاحب ... عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے کے لوگ بتوں پر اس سے زیادہ اعتقاد نہ رکھتے تھے۔"

مطلب یہ کہ لوگوں کا عقیدہ بتوں کے متعلق یہی تھا آگے شاہ صاحبؒ ...

... بریلوی، تو بڑی شد و مد سے دلیل حدیث اس جگہ پیش کرتے ہیں وہ یہ ہے اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اهل القبور ترجمہ کرتے ہیں کہ جب تم کو کسی کام میں مشکل پیش آئے تو قبروں والوں سے مدد مانگو شاہ صاحب فرماتے ہیں یہ حدیث نہیں ہے بلکہ کسی بزرگ کا مشہور قول ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم کسی چیز کے حرام حلال ہونے میں ... دلائل سے شبہ میں پڑ جاؤ تو مرنے والوں کی تقلید اور ... جو مسلک اگلے لوگوں کا تھا وہی اختیار کرو۔ یہ عبداللہ بن مسعودؓ اور سفیان ثوریؒ سے منقول ہے دوسرا مطلب یہ ہے کہ جب دنیا کے دھندے تمہارے دل کو پریشان

کریں تو مرنے والوں کی یاد سے دل کو تسلی ہو اور اس [illegible] سے تسلی ملے گی۔ ہاں اگر کوئی شخص قبر کو سجدہ [illegible] طواف اور دعا کرے کہ اے بزرگ! یہ کام کر دے، تو بت پرستی [illegible] مشابہت کی ہے۔

شاہ صاحب کی بات کا سوال: حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی [illegible] عبدالحق محدث دہلوی ہر دو حضرات تصوف اور شریعت کے جامع ہیں۔ ان دونوں بزرگوں نے پیر پرستوں کے توسل کو حرام [illegible] بت پرستی کہا ہے۔ البتہ توسل کی پہلی دو صورتیں:

۱- بزرگ کے وسیلے سے خداوند تعالیٰ سے دعا مانگنا۔[1]

۲- بزرگ کو دعا کے لیے کہنا۔

گو بعض کے نزدیک جائز ہیں مگر بزرگانِ دین کا احتیاط [illegible] ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:-

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے سوا دوسرے لوگوں کی قبروں سے استمداد یعنی دعا کی درخواست [illegible] اکثر فقہاء اس کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ زیارت قبور کا مقصد دعا، استغفار اور تلاوت قرآن ہے۔ یہ اکثر فقہاء کا مسلک ہے اور بعض تھوڑے سے فقہاء اور مشائخ صوفیہ نے توسل کو ثابت کیا ہے۔"

یہاں سے معلوم ہوا کہ فقہاء منع کرنے والے زیادہ ہیں، جائز دینے والے تھوڑے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث نے یہی [illegible] النبوۃ جلد دوم صفحہ [illegible] پر بحوالہ فتح القدیر شرح ہدایہ لکھی ہے۔ [illegible] جلد اول صفحہ [illegible]۔

سوال:- اس طرح سے مدد مانگنا "اے فلاں بزرگ! خداوند تعالیٰ [illegible]

[1] اس سلسلہ میں "آداب الدعا" تالیف مولانا [illegible] کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

[illegible] سے مانگ، اور میری سفارش کر، اور دعا کر" درست ہے یا نہیں؟

[illegible] بزرگوں سے مدد مانگنا خواہ قبر پر ہو یا دور سے، ہر صورت میں بدعت [illegible] صحابہ و تابعین کے دور میں یہ طریقہ نہ تھا، لیکن اس بات میں [illegible] ہے کہ یہ بدعت اچھی ہے یا بری۔ [illegible] استمداد کے جو تین [illegible] صورت بنتی ہے تو جائز ہے مگر [illegible] روایت سے ثابت نہیں اور خلاف سنت بھی ہے [illegible] اس کے بعض فقہا اور صوفیہ نے جائز [illegible] فقہاء نے جائز کہے ہیں اور بزرگ کو مخاطب کر کے درخواست کرنا [illegible] پہلی صورت جائز ہے، دوسری خلاف سنت اور بدعت ہے [illegible] سمجھنے کی بات یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا یہ فرمان "آنچہ [illegible] مسنون [illegible] واستغفار [illegible] قرآن است" یعنی روایت سے ثابت اور سنت طریقہ تو دعا [illegible] کرنا اور ان کے لیے استغفار کرنا اور تلاوت قرآن ہے اور اس کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ سنت نہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا قبر والوں سے دعا کی درخواست کو بدعت [illegible] ان کے بعد [illegible] علماء کا اختلاف کرنا اس بات کی صاف دلیل ہے [illegible] دعا کی درخواست کرنا سنت اور روایت سے ثابت [illegible] ہے اور [illegible] خلاصہ یہ کہ قبر والوں سے دعا کی درخواست کرنا شیخ کے نزدیک [illegible] اور شاہ صاحب کے نزدیک بدعت ہے۔ شاہ صاحب نے [illegible] مُردوں سے مدد مانگنا خواہ قبر پر ہو [illegible] بدعت ہے [illegible] ان کے [illegible] نہیں، البتہ علماء کا اختلاف ہے کہ یہ بدعت اچھی [illegible] حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے تو اختلاف کا ذکر فرما کر بات کو ختم کر دیا [illegible] چاہتے ہیں کہ [illegible] کو زیادہ تفصیل مہیا کریں۔

بدعت کیا ہے؟

مَا اُحدِثَ فِی الاِسلَامِ بدعت کی دو قسمیں مشہور ہیں ایک اچھی اور بری بدعت۔ بری بدعت کی تعریف علمائے اسلام نے یہ کی ہے کہ وہ ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں موجود نہ ہو، نہ قولاً نہ فعلاً نہ تقریراً نہ صراحتاً نہ اشارۃً۔ مگر اہل بدعت کے علماء کے یہاں بدعت کی وہی تعریف کرنے میں جو مولوی عبد السمیع رامپوری نے انوار ساطعہ میں لکھی ہے، [illegible] محدث در سنۃ [illegible] سنتہ ما مور بہا اور ترجمہ یہ کیا ہے یعنی وہی بدعت منع ہے جو مخالف ہو کسی سنت کو آگے فرماتے ہیں مکروہ البدعۃ اور غیر [illegible] واقف اور [illegible] عمل ملا یکره

ترجمہ۔ وہی بدعتیں ناپسند ہیں جو سنت کو مٹا دیں لیکن جو بدعتیں سنت کو نہ مٹائیں وہ ناپسند نہیں ہیں۔

اب ہم بریلوی حضرات سے پوچھتے ہیں کہ بدعت کا جو معیار آپ کے بزرگوں نے قائم کیا ہے کیا استمداد کے مسئلے کو اس پر جانچنے کی ضرورت ہے؟ بری بدعت وہ ہے جو سنت کو مٹائے۔ ہمارے خیال میں سب کی بدعات نے دو سنتیں مٹائی ہیں ایک استغفار، دوسری زیارت قبور کا مقصد۔ اگر کسی بدعتی کو کہا جائے کہ اولیاء اللہ کی قبروں پر جا کر ان کے واسطے گناہوں کی بخشش مانگنی چاہیے تو دیکھیے کیا جواب دیتا ہے [illegible] اللہ کے واسطے استغفار، کس موں کی بخشش؟ کیا سمجھتے ہو؟ کیا اولیاء اللہ گنہگار ہیں؟ توبہ توبہ کیا کوئی بریلوی کسی بزرگ کی قبر پر جا کر استغفار کرتے کو تیار ہو گا؟ یا شدید اس بزرگ کے گناہ بخش دے۔ یہ بریلوی

[illegible] کے برابر ہو گا اور وہ بے ادبی سمجھے گا۔ کوئی بریلوی مولوی [illegible] تو کر کے دیکھیے اس کا کیا حشر ہوتا ہے! حالانکہ یہ سنت [illegible] حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد کے شہیدوں کے [illegible] کی قبروں پر جا کر ان کے واسطے گناہوں کی بخشش مانگتے تھے۔ [illegible] یہ سنت [illegible] مگر بریلوی حضرات اس سنت کو بزرگوں کی تحقیر سمجھتے ہیں۔ یہ صرف استمداد سے پیدا ہوا ہے استمداد کا عقیدہ [illegible] سنت کا باعث ہوا تو اب یہ کیسی بدعت ہے؟ آپ ہی فرمائیں۔ استمداد کے عقیدہ سے دوسری سنت جو مٹائی ہے وہ زیارت قبور کا [illegible] ارشاد ہوتا ہے قبروں کی زیارت کیا کرو اس سے موت یاد آتی ہے [illegible] کا فائدہ یہی بیان ہوا کہ قبر کو دیکھنے سے دنیا کی ہوس کم ہوتی ہے [illegible] دنیا کی بے ثباتی [illegible] اور بے وفائی کا نقشہ سامنے [illegible] کو یہ خیال ہو گا کہ بلا سے متی ہے تو دل دنیا میں گرفتار [illegible] نبوت تو یہ ہے اور یہ مقصد [illegible] سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اہل [illegible] بدعت کی غرض ہے کہ خدا کے یہاں بھی کوئی بات کہہ دیا کریں [illegible] کی قبروں پر موت کی یاد تازہ کرنے جاتے ہیں؟ [illegible] [illegible] مرادیں مانگتے ہیں۔ بس وہاں کا کچھ رنگ ہی ہے۔ بزرگوں کی [illegible] [illegible] ہیبت اور عظمت اور [illegible] کا جذبہ پیدا کرنے [illegible] تو شیخی کرتے ہیں، چھوٹے بچے سالوں کے اندر [illegible] [illegible] پاکستان نے کتنی بے مدد [illegible] جا کر ان لوگوں کے [illegible] ہیبت طاری ہوتی ہے جو نمازوں میں تمام عمر نہیں ہوتی حالانکہ [illegible] سے جب سے یہ عقیدہ ہوا ہے کہ بزرگوں کو خدا نے [illegible] دیا ہے۔ اب بزرگوں کی عطا کی مثال آنکھ کی [illegible] سے [illegible] دیکھنے والے کو [illegible] ہے

جب چاہتے انکو گھوڑے دوڑ دیکھے۔ اسی طرح بزرگ جب
جو چاہیں لوگوں کو اپنے پاس سے دیتے ہیں خدا نے ان کو
یک ہی رفعت دیدی ہے اس عقیدہ نے ساری قوم میں
یکے ہیں کہ تمام اہم عبادت روزہ، نماز، حج اور زکوٰۃ
ہو سکے ہیں۔ ہر دو یہ نذر قبروں پر صدقات پڑھ کر ہی ما
طرف منتیں مانا، ان کا مزار ہوتا ہے تو بزرگ کی مدد ہوں سمجھا
گو دیا ہے اور اگر کچھ فرق باقی ہے تو چند دنوں میں نکل جائے گا
رہے کہ یہاں علماء استمداد سے مراد بزرگوں سے دعا کی درخواست
استمداد کا طریقہ ہمیں کتنی سنتوں سے محروم کر رہا ہے کتنی بدعتوں
کو رواج دے رہا ہے کتنے حرام کام ہم کرنے لگے ہیں کیا اب بھی کوئی
علماء کے کہے کا کہ یہ بھی بدعت ہے توسل اور استمداد کا طریقہ
اور بعض صورتیں اس کی جائز بھی ہیں مگر ہماری قوم کے عقائد کا ذکر
ہو چکا ہے اور جس چیز میں جو چیز پڑتی ہے وہی پیدا ہوتی
حالات کی تبدیلی سے مسائل بدل جاتے ہیں یہاں ہو چکا ہے
کا طریقہ سنت نہیں بدعت ہے۔ اب بدعت کی تعریف حضرت مجدد
ثانیؒ کے مکتوب سے سنیے۔ مکتوب ۵۵ دفتر اول ص ۵۵۔

عقل سلیم کا قاعدہ ہے کہ نقصان کے خطرہ میں بڑے بڑے
فائدے چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ اسی سے قریب ہے وہ
بات جو علماء نے فرمائی ہے یہ بہتر کہ سنت اور بدعت کے
درمیان دائر ہو تو اسے چھوڑ دینا چاہیئے، وہاں بدعت کو چھوڑ کر
سنت کے ادا کرنے سے زیادہ ثواب ہے یعنی ایک ہی چیز
ہے اس کو کچھ علماء سنت کہتے ہیں، کچھ بدعت کہتے ہیں جیسا کہ
ہمارے اور بریلویوں کے اکثر اختلافات اسی قسم کے ہیں، تو ان

اور سنت کچھ زیادہ سے بہتر ہے کہ بدعت کچھ کر چھوڑ
دیا جائے۔ آگے فرماتے ہیں جس بدعت میں نقصان کا خطرہ
ہے وہ سنت میں نفع کی توقع ہے پس نقصان کے خطرہ و نفع
پر ترجیح دیتے ہوئے اس بدعت کو چھوڑ دینا چاہیئے
آپ یقین کریں اس کام کو سنت سمجھ کرنے سے کوئی اور نقصان
ہو جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ ایسے کاموں کو جن کے سنت
اور سنت ہیں ہونے یا بدعت ہی ہونے کا جھگڑا
ہو ہے یہ دونوں کے لحاظ سے متضاد ہے اور اگر اسے
سنت سمجھ کر کیا جائے تو ممکن ہے وہ دوسری صورت میں اس کا نقصان
ہو جیسا کہ ہوں وہ بلکہ سنت کے بجائے وعید ہو کر اس
کی بڑی بحث کا باب پیدا کر دے!
حضرت امام مجدد الف ثانیؒ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام ہمارے اور بریلویوں
کے اختلاف کو حل کرتا ہے۔ جتنی بدعتوں کو یہ لوگ جائز اور دین کے پہلے
سے ڈھونڈ رہے ہیں یہ سب بدعتیں پڑے بغیر رہتی ہیں مثلاً
یہ سب کا اتفاق ہے لیکن ایک دن مقرر کرنا اور اس کی پابندی
کیا یہ بدعت ہے یہ تسلیم کر انتظام کے لیے ہے تو انتظامی
پابندی رہتی ہے یہ کیوں نہیں ہوتی اس میں یہ لوگ تو اہل سمجھے
بعض رسالہ مسئلہ گیارھویں سے جوڑتے تو اسے کہ یہ کمزور
اور آخری صفحہ پر سید صاحب نے اس ساری عمارت کو ایک
دے گرا دیا، دیکھئے سورۃ مومنین القتال الآیۃ، اب یہ لوگ
بد جانتے سنت اور کیا کیا رہے ہیں۔ مگر امام مجدد رحمۃ اللہ علیہ
کوئی حرف بحرف درست ثابت ہو رہی ہے
بزرگوں کے میلے ہوتے جاتے ہیں اور میلوں میں بدمعاشی، ناچ گانا

جہاں دنگا فساد ہی رہ گیا ہے۔ یہ پیسے تمام کے تمام مولویوں کی پگڑی پر ہیں۔ کسی کو شک ہو تو بیرون کلیر کا میلہ جا کر دیکھے جہاں مرادوں کی تو خواہش پوری ہو جاتی ہیں اور زنا کی منڈیاں معشوق تک ہی رہتی۔ امام مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا کہ اس بدعت کو اگرچہ ہم اس کے نقصانات دوسری صورت میں ظاہر ہوں گے۔ یہ بھی حقیقت ہے درخت اپنے پھل سے ہی پہچانا جاتا ہے۔ اللہ ہدایت نے دور کردیا اس طرف ذہن رہا قوم کو صرف اپنے پیٹ کے لیے

یہ بات بھی اس صورت میں جب کہ کوئی چیز سنت اور بدعت کے دائر ہو۔ لیکن جو بدعت اعلانیہ سنت کو مٹا رہی ہے جیسا کہ عرض کیا گیا ہے تو کیا اب بھی وہ بدعت حسنہ ہوگی؟

نیز مکتوبات شریف دفتر اول صفحہ ۱۸۶ کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے عاجزی وزاری سے سوال کرتا ہوں کہ جو چیزیں دین میں نئی پیدا ہوئیں اور ایجاد کی گئیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانہ میں نہ تھیں اگرچہ وہ چیز روشنی میں صبح کے سپیدہ کی طرح ہو اس فقیر اس جماعت کے ساتھ جو میرے ساتھ ہیں اس بدعت کے کرنے میں گرفتار نہ کرے بطفیل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ لوگ کہتے ہیں کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں ایک اچھی ایک بری۔ اچھی اس نیک عمل کو کہتے ہیں جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے بعد پیدا ہوئی اور سنت کو نہ مٹائے (اب حضرت مجدد بدعت کی تمام علماء نے جو تقسیم کی ہے اس کے بعد اپنی تحقیق بیان فرماتے ہیں) یہ فقیر نہیں امام مجدد الف ثانی بہ حسب ... سے کسی بدعت میں اچھائی

... نہیں سمجھتا اور اندھیری اور گدلا پن کے سوا کچھ نہیں محسوس کرتا۔ اگر کوئی شخص بدعتی کا ... آج دنیا کی نظر کی کمزوری سے تر و تازہ دیکھے تو کل بروز قیامت جب کہ ... کی بینائی ہو جائے گی۔ یعنی حقیقت سے پردہ اٹھ جائے گا اور ہر شخص اس کی صورت میں دیکھے گا تو یہ لوگ جان لیں گے کہ خسارہ اور ندامت کے سوا نتیجہ کچھ نہیں۔ بیت صبح کے وقت تجھے معلوم ہو جائے گا کہ اندھیری رات میں تو کس بدصورت معشوق سے عشق کرتا رہا ہے۔

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جو شخص دین میں ایسی بات پیدا کرے جو دین میں نہیں ہے تو وہ چیز مردود ہے اب جو چیز مردود ہو اس میں حسن و خوبی کہاں سے آئے گی؟ اور حضرت امام مجدد اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ بدعت اچھی کوئی بھی نہیں ہوتی بدعت اور اچھی؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے، سب بدعتیں مردود ہیں۔ آگے فرماتے ہیں

حدیث: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اما بعد سب سے بہتر بات اللہ کی کتاب ہے اور بہتر طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور بدترین کام وہ ہیں جو دین میں ایجاد کیے جائیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ نیز فرمایا:

حدیث: میں تم کو نصیحت کرتا ہوں اللہ سے ڈرنے کی حکم ماننے کی اور تابعداری کی، اگرچہ تمہارا امیر حبشی غلام ہو اور جو شخص میرے بعد دنیا میں زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا جیسا کہ عقیدوں کا اختلاف، پس تم پر لازم ہے میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو پکڑنا، اس کو مضبوط پکڑو اور دانتوں

سے بچو، اور بچو بدعت کے کاموں سے کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور
بدعت گمراہی ہے۔ پس بدعت میں حسن اور خوبی ہونے سے کیا معنی
میں۔ کہ حدیثوں سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ہر بدعت کسی سنت کو مٹاتی
جس کی خصوصیت نہیں۔ سب بدعتیں اسی میں۔ پس ہر بدعت بری ہوئی۔
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے جب کوئی قوم بدعت نکالتی ہے تو
اس کے برابر سنت جاتی ہے۔ پس سنت کو مضبوط پکڑو، بدعتیں پیدا
سے بہتر ہے۔

حضرت حسانؓ سے روایت ہے کہ جب کوئی قوم دین میں نئی بات
ہے تو خدا تعالیٰ اس کی مثل اتنی سنت ان سے چھین لیتا ہے
قیامت تک وہ سنت ان کو نصیب نہیں ہوتی۔ کیونکہ بدعتی لوگ بدعت
ہی سنت سمجھنے لگتے ہیں۔ ان کو اب بدعت کا علاج نہیں۔
کہ یہ بدعتیں جن کو علماء اور صوفی بھی بدعت کہتے ہیں جب غور سے
دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی سنت کو مٹانے والی ہیں۔
میت کے کفن میں عماموں سے پگڑی، یہ حسنہ بھی بدعت کہتے ہیں
یہی بدعت سنت کو مٹانے والی ہے۔ کیونکہ سنت تعداد کفن میں تین
دونہ پوری سنت پر سنت کو منسوخ کرتا ہے اور منسوخ کرنا مٹانا ہے
اسی طرح نماز کی زبان سے نیت کرنا علماء نے اچھا سمجھا ہے کہ دل کے
ارادہ کے ساتھ نیت کے لفظ زبان پر بھی جاری ہوں تو بہتر ہے۔
بدعت حسنہ کہی گئی ہے۔ مگر یہ ایک فرض کو مٹاتی ہے کیونکہ
لوگ زبان سے کہنا کافی سمجھتے ہیں اور دل سے غافل رہتے ہیں۔ اسی طرح
تمام بدعتیں اور من گھڑت چیزیں سنت پر زیادہ کرنا ہے اگرچہ کسی طرح
بھی ہو، اور زیادت نسخ ہے۔ نسخ مٹانا ہے۔ پس لازم ہے تم پر سنت
کی پابندی کرنا اور صحابہؓ کی پیروی کرنا، کیونکہ وہ سب ستارے ہیں جس

ہو گئے حدیث مل جانے کی لیکن قیاس اور مجتہدوں
تو یہ ہرگز بدعت نہیں ہے کیونکہ یہ قرآن حدیث
واضح کرتا ہے کوئی نئی چیز نہیں ہے پس غور کرو
(حوالہ: مکتوب ۱۸۶ دفتر اول)
مکتوب میں ایک بہت بڑا اصول یہ معلوم ہوا کہ زیادتی کی
سنت سے ثابت نہیں ہیں ان کو خلاف سنت ہی سمجھا
سنت پر کچھ بڑھانا، سنت کو مٹانا ہے۔ یہ مضمون دفتر دوم
صحیح ہے کہ بریلوی حضرات اس مکتوب پر غور فرمائیں
عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ زیارت قبور کے وقت سنت
اور ورد ہے۔ باقی جو کچھ بڑھاؤ گے سنت
کو مٹاتا ہے۔ اس لیے یہ بدعت سیئہ ہوگی۔ یعنی

گمراہی کی محتاج نہیں، ہم
برکت حاصل کرنے کے ہے، اور بارگاہ
قبول کی امید پر دیکھتے ہیں مکتوبات
دفتر دوم مکتوب ۲۲۳:
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وسلام
على عباده الذين اصطفى۔ وہ نصیحت جو فرزندِ عزیز
کو کی جاتی ہے سنت کی پیروی ہے اور بدعت
سے پرہیز کرنا ہے۔ چونکہ اسلام اس زمانہ میں غریب
ہے اور مسلمان بھی نادر و نایاب ہو رہے ہیں اور بہت جلدی
اور مسلمان نایاب ہو جائیں گے اس
زمین پر کوئی نہ رہے گا اور قیامت

بدترین لوگوں پر قائم ہوگی۔ سعادت مند وہ شخص ہے جو ان [illegible]
کے زمانہ میں چھوڑی ہوئی سنتوں میں سے کسی سنت کو [illegible]
اور رواج پانے والی بدعتوں میں سے کسی بدعت کو [illegible]
وہ وقت ہے کہ خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی [illegible]
[illegible] قیامت کی علامات اور [illegible]
[illegible] جو [illegible]
[illegible] جھوٹ [illegible] کی وجہ سے بدعت [illegible]
[illegible] سنت [illegible]
[illegible] بنیاد [illegible] شامل [illegible]
یہ کہتے ہیں کہ [illegible] باپ دادا [illegible] دیکھا [illegible]
دین سے [illegible] جو سنت کی [illegible]
دور بدعت کو [illegible] بدعت کا رواج پانا دین کی [illegible]
کا باعث ہے [illegible] کی تعظیم کرنا اسلام کی عمارت کو [illegible]
ہے۔ جس شخص نے صاحب بدعت کی تعظیم کی [illegible]
کی عمارت گرانے میں مدد کی۔ یہ روایت [illegible]
ہمت اور ارادہ سے اس بات کی طرف متوجہ ہونا چاہیے [illegible]
کسی سنت کی ترویج اور اشاعت کی جائے [illegible] زمانہ میں [illegible]
خصوصاً اسلام کے اس ضعف کے زمانہ میں اسلامی امور [illegible]
قائم کرنا سنت کی ترویج سے وابستہ ہے اور بدعت کو [illegible]
کرنے سے گزشتہ لوگوں نے بدعت میں کوئی [illegible]
جو [illegible] نے بعض بدعتوں کو اچھا کہا ہے لیکن یہ فقیر حضرت
امام مجدد الف ثانی [illegible] اس مسئلہ میں ان کے ساتھ موافق نہیں
ہے اور بدعت سے کسی فرد کو اچھا نہیں سمجھتا [illegible]

[illegible] بدعت میں کچھ نہیں دیکھتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
[illegible] ہے۔ یہ بدعت گمراہی ہے اور جاننا چاہیے کہ اسلام
[illegible] اور غربت کے زمانہ میں سلامتی سنت ادا کرنے میں
[illegible] بدعت میں۔ خواہ کوئی بدعت ہو۔ بدعت کو
[illegible] جو اسلام کی عمارت کو کھود ڈالتی
[illegible]
[illegible] کے [illegible]
[illegible] کسی بدعت کی [illegible]
[illegible] کا فتویٰ دیا ہے اگرچہ وہ بدعت ان کی
[illegible] سنت کے علاوہ [illegible]
[illegible]
[illegible] کے [illegible]
[illegible] بدعت کے متعلق
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] وقت جو اسلام
[illegible] کے [illegible]
[illegible] اس موقع پر متقدمین
[illegible] کیونکہ [illegible] کے
[illegible] اس وقت [illegible]
[illegible] ظاہر ہونے کی وجہ سے اندھیروں کا [illegible]
[illegible] ہے اور سنت کا نور [illegible] اور کمیاب ہونے کی وجہ سے

جگنو کی طرح کمزور نظر آتا ہے [illegible]
بدعت کے چھپتے ہوئے سمندر نظر آتے ہیں مولوی [illegible]
عبد الرشید صاحب سے پوچھیے تو وہ فرمائیں گے بدعت [illegible]
سنت ہی سنت سے بچتے ہیں [illegible]

کہیں جو سد کی راہ تو پھر بدعتی رہتے

آگے فرماتے ہیں: بدعت اندھیروں کو بڑھاتی ہے اور [illegible] کے نور کو کم کرتی ہے اور سنت [illegible] بدعت کے اندھیروں کو کم کرتی ہیں اور نور کو بڑھاتے ہیں۔ اب جو شخص چاہے [illegible] کا اندھیرا بڑھائے اور جو شخص چاہے سنت کا نور بڑھائے [illegible] چاہے شیطان کی جماعت کو بڑھائے، جو چاہے [illegible] میں شامل ہو [illegible] امت کے مرض [illegible] انصاف [illegible] ذکر [illegible] اور تبرک کی [illegible] دیکھیں تو چاہیے [illegible] علاوہ کسی چیز میں [illegible] کی پیروی [illegible] کو پیروں کے [illegible] سنت کی تابعداری [illegible] دینے والی ہے اور خیرات و برکات کا جمع [illegible] سنت کے سوا کسی چیز کی پیروی [illegible] ہے

ناظرین! یہ مکتوب گرامی اسلوب کئی اصول بیان کرتا ہے۔

۱۔ اسلام عادات کی تبدیلی [illegible] کی سنے طرح [illegible] پیروی [illegible] قرآن کا قول [illegible] دیکھیے [illegible] امام مجدد [illegible] بدعت کے [illegible] سنت کے محبوب [illegible] جب چار صدیاں اور گزر چکی ہیں تو [illegible] مگر افسوس بریلوی حضرات ان باتوں پر [illegible] نہیں کرتے

[illegible] تصویروں کو ساتھ پڑھتے رہتے ہیں [illegible] پیر گشت [illegible] قرآن کی پیروی [illegible] کرو۔ مگر یہاں الٹی گنگا بہتی ہے [illegible] عقیدہ ہے کہ قرآن حدیث کے خلاف بزرگوں کے قول سے [illegible] افسوس ہے کہا جاتا ہے کہ حضرت امام مجددؒ جن [illegible] نہیں تھے محفل میلاد وغیرہ آج یہ بدعتیں سب سے زیادہ [illegible] میں ہی پھیلی ہوئی ہیں۔

[illegible] صفحہ ۱۰۲ مکتوب [illegible]

[illegible] یہاں تک کہ [illegible] بدعت [illegible] بدعت [illegible] جب تک اس [illegible] بدعت [illegible] کچھ [illegible] کی [illegible] کے [illegible] سے [illegible] بدعت کے [illegible] بدعت کے اندھیرے [illegible] امام [illegible] بدعت کو [illegible] کے [illegible] اس وقت کے [illegible] اور سنت کو [illegible] [illegible] بدعت [illegible] تو کیا یہ عام دستور اور رواج بن جائے [illegible] سے [illegible] بھی [illegible] حاصل ہو [illegible] شیخ الاسلام

شہیدؒ نے فرمایا ہم علماء بلخ کی پسند کا اعتبار نہیں کرتے۔
زمانے کے مقدار کی بات [illegible] کیونکہ کسی قوم میں [illegible]
یا ناجواز کی دلیل نہیں ہے جب تک پہلے زمانے سے [illegible]
کسی بات کا دستور نہ ہو کیونکہ اگر شروع سے کسی بات کا [illegible]
ہو تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور سرور عالم صلی [illegible]
نے لوگوں کو اس بات پر قائم [illegible] یہ بدعت ہو
[illegible] شروع سے [illegible] ہو تو لوگوں کا کسی [illegible]
کی دلیل نہیں ہے کہ یہ حرکت [illegible] اگر [illegible]
شہروں اور ملکوں میں ہو اور کسی کا اختلاف نہ ہو [illegible]
اور یہ اجماع [illegible] دلیل ہے [illegible]
[illegible] کسی بات کا رواج [illegible]
کی دلیل بن جائے تو [illegible]
ناظرین! حضرت [illegible] آپ
غور کریں بریلویوں کا اور ہمارا جھگڑا صرف [illegible]
[illegible] بدعت [illegible]
[illegible] بدعت [illegible] بدعت کہتے ہیں۔ حضرت امام [illegible]
[illegible] بدعت
[illegible]
[illegible]
وہیں گے [illegible] بدعت کا [illegible]
[illegible] کہ تصوف جیسی [illegible]

تقلید [illegible] بے معنی
بدنام کنند [illegible] مرداں را

[illegible] ایک بہت قیمتی [illegible] ہے کہ تو بہ بدعت
[illegible] درمیان جھگڑے میں جو اس کو بدعت [illegible] کر چھوڑ دینا چاہیے [illegible]
[illegible] ہے مگر ہم علی السبیل [illegible]
[illegible] سنت کے [illegible] تردد کی صورت ہے۔ پھر بھی [illegible]
[illegible] کے قول [illegible]
[illegible] حکم
[illegible] حنفی [illegible]
[illegible] کے سنت اور [illegible] تردد [illegible]
[illegible] بدعت پر عمل کرتے ہے۔
[illegible] کی طرف سے [illegible] تو حضرت مجدد [illegible]
[illegible] نقصان تو یہی ہے کہ [illegible] سنت کے [illegible]
[illegible] مگر یہ مجددؒ [illegible]
[illegible] کہ [illegible]
[illegible] اس کو [illegible] لوگ بے ادب ہوتے
[illegible] اس پردہ میں اندھیرا پھیلاتے ہیں [illegible] وحدیث سے متعلق
[illegible] حضرت مجدد [illegible]
[illegible] بدعت کی [illegible]
[illegible] کی خلاف سنت پیروی چھوڑ دی [illegible]
[illegible] کا [illegible]
[illegible] بریلوی [illegible]
[illegible] کے کلام پر غور [illegible]

اے چشم اشک بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

بحث ندائے استمدادی

خداوند تعالیٰ کے سوا کسی کو حاضر ناظر سمجھ کر پکارنا

رسالہ ہٰذا کی تمہید میں آیات اور احادیث سے استعانت اور استمداد [illegible] چکے ہیں۔ ناظرین وہ حوالے پھر غور سے پڑھیں یہاں صرف [illegible] حضرت مولانا گنگوہی کا ارشاد سنیے:-

ندا ماسوا کے [illegible] چند صورتوں میں جائز ہے۔

[illegible] یا [illegible] غیب سے [illegible] کی [illegible] نہ ہو [illegible] کو [illegible] ہیں [illegible] تو [illegible] مقصود نہیں ہوتا اس قسم کے [illegible] کہنا [illegible] عقیدہ نہ ہو [illegible] (فتاویٰ رشیدیہ جلد اول صفحہ ۶۹ [illegible])

۲ حاضر ناظر سمجھ کر [illegible] اس خیال سے کہ حضور [illegible] ہیں [illegible] دیکھ رہے ہیں [illegible] علم مستقل آپ کو حاصل ہے خداوند تعالیٰ کے بتلانے کی ضرورت نہیں رہی تو یہ شرک ہے اگر [illegible] میں کہے تو یہ جائز ہے۔ اگر اس خیال سے پکارے کہ شاید خداوند [illegible] میری آواز آپ تک پہنچا دیں تو حرج نہیں [illegible] علیک یا رسول اللہ [illegible] کہنا جائز ہے [illegible] فرشتے پہنچا دیتے [illegible]

(فتاویٰ رشیدیہ [illegible])

۳ اس خیال پر یا رسول اللہ کہے کہ یہ لفظ میرے اعمال میں لکھا [illegible] اور جب فرشتے میرے اعمال کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت [illegible]

[illegible] گے تو یہ لفظ بھی اسی طرح بارگاہ نبوت میں پہنچ جائے گا [illegible] جائز ہے۔

۴ [illegible] شخص روضۂ اطہر پر حاضر ہو (زہے قسمت) تو چونکہ آپ کو [illegible] یا رسول اللہ [illegible] کہہ سکتا ہے [illegible] کہہ سکتا ہے بشرطیکہ شرکیہ [illegible] ہو۔

[illegible] مطلب یہ کہ [illegible] سعادت [illegible] [illegible] کامل ہو [illegible] باطنی میں غیب ہو [illegible] شخص [illegible] کہہ سکتا ہے [illegible]

[illegible] عقیدہ [illegible] کسی [illegible] یا [illegible] میں [illegible]

[illegible] کرامت اولیا [illegible] [illegible] شخص [illegible] [illegible] ایک ہی صورت [illegible] کی [illegible] کسی [illegible] کے متعلق [illegible] [illegible] شخص کی بات کو [illegible] ہیں غلط ہے [illegible] عقیدہ ہے۔ [illegible]

[illegible] مختلف وقتوں [illegible] زبانوں کے ساتھ ذکر کرتے [illegible] علمی [illegible] اور [illegible] پر حاضر [illegible] خداوند تعالیٰ کا [illegible] خداوند تعالیٰ کے سوا کسی میں بھی [illegible] کا فرشتے [illegible] ثابت کرتے ہیں [illegible] فرشتوں سے بھی [illegible] اپنے پیروں کے حق میں بھی ایسا ہی اعتقاد رکھتے ہیں

ان کی اعتقاد کی وجہ سے حاجت کے وقت [illegible] پکارتے ہیں
ان سے مدد چاہتے ہیں لیکن یہ بات ہرگز روا نہیں ہے بلکہ [illegible]
[illegible] وہ سخت دھوکے میں پھنسے ہیں [illegible] نتیجے [illegible]
ہیں۔

اسی جگہ فرماتے ہیں۔

"مخلوقات اگرچہ [illegible] نہیں سمجھے [illegible]
[illegible]
نہیں [illegible]
ہیں اور [illegible]

ناظرین یہ مسئلہ عجیب ہے [illegible]
محمد [illegible] مولوی صاحب [illegible]
ثواب کا [illegible] "اگر میرا کام ہو جائے تو غوث کی [illegible]
ایصال ثواب [illegible] ایصال ثواب [illegible]
غوث [illegible] کا کام [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

حضرت [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] سبحان اللہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] فرماتے ہیں۔
[illegible] جس طرح ایک
[illegible] جس کا ملک بہت بڑا [illegible] ہے حکم [illegible]
[illegible] والا ہے۔ اس نے ایک شخص کو گرفتار کرکے اس کے
[illegible]
[illegible] جس کی [illegible] بہت بڑا [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible] نفیس [illegible] بہت مشکل ہے [illegible]
[illegible] بادشاہ کے پاس [illegible]
وغیرہ ہتھیار [illegible]
[illegible]
قیدی [illegible]
[illegible]
[illegible] سامنے ساری مخلوق [illegible]
[illegible]

[illegible] کی [illegible] میں [illegible]
[illegible] ہیں۔

"جو لوگ اپنی آنکھوں سے یہ تماشا دیکھ رہے ہیں، وہ اگر [illegible]
سے ڈریں اور نفع نقصان کی امیدیں رکھیں، اور بادشاہ سے [illegible]
[illegible] جو شخص [illegible]
بے عقل ہے، ادراک والا نہ چوپایہ، اور انسانیت سے خارج [illegible]
[illegible] کی پناہ [illegible]
میں جو شخص مخلوق سے جو وہ اللہ کے [illegible]
[illegible] کی امید رکھتا ہے۔ [illegible] کی مثال ایسی ہے [illegible]
سے نہ ڈرے اور لٹکے ہوئے قیدی سے ڈرے۔"

(فتوح الغیب [illegible] مقالہ [illegible])

[illegible] ساری مخلوق [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ملاحظہ ہو حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں:
"[illegible] بندہ کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو پہلے خود اس سے
[illegible] کوشش کرتا ہے، [illegible] مدد لیتا ہے۔
بادشاہوں سے، حاکموں سے، دنیا داروں سے، امیروں سے، اور [illegible]
[illegible]
[illegible] طرف [illegible]
[illegible]
[illegible] طرف سے [illegible] میں [illegible]
آ رہا ہے، اور بہ صورت سوال دعا اور حاجت مندی کا اظہار کرتا رہتا ہے،
[illegible]
تک کہ کل اسباب کٹ جاتے ہیں اس وقت، [illegible] پوری طرح [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کوشش [illegible]
[illegible] وقت [illegible]
[illegible] بندہ کی یہ حالت ہوتی ہے، جیسے [illegible]
یا مردہ غسل دینے والے کے ہاتھ میں الٹا پلٹا جاتا ہے۔"

(فتوح الغیب مقالہ [illegible] شیخ عبد القادر گیلانی)

ناظرین، [illegible] حضرت [illegible] کلام سے [illegible] ہیں۔
اس میں اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ نفع نقصان اللہ کے سوا کسی کے ہاتھ میں
[illegible]
[illegible] شیخ [illegible] میں [illegible]

[illegible]

ترجمہ [illegible]

[illegible]

نفع دینے والا، ضرر سے بچانے والا، [illegible]

ناظرین [illegible]

[illegible]

[illegible] غلام علی کے الہامات اور مکاشفات میں مندرج ہے

[illegible] گفتم یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ [illegible]

شیئاً للہ

ترجمہ [illegible] شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ [illegible]

آواز آئی یا ارحم الراحمین شیئاً للہ کہو۔

در اصل یہ سارے صوفیہ کو [illegible]

[illegible] وظیفہ پڑھ تو یہ حجت نہیں [illegible]

[illegible] حاضر ناظر سمجھ کر پڑھنا ہے تعجب ہے کہ بریلوی

[illegible] علیہ السلام کے ساتھ [illegible] اللہ کو بھی عالم الغیب کہتے ہیں مگر بار با

[illegible] ہو چکا ہے کہ قرآن کریم یا حدیث شریف یا فقہ حنفیہ میں کہیں یہ لفظ

[illegible] تک تو یہ [illegible] سے حل نہیں ہو سکا اب اختلاف

[illegible] مخلوق میں [illegible] صفات ثابت کرنے کی سب

[illegible]

[illegible] ہیں۔

[illegible] نے شعب الایمان میں روایت کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]

جو شخص مجھ پر درود پڑھے [illegible] قبر کے پاس [illegible] سن لوں گا اور جو دور سے

[illegible] مجھ تک پہنچایا جائے گا"

[illegible] شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکوۃ

[illegible] شریف

ترجمہ [illegible] جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible] ہیں اور زائرین کے سوا دور

کے لوگوں کا سلام [illegible] فرشتے پہنچاتے ہیں۔

[illegible] بات ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دور سے سلام سنائی نہیں دیتا

[illegible] سلام تو مشکوۃ [illegible] اس کا یہ جواب

[illegible] التحیات میں جو حاضر کا لفظ ہے [illegible]

[illegible] اس کی وجہ [illegible] شیخ عبدالحق نے شرح مشکوۃ میں لکھا

[illegible] خداوند تعالیٰ کی طرف سے جو سلام شب معراج میں حاضر کے لفظوں میں آیا تھا

[illegible] صورت باقی رکھی [illegible] نمازیوں کو [illegible] سالکوں کو [illegible] سلام

کہا جاتا ہے اس کا مقصد صرف یہی نہیں ہے بلکہ سلام کا اثر اور برکت پہنچی۔

چنانچہ شیخ نے یہی لکھا ہے۔

سلام رسد اثر آں برہر بندۂ صالح ...

ملا علی قاری فرماتے ہیں۔

أعقب ثواب هذا الدعاء وبركته۔

اس موقع پر اہل بدعت ایک حدیث پیش کرتے ہیں۔

عن عثمان ابن حنيف ان رجلا ضريرا ...

ترجمہ: ایک نابینا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آیا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے عافیت یعنی آنکھوں میں بینائی دے۔ آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں دعا کروں اور اگر صبر کرے تو تیرے لیے بہتر ہے۔ اس نے عرض کیا دعا فرمائیے۔ فرمایا وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھ کر اس طرح دعا مانگ۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تیری جناب میں شفیع لاتا ہوں ... صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ... میں آپ کو اپنے رب کی جناب میں متوجہ کرتا ہوں اپنی ضرورت کے لئے تاکہ اللہ تعالیٰ میری حاجت پوری کرے پھر اللہ تعالیٰ ... میں متوجہ ہو کر ... دعا کی یا اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت میرے لئے قبول فرما ...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے وہ شخص اچھا ہو گیا۔

یہ آپ کا معجزہ ہے چنانچہ محققین نے اس کو معجزات میں شمار کیا ہے ... اس حدیث میں غیب کو بلانے کا ذکر نہیں ہے۔ آپ تو اس کے سامنے تھے ... حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وسیلہ سے دعا ...

چاہئے یہ متفقہ بات ہے ... کو جائز ... ہے

... روایت ...

یہ دعا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو مصیبت کے لیے بتائی ... کے نزدیک کچھ معتبر نہیں، اور اگر صحیح بھی ہو تو چند وجوہ کی بنا پر ... حدیث قریب دعا مانگنے والے نے مانگی وہاں تو آپ یقیناً سنتے ... تو شک ہی نہیں۔ اور اگر اس دعا کے مانگنے کا حکم عام بھی ہو کہ ہر شخص یہ دعا مانگے تو اس کی یہ ہو گی کہ اس دعا کو اصل حاجت پر قائم ... اور قبروں کا اثر حاصل ہو اس میں ... اہل بدعت اس بات پر غور کریں کہ اگر دعا ... خود ہی ہوتے تو اس شخص کو وضو کرنے نماز کے مانگنے کی تعلیم کیوں فرماتے ... اور صحابی کا اگر یہ عقیدہ ہوتا کہ آنکھیں ... عقیدہ ہوتا ہے تو دعا کی درخواست کیوں کرتا، سیدھی بات تھی ... آنکھیں دے سکتے ہیں تو آپ سے مانگتے ... آپ کا سوال ... صحابہ کو توحید اور دعا کی تعلیم دیتے تھے ... کی تعلیم دیتے ہیں مانگو، ... سے مانگو، یہ طریقہ ... اس حدیث پر غور کریں تو ساری بات سمجھ میں آ جائے۔

... وجہ ... حدیث میں آیا ہے کہ جنگل بیابان میں کسی کا ... کوئی مصیبت پیش آجائے تو ... علیہ ... اللہ کے بندو ...

... یہ حدیث صحیح ہے تو اس سے ... قبروں والے نہیں ہیں کیونکہ جنگل ... جنات بھی ہوتے ہیں یا فرشتے ... مسنون ہے ... جیسا کہ ... فرماتے ہیں ...

...صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں اس قسم کے سوال جواب
...ت بھی تمام کے تمام خاموش ہیں ... منسوب ... کے کشف ...
...مسئلہ میں شہرت بلکہ تواتر تک پہنچ چکے ہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ منصوص نہیں
...دوسری شفقت کو مت ... میں بڑے بڑے بزرگ بھی شامل ہیں
...صوفیہ رحمہم کو ایسے مسائل میں فکر ... ہیں ... حضرت شیخ
...دہلوی نے شرح مشکوۃ باب زیارت قبور میں لکھا ہے کہ یہ بات
...ثابت ہے ... کے ... قسم کے رستے ہیں ... تمام
...باطنی اور دعائی قبولیت کا ذخیرہ لکھا ہے۔
...تفسیر ... کے ماتحت امام فخر الدین رازی نے کچھ
...ت لکھے ہیں اور ... لکھا ہے کہ اگرچہ مفسرین سے کوئی ... منقول نہیں
... میں احتمال ہو سکتا ہے
... اور ... عزیزی میں بھی ایسی عبارتیں ہیں جن سے
... تکوینی معاملات میں وسیلہ ... ہونا ثابت ہے۔ لیکن چونکہ فرشتے
... بلکہ یفعلون ما یؤمرون سے یہ ثابت ہے کہ فرشتے حکم کی
... اپنی مرضی سے کچھ بھی نہیں کرتے۔ اسی طرح اولیاء اللہ کی روحیں
... تکوینی امور ہوں تو اس سے ان کی خدائی تو لازم ہوتی ہے ... کی خدائی
... ثابت ہو سکتی ہے ... سے تو ستاروں کو
... ستارہ پرستی بھی جائز ہوگی۔ اس طرح ...
... منقول ...

حاصل کلام

... حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت شاہ عبد العزیز ...

دانشمند ... کی تائید کی ہے۔ ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر ...
عنوان میں یہ تحقیق بیان فرمائی ہے اور فیض القدیر شرح جامع ...
روایت ہے جس میں وضاحت ہے کہ وہ فرشتے ہیں۔

ان للہ ملئکۃ فی الارض یسمون الحفظۃ ... ما یقع فی الارض من ورق الشجر ... احدکم عرجۃ ... بارض فلاۃ ... عباد اللہ رحمکم اللہ ...

... وہ فرشتے ہیں ... یہ ...
... جو ... کرتے ہیں ... لوگوں کو ... کسی ... پہنچے یا جنگل بیابان میں ... مدد ... تو ...
... بندہ ... کرے ... مدد ... کی ...
... شاء اللہ ...

کیا اولیاء اللہ تصرفات میں واسطہ فی العروض بھی بنتے ہیں؟

کیا اولیاء اللہ کی روحیں عالم برزخ میں ... دنیا میں ...
دنیا میں کرتی ہیں، اگرچہ وہ مختار و قادر نہیں ہیں ... وہ ...
میں کر سکتے لیکن جس طرح ... نے ... جاری کرنے کے ...
کی فوجیں انتظام عالم پر لگا رکھی ہیں اسی طرح اولیاء اللہ کی روحیں بھی کسی خاص ...
لگائی جاتی ہیں ... ہیں ... کے ... تصرف ...

محدث دہلوی، حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور حضرت امام محمد ...
حوالوں سے ثابت ہو چکا ہے کہ جو لوگ اولیاء اللہ کو متصرف بالذات ...
خداوند تعالیٰ کی طرف سے مختارِ کل اور قادر سمجھتے ہیں اور بطور واسطہ کی ...
کر خدائی کاموں میں مدد مانگتے ہیں یہ شرک بھی ہے اور جو کام ...
ہیں اولاد، رزق، مدد، موت، زندگی، عزت وغیرہ کاموں میں اولیاء سے
مانگنا حرام بلکہ کفر ہے اور اس اعتقاد سے مشکل کے وقت بزرگوں کو پکارنا ...
وغیرہ شرک ہے اس کو قتل کیا جائے ...

مصنف "نذرِ اولیاء" کے حوالوں کا جواب

اب ہم رسالہ "نذرِ اولیاء" کے حوالوں پر غور کرتے ہیں ...
غرض یہ ہے کہ ثواب نذر کا نام ہی بیچا جائے یہ تو مسلم ہے لیکن اس سے یہ مطلب
غیر اللہ کی منت جائز ہے کیسی فضول بات ہے مولوی عبد اللہ صاحب ایک ...
اور دوسری بات بتائی وہ یہ کہ نذر سے مراد منت ماننا ہی ہے چنانچہ ...
فرماتے ہیں:۔

"دوسرا کارِ بغداد کی نذریں مانی جاتی تھیں"

ایک بات دینا ہی تو یہ ہے کہ یہ غلط ہے چونکہ پاس سے پڑھ دیا ہے ...
تیسری بات یہ ہے کہ نذر قبول فرماتے اور کبھی بھیجتے تھے اس میں منت ...
ہے، دوسرا یہ بات بھی صاف کر دی کہ نذر سے ہماری مراد منت ...
ایصالِ ثواب کا بہانہ ہے۔ یہ مولوی کے جھگڑے دین میں، کہ یہی منت مانی ...
ہے اگر ہمت ہے تو حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی کسی تصنیف سے ...
منت کو جائز ثابت کیجئے، بزرگوں کو بدنام کرنا کونسی نیکی ہے بزرگوں کو تو ...
کا جو بہانہ ان لوگوں نے شرک جائز کرنے کے لیے بنایا ہے اس کا جواب ...

... مجدد الف ثانیؒ کے کلام سے گزر چکا ہے جہاں بزرگوں کے نام کے
... وہابی شیخ احمد سرہندیؒ نے اس بہانہ کا بھانڈا خوب توڑا، اور
... ثواب ڈھونڈتے ہوں گے ... ہم ... کا جواب نمبروار بیان کرتے

مولوی احمد رضا خان صاحب نے احکامِ شریعت میں اس مسئلہ کو بحث
... بیان کیا ہے۔ صفحہ ... پر لکھتے ہیں:۔
... کے دنیا سے جانے کے بعد جو ثواب قرآن مجید کا پہنچایا جاتا ہے
... جو پہنچائے ہیں عرف میں اسے فاتحہ کہتے ہیں، اولیاء کرام کو
... ثواب کرتے ہیں اسے تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں۔"
... ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ اولیاء اللہ کو مسلمانوں کے مقابلہ میں کیوں
... یہاں عام اور خاص کا لفظ ہوتا یعنی عام مسلمانوں کو، بالخصوص اولیاء کو،
... درست ہوتی ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ اولیاء اللہ بھی مسلمان ہوتے ہیں مگر
... صاحب نے اس بات کی دلیل کیا ہے کہ اولیاء اللہ کی فاتحہ کی چیز جب
... کر نذر و نیاز کے طور پر دی جا رہی ہو اور مردہ ولی کا تقرب کا نام بھی
... حرام اور شرک کی بجائے تبرک بن جاتی ہے یہاں ہمارا شبہ زیادہ
... ہے کہ آپ لوگ اولیاء اللہ کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ ہاں جب آپ
... نذر ... سمجھتے ہیں تو مسلمان کیسے ہو سکتے ہیں؟ حالانکہ مولانا فاضل بریلوی
... کی مدح میں لکھتے ہیں:۔

"تم ہی قادر ہو کہ کرنا ہے جو چاہو"

... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم محتاج ہیں، مگر قادر کے معنی ہیں پسندیدہ
... اختیار دیا ہو کے معنی لغت سے ثابت کیجئے۔
... احکامِ شریعت صفحہ ... پر فرماتے ہیں۔
... کی طرف سے ... جو ... معنی ...

میت کی تعریف کیا ہے؟ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۔
آیات و احادیث کی روشنی میں جواب دیں۔

ص۲۹ پر بریلوی فاضل مولوی احمد رضا خان فرماتے ہیں:۔
"مُردہ کا ملک تا صرف فقراء کے لیے ہے، غنی نہ لے"

طعام میت کی تعریف کیا ہے؟ نیز یہ بھی خود فرمائیں کہ منع کے معنی مکروہ
کس دلیل سے کیے ہیں؟ حضرت امام مجددؒ کے مکتوبات میں منع کا لفظ شرک سے
بھی گزر چکا ہے کیا شرک بھی مکروہ ہے؟

حوالہ نمبر ۳: آنکھ پیش بزرگوں سے بند، یہ تو تحفہ ہے جو زندہ بزرگوں
دیا جاتا ہے یہاں چڑھاوے کا فیصلہ کس طرح ہو گیا، کیا مردہ بزرگ قبریں ہوں
خوب فیصلہ کیا چڑھاوے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔

حوالہ نمبر ۴: اس کا جواب اوپر دیکھئے۔

حوالہ نمبر ۵:
شیخ عبدالغنی نابلسی کوئی فقیہ نہیں ہیں تفسیر روح المعانی میں
ہر کئی جگہ گرفت کی گئی ہے۔

حوالہ نمبر ۶: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت عالی میں کھجوروں کا تحفہ پیش کیا یہ تو صحابہ کا معمول تھا
اور حضور بھی تحائف دیتے تھے، کیا حضورؐ بھی ہدیہ کی منتیں مانتے تھے مولوی عبد اللہ
صاحب کی کاریگری دیکھئے ہدیہ کو نذر بنا دیا وہ یہاں سے چڑھاوے قبروں کا ثابت
کرتے ہیں۔ کیا حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک کو قبر سمجھتے ہو
کیا کہہ رہے ہو؟ کیسی مغلوط دین ہے ایک صحابیؓ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی جناب میں تحفہ پیش کرتا ہے مولوی عبد اللہ صاحب اس کو قبر
کا چڑھاوا کہتے ہیں۔ مجھوں کے سے پوچھو وہ ایک کیا بتاتا ہے۔ جواب تین
روٹیاں۔

صحابہ سے ثابت ہو گیا تو چودھویں صدی میں بڑھتے بڑھتے

حوالہ نمبر ۷: دیگ بن گئی۔ مولوی صاحب، تحفہ اور ہدیہ کو گھسیٹ کر کھینچ
کر نذر بنا دیجئے مگر یہ بزرگوں کی قبروں تک نہیں پہنچ سکتا، پاکیزہ ماحول کی خالص
چیزوں کو کفر و شرک کی طرف کیوں گھسیٹتے ہو؟ خدا کا خوف کرو۔

ترجمہ یہ ہے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تحائف قبول فرماتے

حوالہ نمبر ۸: اور کھا لیتے۔ اس میں کیا حرج ہے؟ مگر مولوی صاحب، کیا یہ
نذر و منت ہوتی تھی؟ آپ نے یہاں آنکھیں بند کر کے ٹھونس دیا ہے یہ جو کہا کہ
نذر ان کی مدد میں مانی جاتی تھیں اس کو ثابت کیجئے۔ بزرگوں کو مشرک بناتا
کیا یہ دلیل ہے۔ حضرت شیخ تحائف قبول فرماتے تھے مگر کیا آج کل کے پیروں
کی طرح نذر کی مد میں کھاتے تھے؟ یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ
تو حنبلی مذہب اہل حدیث سے ملتا جلتا ہے۔ کبھی کبھی رفع یدین بھی
کر لیا کریں آپ لوگ۔

یہ ایک خواب کا قصہ ہے حضرت مجددؒ کے حوالوں میں

حوالہ نمبر ۹: گزر چکا ہے کہ خواب سے حکم شریعت نہیں بنتا۔

خطیب بغدادی مصنف مشکوٰۃ شریف تاریخ بغداد ص۲۳

حوالہ نمبر ۱۰: جلد اوّل میں لکھتے ہیں۔

مولوی محمد عبد اللہ صاحب نے یہ حوالہ مولوی محمد عمر اچھروی صاحب کی کتاب
سے لیا ہے چونکہ وہاں خطیب بغدادی کو مصنف مشکوٰۃ قرار دیا ہے اس
لیے مولوی عبد اللہ صاحب نے مکھی پر مکھی مار دی کاش کہ مقیاس حنفیت ہی دیکھ
لیتے

یہ حوالہ ہی بہت بڑا ایک لطیفہ ہے جس سے مولوی عبد اللہ صاحب اور ان
کے استادوں کی علمی قابلیت کے سمندروں کی گہرائی بتا دی۔ رسالہ کے آخر میں
لکھتے ہیں۔

"مولوی فردوس شاہ کو کچھ پتہ نہیں ہمارا نیک مشورہ ہے کہ مدارس اہل سنت، منظر العلوم مرکزی حزب الاحناف پاکستان لاہور، مدرسہ مظہریہ رضویہ، دارالعلوم فریدیہ ساہیوال اور دارالعلوم ملتان جیسے کے فارغ التحصیل جید و مستند علماء کرام دینی خدمات سر انجام دے رہے ہیں کی طرف رجوع کریں۔ جہاں پر علم کے بے بہا سمندر بکھرے نظر آئیں گے۔"

مشتی [illegible] کیا پدی کیا پدی کا شوربہ، یہ دار العلوم مرکزی حزب الاحناف وہی ہے جہاں سے مولوی عبداللہ صاحب نے جہالت کی سند حاصل کی ہے۔

مولوی صاحب، آپ نے میاں مٹھو بننے کی کتنی کوشش نہ کی؟ یہ تو یہ رسالہ خود بتا رہا ہے کہ آپ اور آپ کے استاد اور تمام بریلوی علماء [illegible] فاضل (من معقول) میں سعدیؒ نے کیا خوب کہا ہے جب تک کوئی شخص خاموش ہوتا ہے اس کے عیب و ہنر پوشیدہ ہوتے ہیں۔

خطیب بغدادی مصنف مشکوٰۃ شریف۔ یہ عبارت بالکل ایسی ہے جیسے کوئی شخص سیاست سے ناواقف کہے کہ مسٹر لیاقت علی خان مرحوم برطانیہ کے بادشاہ کا نام ہے۔ مولوی صاحب کیا آپ نے مشکوٰۃ شریف بھی نہیں پڑھی؟ [illegible] کے معلومات کا یہ حال ہے اور ہونا بھی چاہیے کیونکہ آپ کے مدرسوں میں علم کے سوا سب کچھ پڑھایا جاتا ہے تو یہ لوگ اتنی بڑی جرأت کر کے مرکزی انجمن حزب الاحناف کے مفتی کیوں بن بیٹھے؟ طالب علموں کو آپ کیا پڑھاتے ہوں گے۔ حضرت بے ادبی معاف: خطیب بغدادی اور شخص ہیں اور مشکوٰۃ شریف کے مصنف اور ہیں۔

خطیب بغدادی کا نام ہے: احمد بن علی بن ثابت ابوبکر خطیب بغدادی ۳۹۲ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۴۶۳ھ ہجری میں انتقال فرمایا (تاریخ بغداد)

[illegible] مصنف مشکوٰۃ کا نام ہے محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی ولی الدین [illegible] ہیں۔

[illegible] حالت کا یہ حال ہے کہ پانچویں صدی اور آٹھویں صدی کے دو مشہور بزرگوں [illegible] جیسے مشہور و معروف لوگوں کا نام تک نہیں آتا تو آپ کے استاذ [illegible] سے کیا امید رکھیں۔

[illegible] کیا آپ لوگ علمی دنیا میں کچھ حیثیت رکھتے ہیں؟ علماء [illegible] حدیث، فقہ کی مشہور و معروف کتابوں کی شرحیں عربی میں لکھی ہیں [illegible] شرح صحیح مسلم علامہ شبیر احمد عثمانی کی فتح الملہم، پاکستان میں موجود [illegible] شرح حدیث علامہ خلیل احمد کی بذل المجہود، تعلیق الصبیح شرح مشکوٰۃ [illegible] حدیث مولانا [illegible] درس کا مجموعہ فیض الباری شرح صحیح بخاری [illegible] وغیرہ یہ ایک نمونہ ہے۔ اس کے علاوہ علماء دیوبند کی [illegible] تصنیفات کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔ کیا آپ کے [illegible] نے بھی کوئی تفسیر یا حدیث کی شرح عربی میں لکھی ہے؟ اردو زبان [illegible] پروپیگنڈہ کے لیے جو رسالے بریلویوں نے لکھے ہیں جن کا نام نامی [illegible] کی برداشت سے خارج [illegible] تو آپ لوگ [illegible] مسجدوں میں پھوٹ [illegible] لکھوکھوں [illegible] کا فتویٰ بھی دے چکے ہوتے۔ پاکستان، ہندوستان، [illegible] شام، عراق، غرض علمی دنیا کا وہ کون سا خطہ ہے جہاں حضرات علماء [illegible] کی تصنیفات مقبول عام نہیں ہیں۔ سارے لاہور میں ایک دو دکانیں بریلوی [illegible] کے کتب خانے ہیں۔ جہاں تعویذوں کا کاروبار چلتا ہے علمی دنیا کی رونق [illegible] حضرات علماء دیوبند کے دم سے ہی ہے۔ ایک ترجمہ قرآن مجید کا مولوی [illegible] خان صاحب سے بڑی مشکل سے لکھا، مولوی نعیم الدین صاحب مراد آبادی [illegible] نے اس پر حاشیہ لکھا، کم نامی کا شکار ہو رہا ہے علمی حلقوں میں تو اس کا

نام نشان نہیں۔ ادھر مولانا اشرف علی صاحب کا ترجمہ و تفسیر پاکستان و
ہر چھوٹے سے چھوٹے قصبے میں گھر گھر موجود ہے۔ سیکڑوں ایڈیشن چھپ چکے
اور دوسری زبانوں میں بھی چھاپ دی ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

دوسرے سعودی علماء میں تو بریلویوں کا نام بھی کوئی نہیں جانتا
تمام دنیا کے مذہبوں کا [illegible] ہے اس لئے دوسرے [illegible] بھی [illegible] ہے
اور [illegible] کی حکومت کا ترجمہ [illegible] کسی [illegible] ان میں کر [illegible]
سب [illegible] دین کی کیا فکر۔

الغرض یہ تو ہوا تاریخ حال کا جو کہ تاریخی کتاب ہے [illegible]
نہیں، فقہ کی کتابوں کے حوالے دو۔

حوالہ نمبر [illegible]: [illegible] آپ کا عقیدہ درست ہے [illegible]
نہیں ہے مگر شاہ عبدالعزیز کے پوچھے وہی بات تو یہ ہے کہ جو شخص [illegible]
منت مانے اور اس کو [illegible] اور ثواب پہنچانے کا بہانہ کرے [illegible]
یہ طریقہ [illegible] جو مولوی فتویٰ دے [illegible]
اگر یہ کام ہو گیا تو [illegible] کو [illegible] تو وہ اسلام سے [illegible]
جاتا ہے یا نہیں؟ پھر دیکھیے شاہ عبدالعزیز کیا جواب دیتے ہیں:

حوالہ نمبر ۱۴: غلط حق پرستانہ جو آپ لوگوں سے نکالے ہیں اس کا جواب تو
[illegible] ہے [illegible] علماء دیوبند [illegible] ہیں [illegible]
یہ پوچھئے کہ جو مولوی بریلوی کی منت [illegible] مسلمان ہے یا مشرک؟

حوالہ نمبر ۱۵: یہاں بھی چڑھاوے اور منت کا کوئی ذکر نہیں۔

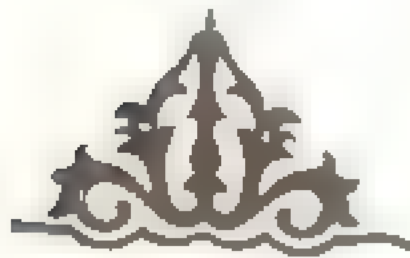
حوالہ نمبر ۱۶: یہ جھوٹی بات تو ہو گی کہ [illegible] سے [illegible]
[illegible] کی منت کرے [illegible]

حوالہ [illegible]: یہاں بھی منت اور چڑھاوے کا کوئی ذکر نہیں شاید آپ حوالوں کی تعداد
بڑھانا چاہتے ہیں ورنہ کوئی مطلب کی بات کرتے۔

حوالہ نمبر ۱۷: اس کا جواب حضرت امام مجدد اور شاہ عبدالعزیز صاحب
کے حوالوں میں دیا گیا ہے۔

حوالہ نمبر ۱۸: یہ ایصال ثواب [illegible] کی تعیین کی تفصیل امام
مجدد اور شاہ صاحب سے پوچھئے۔

حوالہ نمبر ۱۹: یہ [illegible] منت کا مذہب ہے آپ کو مبارک ہو۔
اس کے بعد [illegible] جو کچھ [illegible] ہے اس کا جواب
خاموشی ہے۔



باب دوم

حضرات علمائے دیوبند کے عقاید

چند ذاتی اغراض و مقاصد کی بنا پر جن میں [illegible]
بڑا [illegible] صاحب بریلوی نے حضرات علما [illegible]
[illegible] تصنیفات میں سے چند اردو رسالوں کی بعض عبارتیں [illegible]
اور مدینہ منورہ کے علماء کے سامنے [illegible] پیش کیں [illegible]
اردو زبان سے ناواقف تھے [illegible]
ان حضرات نے [illegible] مگر ان عبارتوں کا مطلب [illegible]
[illegible] بطور [illegible] علمائے [illegible]
حضرت علمائے دیوبند کو بھیجے جن کے جوابات بھیجے پر تمام [illegible]
کر یہ عقائد خالص اسلامی ہیں [illegible] مجبور [illegible]
چند سوال و جواب ناظرین ملاحظہ فرمائیں :

سوالات کی تمہید

اے علمائے کرام ! اور سرداران [illegible] چند لوگوں نے تمہیں [illegible]
کیا ہے ، اور کچھ رسالے ہمارے پاس ایسے لائے جو غیر زبان ہونے [illegible]
سے ہماری سمجھ میں نہیں آسکے ۔ چند باتیں جن میں وہابیوں کا [illegible]
[illegible] جماعت سے اختلاف ہے ، ہم پوچھتے ہیں جواب دیجئے [illegible]

[illegible]ال : حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت یعنی روضۂ مطہرہ شریف
[illegible] کی نیت سے جانے کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے ؟ کیا مسجد
[illegible] زیارت کی نیت کر جانا چاہیے یا روضۂ عالیہ کی نیت ہو ؟

علماء دیوبند کی طرف سے جواب

[illegible] صحیح ہو کہ [illegible] ہمارے [illegible] ہماری جماعت فروعات میں
[illegible] اعظم کے مقلد ہیں [illegible] میں ابوالحسن اشعری اور امام [illegible]
[illegible] ہیں اور تصوف میں حضرات نقشبندیہ ، حضرات چشتیہ [illegible]
[illegible] ہیں ۔ [illegible] صحیح ہو کہ ہم قرآن ، حدیث ، اجماع [illegible]
[illegible] کوئی بات نہیں کہتے ۔ اور سوال کا جواب یہ ہے
[illegible] اور ہمارے بزرگوں کے نزدیک حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ
[illegible] کی زیارت اعلیٰ درجہ کی عبادت ، نہایت ثواب اور حصول
[illegible] کا سبب ہے بلکہ واجب کے قریب ہے ۔ اگرچہ [illegible] مقصد کے لیے
[illegible] ہو جائیں اور سفر کرنے والا روضۂ شریف کے ساتھ مسجد
[illegible] کی نیت بھی کرے بلکہ بہتر یہ ہے کہ فقط روضۂ شریف کی
[illegible] سفر کرے ۔ محبت کا مسلک یہی ہے ۔ وہابی جو کہتے ہیں کہ روضۂ
[illegible] جانا چاہیے یہ بات مردود ہے ۔ آگے رد کے دلائل ہیں ۔

[illegible]وال : کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد بھی
[illegible] نے والا آپ کا وسیلہ پکڑ سکتا ہے ؟ اور کیا تمام [illegible] صدیقین
شہیدوں ، ولیوں کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے ؟
[illegible]ب : ہمارے بزرگوں کے نزدیک دنیا میں تمام انبیاء ، [illegible] شہدا

اور مشائخ کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے۔ ان کی زندگی میں بھی
بعد بھی اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس طرح دعا کرے
فلاں بزرگ کے وسیلہ سے یہ دعا مانگتا ہوں کہ قبول فرما۔

تیسرا سوال: حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
ہے؟ کیا آپ خاص طور پر زندہ ہیں؟ یا عام
زندہ ہیں؟

جواب: حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں
زندہ ہیں جس طرح آپ دنیا میں زندہ تھے مگر تکلیف سے
واجب وغیرہ آپ کے ذمہ پر ضروری نہیں ہیں سبھی
ہیں۔ تمام انبیاء اور شہید بھی زندہ ہیں عام لوگوں کی
ہے وہ اور ہم سے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نے
عجیب کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے آب حیات۔

چوتھا سوال: مسجد نبوی میں دعا کرنے والا روضہ کی
کرے یا قبلہ کی طرف؟

جواب: اس میں علماء اور فقہاء کے دو قول ہیں۔ مگر ہمارے
قول یہ ہے کہ دعا کرنے والا زیارت کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ
چہرہ مبارک کی طرف متوجہ ہو، ہمارا عمل اسی پر ہے

پانچواں سوال: کثرت سے درود شریف اور دلائل الخیرات
متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟

جواب: ہماری نگاہ میں درود شریف جتنا زیادہ پڑھا جائے
زیادہ عبادات سے، تمام مستحبات میں سے افضل ہے خواہ دلائل
ہو یا دوسری کتابیں جو درود شریف پر لکھی گئی ہیں۔ ہاں سب سے
زیادہ وہ ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے ثابت

... بھی ثواب سے خالی نہیں ہیں ہمارے بزرگ دلائل
... اور لوگوں کو پڑھنے کا ارشاد فرماتے تھے۔
... ان اماموں میں سے کسی کی تقلید کیا صحیح ہے یا نہیں؟
... میں ضروری ہے کہ چاروں اماموں حضرت امام اعظمؒ
... امام شافعیؒ، حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام احمد بن
... سے کسی ایک کی پیروی کرے۔ بلکہ واجب ہے کیونکہ ہم نے
... ضروری ہے کہ تقلید چھوڑنے کا انجام بے دینی کا گڑھا
... اسی لیے ہم اور ہمارے بزرگ اصول اور فروع میں
... اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد ہیں خدا ہمیں اسی اعتقاد پر
... اور اسی زمرہ میں ہمارا حشر ہو، اور ہمارے بزرگوں
... نے امام اعظمؒ کے مذہب کی تائید میں بہت مشہور دو دو
... کی ہیں۔

سوال: کیا صوفیہ کے اشغال میں مشغول ہیں، ان کی بیعت
تمہارے خیال میں جائز ہے؟ اور کیا تم بزرگوں کے سینوں سے
... باطنی فیض پہنچنے کے قائل ہو؟ اور کیا بڑے بڑے
... روحانیت سے فائدہ پہنچتا ہے یا نہیں؟
ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ ... جب عقاید درست کر چکے
... مسائل دین کے معلوم کر چکا ہو تو کسی ایسے پیر سے بیعت کرے
... بیعت میں مضبوط قدم رکھتا ہو، دنیا تھوڑی حاصل کرے ... کی
... جب نفس کی گھاٹیوں کو طے کر چکا ہو، نجات دینے والی باتوں
... اور مشتاق ہو، ہلاک کرنے والی باتوں سے کٹ چکا ہو، کامل ہو
... تو بھی کمال تک پہنچا دے ... ہو، مرید کو چاہیئے کہ اس کے
... ہاتھ دے کر اپنی نظر کو اس پر لگائے رکھے، صوفیہ کے اشغال
... ذکر میں مشغول ہو ... میں ... حاصل ہے

اور سب سے بڑی نعمت یعنی نسبت حاصل کرتے ہیں۔ شریعت
احسان اولیاء اللہ [illegible] جس شخص کو یہ درجہ نصیب ہو،
سے سلوک میں داخل ہو، یا ابھی سعید ہے اور ان کی صحبت میں بہت
لیکن بزرگوں کی روحانیت سے فیض حاصل کرے [illegible]
[illegible] سے فیض [illegible] درست [illegible] صحیح [illegible]
پر یہ عوام جاہلوں کا دستور ہے۔

آٹھواں سوال: [illegible] مسلمانوں [illegible]
[illegible] لوگوں کو مشرک کہتا تھا [illegible]
[illegible] دین کو کافر کہہ کر واجب القتل کہتے ہو؟

جواب: اس قسم کے وہابی لوگ ہمارے [illegible]
[illegible] محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیرو [illegible]
مذہب کا [illegible] طریقہ پر طلب حاصل کیا وغیرہ [illegible]
علم تفسیر تصوف وغیرہ کسی چیز میں بھی یہ وہابی [illegible]
[illegible] کوئی شخص دین کی ضروریات کا انکار نہ کرے ہم اس [illegible]

سوال نمبر ۹: کیا تم وہابیوں کی طرح خدا تعالیٰ کے لئے جہت [illegible]
مانتے ہو؟

جواب: اللہ تعالیٰ مخلوق کی تمام صفات سے پاک ہیں۔

سوال نمبر ۱۰: کیا تم نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی کو افضل بھی
[illegible] ہیں؟

جواب: ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ حضور [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق [illegible]
افضل اور سب سے اعلیٰ ہیں۔ آپ کے برابر کوئی نہیں بلکہ قرب الٰہی [illegible]
مقام میں آپ کے قریب بھی کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

سوال نمبر ۱۱: [illegible] کسی نبی کا [illegible] جائز کہتے ہو؟

[illegible] بعد سے کوئی شخص نبوت کا مدعی ہے؟

جواب: ہمارا اعتقاد [illegible] محمد رسول اللہ صلی [illegible]
[illegible] خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں [illegible] بات قرآن [illegible]
[illegible] حدیثوں اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ جو شخص [illegible]
[illegible] ہمارے سب بزرگوں کا عقیدہ یہی [illegible]
[illegible] شخص اس کے خلاف [illegible] سے جھوٹ بولتا ہے۔

سوال نمبر ۱۲: کیا تم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بڑے بھائی کے برابر کہتے ہو؟
[illegible] مضمون تمہاری کسی کتاب میں ہے؟

جواب: [illegible] ہم میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں [illegible]
[illegible] نہیں ہو سکتا جو شخص یہ کہے کہ نبی صلی [illegible] علیہ وسلم [illegible]
[illegible] فضیلت ہے جیسی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو ہمارا اعتقاد
[illegible] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] تھے [illegible] کمالات اور فضائل
[illegible] مخلوق کے [illegible] کوئی شخص [illegible] سے تو جھوٹ بولتا ہے
[illegible] قرآن کریم اور حدیث [illegible] بھائی کہا گیا ہے،
[illegible] مشکوٰۃ ص [illegible] لیکن اس
[illegible] مطلب یہ نہیں [illegible] معاذ اللہ بھائیوں کے برابر ہے۔

سوال نمبر ۱۳: [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے
[illegible] آپ کو فقط [illegible] دیا گیا [illegible]
[illegible] پوشیدہ [illegible] ساری مخلوق سے زیادہ دیا گیا ہے؟

جواب: [illegible] عقیدہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام علم ذات و صفات
[illegible] حقیقتوں اور خداوند تعالیٰ کے پوشیدہ [illegible]
[illegible] مخلوق سے [illegible] زیادہ [illegible] جہاں تک کوئی مخلوق کوئی
[illegible] نہیں پہنچ سکتا [illegible]
[illegible]

جو اوقات دنیا میں موجود ہیں ان میں بھی سب کے سب آپ جانیں —
جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نبی ہونے کے باوجود ایسی
بات نہ جانتے تھے جس کو ہُدہُد پرندہ جانتا تھا۔ یہ قصہ سورۂ نمل میں موجود ہے۔

سوال نمبر ۱۵: کیا تمہارا بھی یہ عقیدہ ہے کہ ابلیس [illegible] حضرت [illegible]
وسلم سے مطلقاً زیادہ عالم ہے؟

جواب: ہم بیان کر چکے ہیں کہ جو علوم شانِ نبوت کے لائق ہیں ان میں
آپ سب مخلوق سے زیادہ عالم ہیں لیکن کوئی چھوٹی بڑی حقیر بات
حقیر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ کے قابل ہی نہیں اس کا
آپ کے علم کی وسعت نہیں ہے اور جو شخص ان معمولی چیز کو جانتا ہو
وہ بڑا عالم نہیں بن جاتا جیسا کہ ہُدہُد اور سلیمان علیہ السلام کا قصہ قرآن
میں موجود ہے۔ اور ہمارے ملک کے بدعتی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے لئے ہر کمینہ اور گندی چیز کا علم بھی مانتے ہیں۔ مگر چونکہ ان کی کوئی دلیل
اس لئے یہ بات خلافِ شانِ نبوت ہے ہمارا عقیدہ ہے کہ جو شخص کسی کو
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑا عالم سمجھے وہ کافر ہے۔

سوال نمبر ۱٦: کیا مولوی اشرف علی تھانوی نے کسی کتاب میں حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے علم کو زید و عمرو بکر اور چارپاؤں کے برابر کہا ہے؟

جواب: یہ بھی ہم پر جھوٹا بہتان ہے۔ بھلا کوئی مسلمان ایسی بات کہہ
سکتا ہے؟ خود مولانا اشرف علی صاحب نے بھی بیان [illegible] آپ کی
سے یہ مطلب نکالا ہے ان کو معلوم ہے کہ [illegible] حسبنا مضمون تو
میرے خیال میں بھی نہیں [illegible] گزرا آگے آئے گی۔

سوال نمبر ۱۷: کیا تمہارا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت
مبارکہ کا ذکر کرنا برا ہے؟

جواب: کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں کہہ سکتا۔ آپ کی ولادت و عادت [illegible]

[illegible] سے نوتوں سے گرد و غبار اور آپ کی سواری کے قدموں کے ریت تک
[illegible] اور جتنی چیزیں آپ کے وقت مبارک سے ان تعلق رکھتی ہیں
ان کا ذکر اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے آپ کے ہاں ہر زمانے بیٹھنے سونے
ان کا ذکر ثواب ہے۔ اور ہمارے شیخ مولانا احمد علی سہارنپوری سے پوچھا
گیا کہ میلاد شریف کا ذکر کیسا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی پیدائش مبارک کا ذکر صحیح روایتوں سے کیا جائے ان وقتوں میں جو خاص
عبادت سے خالی ہوں یعنی فرض اور سنت سے فراغت کے بعد ایسے طریقہ
سے ہو جو کہ صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین کے طریقوں کے مخالف نہ
ہو اور ایسے اعتقاد سے جو شرک اور بدعت سے پاک ہو ایسے آداب
سے جو سیرۃ صحابہ کے مخالف نہ ہوں۔ ایسی مجلسیں جن میں بدعات سے
پاک ہوں تو وہ خیر و برکت کا باعث ہے بشرطیکہ صدقِ نیت اور اخلاص سے
ہو تو کیا کوئی مسلمان ایسی چیز کو برا کہہ سکتا ہے؟

سوال نمبر ۱۸: کیا تم نے کسی کتاب میں کہا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا ذکر کنہیا کی جنم اشٹمی جیسا ہے؟

جواب: یہ بھی بہتان اور جھوٹ ہے جب ہم اعلیٰ درجہ کا مستحب سمجھتے ہیں
تو ایسا کہنا کس طرح ممکن ہے جس عبارت پر یہ تہمت لگائی گئی ہے وہ
عبارت یہ ہے:

یہ وجہ ہے کہ روحِ پاک علیہ السلام کی عادت و رواج سے عام
عبادت میں تشریف لانا، اس کی تعظیم کو قیام ہے تو یہ بھی محض
حماقت ہے کیونکہ ہر روز کون سی ولادت مکرر ہوتی ہے پس
ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کنہیا کی ولادت
کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے شہادت کی نقل کرتے ہیں یہ
ماتم عشرہ۔ اور خود یہ حرکت قبیح قابلِ لوم حرام و فسق ہے۔

مطلب یہ ہے کہ بریلوی حضرات جو قیام کرتے ہیں اس کی دو وجہ ہو [illegible]

ایک وجہ یہ ہے کہ رحمت [illegible] اس وقت کا تصور کرتے ہوئے [illegible]

روح پاک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو جہاں [illegible]

تشریف لائی تھی یعنی پیدائش [illegible] کا بیان کرتے ہوئے لوگوں [illegible]

سمجھتے ہیں کہ گویا کہ حضور پاک اس وقت دنیا میں تشریف لا [illegible]

[illegible] غلط بات غلط اور فضول ہے کیونکہ پیدائش [illegible]

ایک دفعہ ہو چکی [illegible] کی مجلس میں یہ عقیدہ [illegible] ہندوؤں [illegible]

سوانگ کی طرح [illegible] عقیدہ سے [illegible] کہیا [illegible]

ہیں حضور علیہ السلام کی ذات [illegible] سے ہندوؤں [illegible]

مطلب یہ ہے کہ بریلوی ہندوؤں [illegible] کرتے ہیں [illegible]

کا بے ادب قرار دیتے ہیں حضرت مولانا رشید احمد صاحب تو [illegible]

کہ یہ نقالی ہندوؤں اور نیتوں کا سوانگ ہے اس لیے بے ادبی ہے

دوسری وجہ قیام کی یہ بتاتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible]

تشریف لاتے ہیں [illegible] کی [illegible] جواریوں [illegible]

مشرکانہ نذر و نیاز کے موقع پر حضور کا تشریف لانا بھی [illegible]

نہیں [illegible] علم الغیب کا عقیدہ رکھے تو یوں [illegible] ہے شرک ہے

اب بتایئے آپ کے ذکر ولادت کو برا کہا [illegible] تمہاری ہندوانہ [illegible]

سوال نمبر ۱۹: [illegible] علامہ رشید احمد گنگوہی نے کہیں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے!

جواب: یہ سفید جھوٹ ہے [illegible] مولوی احمد رضا خاں جو کہتے ہیں [illegible]

فتویٰ کا لفظ [illegible] پاس ہے یہ اس سے بڑھ کر جھوٹ ہے [illegible]

کتاب کا حوالہ دیں [illegible] جہان سے تو پیش کریں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ [illegible]

قیامت تک نہیں دکھا سکیں گے۔ مولانا کا عقیدہ یہ ہے کہ ذات پاک [illegible]

[illegible] منزہ ہے اس سے کہ متصف بہ صفت کذب کیا جائے معاذ اللہ

[illegible] کے کلام میں ہرگز ہرگز شائبہ کذب کا نہیں ہے یعنی ذرہ بھر

[illegible] نہیں ہے جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے

[illegible] جھوٹ بولتا ہے تو وہ قطعاً کافر ہے ملعون ہے اور مخالف

[illegible] حدیث کا اور [illegible] امت کا ہے وہ ہرگز مومن نہیں، البتہ یہ

[illegible] اہل ایمان سب کا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے فرعون، ہامان، ابولہب

[illegible] فرمایا ہے ہرگز ہرگز اس وعدہ کے خلاف نہ کرے گا لیکن اگر

[illegible] چاہے تو عاجز نہیں [illegible] ہے اگرچہ اپنے اختیار سے ایسا

[illegible] کا (فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول مطبوعہ کراچی صلا)

[illegible] نمبر ۲۰: قادیانی جو نبوت و مسیحیت کا دعویٰ کرتا ہے اس کے متعلق

[illegible] کیا خیال ہے؟ ان سب سوالوں کے جواب دو تاکہ لوگوں نے جو شبہات

[illegible] رکھے ہیں ان کا ازالہ ہو سکے۔

[illegible] جواب: جب سے مرزا غلام احمد قادیانی نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے

[illegible] وقت سے ہمارے تمام علماء دیوبند اس پر کفر کا فتویٰ دے چکے ہیں

(از مہند)

ناظرین! یہ بیس سوالات وہ ہیں جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے

[illegible] حضرات علماء دیوبند کو ان کا عقیدہ معلوم کرنے کو بھیجے تھے یہ اس

[illegible] بات ہے جب کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بڑی چالاکی سے علماء

[illegible] کے متعلق وہاں سے کفر کا فتویٰ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے جھوٹ

[illegible] عرب کی پاک سرزمین میں جا کر پھر فریب اور دھوکا ان بزرگوں

[illegible] حرمین شریف میں دین کے خادم ہیں یہ سب ایسی نازیبا حرکتیں ہیں

[illegible] تو یہ ہے کہ ایک ادنیٰ مسلمان بھی ایسی جرات کرنے سے ڈرتا ہے مگر

[illegible] فتویٰ کے شوق سے علم دنیا میں آ کر اتنا بڑا فرق ڈال دیا کہ مسلمان قوم

کو ایک سخت پریشانی میں ڈال دیا۔ حضرات علماء حرم! یہ درست ہے؟
خاں صاحب بنی اسرائیل کی نسل سے ہیں۔ یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ
ان کی آبائی میراث ہے۔ اس لیے انہوں نے اتنا تو لکھ دیا کہ اگر علمائے
دیوبند نے لکھی ہیں تو وہ کافر ہیں ورنہ نہیں۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب
یہاں پہنچتے ہی فتویٰ شائع کر دیا اور حرمین کے علماء بعض وجوہات سے
یہ سمجھ گئے کہ یہ شخص محض تعصب سے فریب کر گیا چنانچہ ایک سوال
حضرات نے مرتب کر کے علمائے دیوبند کو بھیجا جس کے جوابات پہنچے
ان بزرگوں نے تصدیق فرمائی کہ یہ عقیدہ خالص اسلامی ہے اس لیے حضرات
دیوبند پکے مسلمان ہیں۔ یہ ہیں سوال و جواب جو سب تحریر شدہ ہیں۔
یہاں پہنچ کر اس بات پر بھی دھیان فرمائیں کہ عقیدہ کسی شخص کا
ہوتا ہے جس کو وہ بطور عقیدہ بیان کرے۔ کسی شخص کی عبارت سے وہ
لینا جو مضمون کے ربط اور سیاق کے بھی مخالف ہوں حالانکہ وہ بھی انہیں بیان
نہ کریں اور پھر اسے عقیدہ قرار دینا کس قدر ظلم ہے؟

بریلویوں کی بلیک مارکیٹ

سب سے بڑا جال جس میں اردو خواں لوگوں کو بہت بدگمانی پیدا ہو
چند جھوٹ ہیں، چند بہتان اور تہمتیں ہیں جو خاص انگریزی سکیم کے ماتحت
اور تیار کی گئیں۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے سرکاری حکم سنبھالتے ہی
سب سے پہلے حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کو فتویٰ کا نشانہ بنایا۔ برسوں تک یہی مشق
جاری رہی جب کفر کی مشین بے کار ثابت ہوئی اور ملک میں کوئی تحریک
پیدا ہو سکی تو اکابر دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد
گنگوہی پر مشق ستم شروع ہوئی۔ ۱۳۲۰ھ میں ایک کتاب المعتمد المستند
لکھی جس میں ان حضرات کو ختم نبوت کا منکر اور خدا تعالیٰ کو جھوٹا کہنے والا
ظاہر کیا مگر چونکہ ان کی فتویٰ بازی رسوائے زمانہ و بدنام ہو چکی تھی اس لیے

ہندوستانیوں نے کوئی پرواہ نہ کی۔ حضرت خاں صاحب نے فتوے کا
دوسرا ایڈیشن بھجوایا۔ ۱۳۲۳ھ میں انہی بزرگوں کی عبارتیں تراش
خراش اور توڑ مروڑ کر کچھ گھسیٹ کر ایک فتویٰ مرتب کیا اور قسمت آزمائی
کے لیے حج کو روانہ ہوئے۔ حضرات علماء مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو جھوٹ
اور مکر کی باتوں سے ایک کتاب میں متفق کیا۔ خوشامد اور مکاری
ان کا ایک خاص فن ہے۔ ان لوگوں کو آتا ہے۔ تجارتی بازار
پیدا کیا ہندوستان میں مشہور ہو چکا ہے۔ مرزا قادیانی اور اس کے چیلے
علماء دیوبند ختم نبوت کا انکار کرتے ہیں آپ حضرات مدد فرمائیں ورنہ
مسلمانوں کا دین و ایمان برباد ہو جاتا ہے۔ مدد! مدد! اے دین کے بیٹو!
الحیات اے شکر خوری کے شہسوارو!
حضرات علمائے دیوبند کی عربی تحریریں اس وقت تک عرب میں نہیں پہنچی تھیں
ان سے وہ ناواقف تھے اس لیے وہ فریب میں آ گئے۔ کہنے لگے اس
فتویٰ دیا کہ اگر یہ بات صحیح ہے تو وہ لوگ کافر ہیں۔ بس وہ واپس آ کر
اس عبارت کا یہ مجمل فتویٰ حسام الحرمین کے نام سے
شائع کر دیا۔ اس میں شک نہیں کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اس
طریقے سے ہندوستان کے ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کو حرم کے نام پر اپنے
جال میں پھنسایا۔ انگریز بہادر کی خوشنودی کیوں نہ ہوتی۔ اس کا وجہ یہ ہے
کہ وانکم لمن المقربین کی دل نواز صدا آنے لگی اور
محمود ہو کر مولوی احمد رضا خاں صاحب بھی شاید اہل علم سے ہیں۔
حضرات علمائے دیوبند نے بھی اپنے جوابات شائع کرنے کی ضرورت
محسوس کی چنانچہ السحاب المدرار اور قطع الوتین بسط البنان وغیرہ کی دور
بیدار ہیں۔ مدینہ منورہ میں پتہ چلا تو کہ یہ شخص غلط بیان ہو گیا ہے اس
لیے حضرات علمائے مدینہ منورہ نے چھبیس سوالات کا ایک سوال نامہ دیوبند

تھا جس کے جوابات ناظرین اسی رسالہ میں حقائق علماء نے دیا
میں مختصر پڑھ چکے ہیں۔ یہ جو بات کوششوں کرنے پر علماء سے
تھا غیظ و غضب کی انتہا ہو گئی۔ وہی علماء جنہوں نے حضرات [illegible]
کو کافر کہا تھا سب انگریزی مولوی پر برسنے لگے اور سخت سے
الفاظ استعمال کیے "خدا اس کا منہ کالا کرے" وغیرہ وغیرہ۔

ناظرین! یہ دردناک اور افسوسناک قصہ جسے ہم نے
عرض کیا ہے آئندہ صفحات میں خود سے پڑھیں:

تہمت اوّل

مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی طرف سے

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب بانی دارالعلوم دیوبند پر

"ختم نبوت کے منکر تھے، مرزائی تھے"

اس تہمت کی بنیاد کیا ہے؟

[illegible] صاحب بریلوی نے حسام الحرمین میں حضرت [illegible]
[illegible] کی کتاب تحذیر الناس کی مختلف جگہ کی عبارتیں
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] اصل مطلب کہیں سے کہیں جا پہنچا ہے۔ دیکھیے بریلوی کی [illegible]
[illegible]

[illegible] منسوب حضرت کی تحذیر الناس
[illegible] اپنے رسالے میں لکھا ہے

[illegible] آپ کے [illegible] اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ
کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے جو بالفرض [illegible]
[illegible] [illegible] خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا
عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے
[illegible] سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ تقدم
یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔۔۔۔۔۔۔الخ"
یہاں صحیح ترتیب [illegible] جس کے مولوی احمد رضا خاں صاحب کو

[illegible] اس میں ہر کز مسلمانوں کی جب انہوں نے پوری جماعت [illegible]
رکھتی ہے [illegible] کی مقدس [illegible] پیش کر [illegible]
کی صداقت دیانت اور [illegible] کو دیکھے بغیر نہیں رہ سکتے [illegible]
بریلویوں کے بزرگ نے یہاں بھی [illegible] یہ عبارت [illegible] کتاب میں [illegible]
موجود ہی نہیں۔ البتہ یہ الفاظ موجود ہیں [illegible] تحذیر الناس کی عبارت [illegible]
چند کئی جگہوں کی مختلف صفحات میں [illegible] عبارتوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے
جن کو بے مقام موقع اور محل سے کاٹ کر [illegible]
جگہ لکھ دیا ہے کہ پڑھنے والا یہی سمجھے [illegible] مسلسل [illegible]
ہے درمیان میں کوئی صفحہ یا سطر کا نشان بھی نہیں جس سے اس تحقیق کا [illegible]
سکے [illegible] اسی لیے تو ہم [illegible]
عنوان [illegible] کیا کوئی عبارت [illegible] کے خلاف [illegible]
اس عبارت کا پہلا فقرہ تحذیر الناس کے صفحہ [illegible] کا [illegible]
[illegible] سے کاٹا [illegible] جس طرح زندہ جانور کے جسم سے بوٹی [illegible]
درمیانی حصہ صفحہ [illegible] سے [illegible] زیادہ [illegible]
[illegible] ہیں آخری حصہ اس کے صفحہ ۳ سے اٹھایا اور [illegible]
[illegible] کو مات کر دیا

ناظرین: حیران ہونے کی بات نہیں [illegible] اس ترتیب سے
کیوں جوڑے گئے [illegible] عبارت [illegible] تو
فتویٰ کیسے تیار ہوتا؟ کیا ایسی کمینہ حرکتیں [illegible] مسلمان ایک عالم دین کی شان
ہے؟ یہ دھوکا منڈی، یہ فریب [illegible] مرزا قادیانی سے [illegible]
[illegible] تحذیر الناس [illegible] اور [illegible]
[illegible] عبارت تحذیر الناس میں موجود ہے [illegible]
قرآن کریم میں یہ مضمون بھی موجود ہے [illegible] لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام

[illegible] میں جائیں گے۔ اور جو کافر ہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں
[illegible] نہیں تو وہ بھی نہیں۔ قرآن کریم کا ارشاد تو یہی ہے کہ ایماندار
جنت میں جائیں گے اور کافر جہنم میں۔ مگر مولوی احمد رضا خاں صاحب
[illegible] علماء دیوبند کی عبارتوں کو قصاب کے چھرے سے کاٹنا شروع کیا اور
[illegible] تو اب ترتیب مضمون کا سوال ہی نہیں پیدا
[illegible] کی طرح [illegible] کا ڈھیر بنانا مقصود ہے کسی کتاب کا
[illegible] اور دوسرا [illegible] سے جو مطلب برآمد ہوگا [illegible] مصنف
[illegible] انصاف ہے یَا قَوْمِ أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ

[illegible] حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی [illegible]
[illegible] اور [illegible] علمی معیار پر
[illegible] آج تک [illegible] آپ فرماتے
[illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مقدس پر ختم ہونا اس کی دو
[illegible] ختم زمانی اور ذاتی۔ ختم زمانی کا مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ
[illegible] السلام کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا آپ کا زمانہ آخری زمانہ ہے
[illegible] متفق ہے۔ اس کو حضرت مولانا نے اسی کتاب میں جابجا
[illegible] دیا ہے چنانچہ تحذیر الناس کے صفحہ [illegible] پر فرماتے ہیں:
[illegible] اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم
[illegible] بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر تصریحات نبوی مثل انت
[illegible] منزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي [illegible]
[illegible] اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں
[illegible] کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد
[illegible] الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تو[illegible]

معنی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ۔ باوجود
الفاظ حدیث مشہور تواتر نہیں جیسا اس کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر
کافر ہوگا اس عبارت میں ختم نبوت زمانی کے پانچ دلائل ہیں:

۱۔ خاتم کو زمانی اور ذاتی سے مطلق مانا جائے تو خاتمیت زمانی دلالت مطابقی
سے ثابت ہوگی۔

۲۔ لفظ خاتم النبیین بطور عموم مجاز دونوں معنوں پر دلالت کرے۔

۳۔ ایک معنی پر خاتم النبیین کا لفظ مطابقی دلالت کرے دوسرے پر التزامی

۴۔ خاتمیت زمانی متواتر المعنی حدیثوں سے ثابت ہے۔

۵۔ خاتمیت زمانی اجماع امت سے ثابت ہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ خاتمیت زمانی کا منکر کافر ہے۔ اتنی وضاحت کے بعد
لوگ رضاخانی اور مرزائی مولانا کو ختم نبوت زمانی کا منکر کہتے ہیں انہیں شرم
آنی چاہیئے دوسری عبارت اس سے بھی واضح ہے تحذیر الناس کے صفحہ ۱۴ پر ہے:

"مجموعہ تیک زمانہ کو حرکت کہا جائے تو اس سے کوئی مقصود بھی ہوگا
جس کے آنے پر حرکت منتہی ہو جائے سو حرکت سلسلہ نبوت کے
لیے مقصود ذات محمدی منتہی ہے بلحاظ اس سباق زمانی و سباق مکانی
کے لیے ایسا ہے جیسا نقطہ راس زاویہ کا اشارہ نہ اس حقیقت
کو یہ معلوم ہو کہ آپ کی نبوت کون و مکان دونوں کو شامل
ہے۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔ منجملہ حرکات حرکت سلسلہ نبوت بھی
تھی سو بوجہ حصول مقصود اعظم ذات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
وہ حرکت مبدل بہ سکون ہوئی البتہ اور حرکتیں ابھی باقی ہیں اور
زمانہ آخر میں آپ کے ظہور کی ایک وجہ یہ بھی ہے"

آگے چلیے صفحہ ۲ کی جو عبارت مولوی احمد رضا خاں صاحب نے لکھی ہے اس
کے آگے کی عبارت یہ ہے۔ اگر ذرا سی آنکھیں کھولتے تو یہ عبارت نظر آسکتی تھی

"بعد بیان خاتمیت اس بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سد باب
مذکور یعنی سد باب مدعیان نبوت مرزا قادیانی وغیرہ، خود بخود لازم
آتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے"

سیدی مولانا محمد قاسم نے اپنی کتاب مناظرہ عجیبہ میں بھی اس مسئلہ کو واضح فرمایا
۔۔۔ شروع میں فرماتے ہیں:

"حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی تو سب
کے نزدیک مسلم ہے اور یہ بات بھی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ آپ
اول المخلوقات ہیں"

اسی کتاب کے صفحہ ۳۹ پر فرماتے ہیں:

"خاتمیت زمانی اپنا دین و ایمان ہے ناحق تہمت کا البتہ کچھ علاج
نہیں"

صفحہ ۵۰ پر فرماتے ہیں:

"خاتمیت زمانی سے مجھے انکار نہیں بلکہ یوں کہیے کہ منکروں کے لیے
انکار کی گنجائش نہ چھوڑی، افضلیت کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے
والوں کے پاؤں جما دیئے اور نبیوں کی نبوت پر ایمان ہے پر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کسی کو نہیں سمجھتا"

صفحہ ۶۹ پر فرماتے ہیں:

"اں یہ مسلم ہے کہ خاتمیت زمانی اجماعی عقیدہ ہے"

پھر صفحہ ۱۰۳ پر فرماتے ہیں:

"بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال
نہیں جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں"

حضرت مولانا کی سب سے آخری تصنیف "قبلہ نما" ہے اس کے
صفحہ ۹ پر فرمایا:

"آپ کا دین سب دینوں میں زبردست ہے چونکہ دین مکمل خداوندی کا نام ہے تو جس کا دین زبردست ہوگا وہی شخص سردار ہوگا کیونکہ اسی کا دین آخر ہوتا ہے جو سب کا سردار ہوتا ہے۔"

یہ تو اسے ایک منصف مزاج درد دل رکھنے والے مسلمان کے بیان [illegible] زیادہ ہیں، اتنی عبارتوں کی موجودگی میں مولانا احمد رضا خان صاحب کا [illegible] کو یہ دعویٰ کر دینا کہ یہ شخص ختم نبوت کا منکر ہے کس قدر ظلم، بد دیانتی اور [illegible] کاری ہے۔

اب تو خاتمیت زمانی کا تو واضح ہو چکی۔ خاتمیت مکانی یاد آ رہی [illegible] سے مراد اصلی اور ذاتی نبی فقط آپ ہیں۔ باقی تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت عرضی اور عارضی ہے۔ عرضی اور ذاتی کے لیے سورج کی مثال لیجئے۔ دنیا میں کئی قسم کی [illegible] ہیں، مگر سب کا اصل سورج ہے۔ یہاں تک کہ چاند اور ستارے بھی سورج کی روشنی سے چمکتے ہیں اور سورج کی روشنی خدا اور حق تعالیٰ نے [illegible] اور براہ راست کی ہے۔ وہ کسی دوسری چیز سے روشنی حاصل نہیں کرتا بلکہ سب [illegible] کو روشن کرتا ہے۔ اسی لیے سورج کی روشنی ذاتی ہے اور باقی تمام روشنیاں عرضی۔ اسی طرح نبوت کے تمام کمالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو براہ راست ملے ہیں اور باقی تمام انبیاء کو آپ کی ذات سے ملے ہیں۔ ہر [illegible] فضل کی [illegible] سب سے پہلے آپ پر ہوئی۔ اور آپ کے واسطہ سے تمام انبیاء مستفید ہوئے۔ گو تمام انبیاء حقیقتاً نبی ہیں مگر کمالات نبوت میں آپ کا واسطہ ضروری ہے۔

تو اصل وجود آمدی از نخست
دگر ہر چہ باشد ہمہ طفیل تست

[illegible] روحانی ہو یا جسمانی ازل سے جو کچھ ساری کائنات [illegible] حضور کی وساطت سے باذن اللہ تقسیم ہو رہی ہے۔ تمام روشنیاں سورج کے

[illegible] پیدا ہوتی ہیں مگر سورج کے ارادہ اور اختیار کو اس میں کچھ دخل نہیں [illegible] والے نے اسے نورانی بنا دیا۔ یہاں سے شرک والے سوراخ نہ کرنا [illegible] کر دیں۔

[illegible] تمام نفوس و [illegible] حسنی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات [illegible] اصل وجود اور اصل نبوت ہے [illegible] زمان اور مکان کی اصل ہو اس کے [illegible] کی تقدیم [illegible] ضرورت باقی [illegible] حق جس کو جاہل بریلوی سے [illegible] کا مقصد [illegible]

[illegible] خاتمیت زمانی کا مطلب یہ ہے کہ حضور کی خاتمیت زمانی تو [illegible] اور خاتمیت ذاتی وہ وراء الوریٰ [illegible] کمالات سے جو [illegible] اصل الاصول اور سر الاسرار ہے۔

شریعت لبس [illegible]
کہ آشنائے عالم جاں [illegible] ایں مقام

بے شک حقیقت محمدیہ جو وقت اور زمانہ کی اصل و بنیاد ہے تقدیم و تاخیر [illegible] زمانی سے بالاتر ہے [illegible] بلند و برتر مرتبہ اور مقام ہے کہ اگر بالفرض کوئی [illegible] کے بعد بھی آ جاتا تو یہ مرتبہ آپ ہی کا تھا کیونکہ خاتمیت ذاتی اور [illegible] کا مطلب یہ ہے کہ تمام درجات کمالات [illegible] آپ کی ذات پر ختم ہیں [illegible] احمد رضا خان صاحب نے [illegible] کر دیا ہے ان [illegible] صورت میں [illegible] اصل عبارت یوں ہے

[illegible] معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا [illegible] خاتمیت ذاتی کو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت خاص [illegible] بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں کوئی اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی

رہتا ہے۔"

دیکھیے مضمون بتا رہا ہے کہ یہاں خاتمیت مرتبی اور ذاتی کا بیان ہے مگر مولوی احمد رضا خاں صاحب نے علمائے عرب کو بلکہ سے [illegible] کا سا کر دکھا دیا [illegible] یہ لوگ ختم نبوت کے منکر ہیں [illegible] سے مضمون پڑھتا آتا ہو [illegible] کہ یہاں ذرہ بھر شبہ نہیں پڑھتا [illegible] بیان دیکھ کر صاف سمجھتا ہے اور اگر صرف بیچ بیچ میں کہیں لوگ [illegible] جائے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ کسی مرزائی نے لکھی ہے۔

دوسری عبارت جس کی یہ بولی توڑ کر علمائے عرب کو دکھایا ہے۔

اصل میں یوں ہے:

"ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ [illegible] نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو فرد مقصود بالخلق میں مماثل نبوی نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی۔ فرد مقدرہ پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

اس عبارت میں مولوی احمد رضا خاں صاحب نے یہ کاریگری کی جتنا حصہ جلی قلم سے لکھا ہوا ہے وہ تو لکھ دیا۔ اور پہلا حصہ جس میں [illegible] ذاتی کے معنی ہیں وہ چھوڑ دیا۔ اب علمائے عرب کیا جانیں کہ پیچھے کیا [illegible] خاں صاحب کے دھوکے میں آگئے ہیں۔ ہائے افسوس! ؎

دنیا میں رہا دین کا پردہ لے کر
گمراہ کیا نام خدا کا لے کر

[illegible] یہ کہ صفحہ [illegible] اور صفحہ ۲ کی عبارت میں خاتمیت زمانی کا ذکر ہی نہیں ہے [illegible] کی شان و [illegible] کا بیان ہے۔ خاں صاحب نے ان عبارتوں کا جملہ [illegible] اور دونوں کو ملا کر ایسا پیوست کیا کہ [illegible] کا نام بھی نہیں مولانا [illegible] تو یہ فرماتے ہیں کہ خاتمیت زمانی کا تو [illegible] ہی ختم ہے [illegible] [illegible] ہیں آپ اسی آیت [illegible] خاتم النبیین [illegible] خاتمیت [illegible] [illegible] یہ نکلے گا کہ آپ کے درجہ تک کوئی نبی نہیں پہنچ سکتا [illegible] [illegible] آپ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ بھی آپ سے [illegible] اثر [illegible] [illegible] ہیں [illegible] مرتبہ [illegible] آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔

[illegible] بریلویہ کو اعتراض ہے کہ بالفرض کیوں کہا؟ حضرت مولانا نے [illegible] کر [illegible] کا لفظ لکھا ہے۔ قرآن کریم اور حدیث شریف میں ایسے [illegible] بے شمار ہیں۔ خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ . . . . (الآیۃ)

اگر بالفرض زمین و آسمان میں خداوند تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا خدا ہوتا تو زمین و آسمان خراب ہو جاتے۔

[illegible] فرماتے ہیں

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ . . . . (الآیۃ)

ترجمہ: اگر بالفرض ہمارا یہ رسول کچھ بناوٹی باتیں کرنے لگتے تو ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیں اور اس کی رگ گردن کاٹ دیں۔

کیا اس فرض میں کچھ واقعی نقصان ہے؟ کیا خداوند تعالیٰ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کچھ بدظنی ہو گئی تھی۔ معاذ اللہ! ہائے جس لفظ پر آپ مولانا [illegible] [illegible] ہیں وہی لفظ حضرت امام مجدد الف ثانیؒ نے بھی لکھا ہے

اگر فرضاً دریں امت پیغمبرے مبعوث مے شد [illegible]
عمل مے کرد۔ [illegible] مکتوب [illegible]

ترجمہ: اگر بالفرض اس امت میں کوئی نبی پیدا ہو تو [illegible] خلل [illegible] عمل کرتا۔

اب بتائیے حضرت امام مجدد [illegible] تو [illegible] ختمی نبی کا مذہب بھی رہے ہیں۔ اب ہم بریلویوں سے پوچھتے ہیں کہ وہی الفاظ جن کی [illegible] مولانا قاسم [illegible] کو کافر کہا ہے وہی بلکہ اس سے بڑھ کر امام مجدد الف ثانی [illegible] الفاظ ہیں جلدی کیجئے ان پر فتویٰ لگائیے [illegible]

حسام الحرمین کی عبارت کا تیسرا حصہ تحذیر الناس کے صفحہ ۲۸ سے لیا ہے۔ اصل عبارت یہ ہے:

"بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔"

مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اس عبارت کا ترجمہ کرتے وقت پوری عبارت نہ چھوڑی، عربی میں جو ترجمہ کر کے علمائے حرم کو پیش کیا ہے اس میں [illegible] کا لفظ حذف کر دیا۔ لکھتے ہیں:

"مع انہ لا فضل فیہ اصلا عند اھل الفہم"

یہ ترجمہ کتنا غلط ہے مولانا تو [illegible] کا مطلب تو یہ ہے کہ زمانہ کے آگے پیچھے ہونے میں جو فضیلت ہے وہ بالذات نہیں بالعرض ہے۔ [illegible] نے بالذات کا لفظ [illegible] میں ڈال دیا اور خود اعتراض کرنے والے بن گئے۔ اب ہم بطور خلاصہ لکھتے ہیں کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے حضرت مولانا محمد قاسم دارالعلوم دیوبند کی عبارت میں تیرہ فریب کئے۔ غور سے دیکھئے۔

[illegible] کی عبارت کا درمیانی حصہ [illegible] اس کا ایک ٹکڑا پیش کیا

[illegible] صفحہ ۱۴ کی عبارت پر کیا۔

[illegible] صفحہ ۳ کی عبارت پر کیا۔

[illegible] تینوں کا [illegible] طرح [illegible] کر کے علمائے عرب کے سامنے [illegible] کہ گویا یہ [illegible] حصہ اور [illegible] کا نہیں ہے بلکہ یہی دونوں عبارتیں

[illegible] یہ [illegible] بھی نہیں ہے۔ ایک مسلسل عبارت ظاہر کی۔

[illegible] عبارت [illegible] کی عبارت لکھی تب کہ [illegible] ترتیب بتا رہی ہے کہ کتنے پاپڑ بیلنے پڑے ہوں گے۔

[illegible] بالذات کا لفظ [illegible] کے [illegible] ڈال دیا۔

[illegible] عبارت میں پہلے صفحہ ۱۴ کی عبارت اگر بالفرض سے اڑا دیا

[illegible] کی عبارت سے درود شریف کا نشان اڑا دیا۔

[illegible] کا مطلب [illegible] سے مفہوم [illegible] کو کم کرنا چاہتے ہیں۔

[illegible] کی عبارت سے سو کا لفظ اڑا دیا

[illegible] درود شریف کا نشان اڑا دیا۔

[illegible] آپ کا زمانہ سابق انبیاء کے زمانہ کے بعد [illegible]

[illegible] یہ لفظ بھی ختم کر لیا۔

[illegible] جھوٹ کیوں [illegible] تاکہ [illegible] کو دھوکا دے کے [illegible]

[illegible] کے متعلق [illegible] کہا ہے:

[illegible] باحاد بظلم نذقہ من عذاب السعیر

[illegible] جو شخص [illegible] ظلم [illegible]

[illegible] عذاب چکھائیں گے۔

یوں [illegible] اور جھوٹ [illegible] سے [illegible]

[illegible] کا فتوے دینے پر مجبور ہو جاتے۔

کیا ضرورت تھی؟ انگریز کی نمک خواری نے مجبور کیا تھا۔
انگریز بہادر نے کیا قدردانی کی؟ یہ بریلویوں کی تاریخ ہے۔
یہ ایک تہمت کا بیان ہے۔

اضافہ جوابات "چراغ ہدایت"

چراغِ سنت کا اصلی موضوع غیر اللہ کی نذر و نیاز تھا یہ مسئلہ
اور نقصانات احناف کی معتبر اور مشہور کتابوں سے ایسا مضبوط لکھا ہے
کی طرف بریلوی علماء نظر اٹھانے کی جرأت بھی نہ کر سکے ... رسالہ نذر ...
مصنف کو جب علمی کوتاہیوں کا علم ہوا تو جواب لکھنے کی بجائے المدد
ہچکیوں کر المدد یا حضور ن پکارنے لگے اور رسالہ جنوں جو تنگ
جیسے اٹھا تو مسئلہ نذر و نیاز کو وہ بھی ہضم کر گیا کیونکہ غیر اللہ ...
حرام ہونے پر بحر رائق نے تمام امت کا اجماع نقل کیا ہے حنفی خود
فتاویٰ سے ان پر برس رہے ہیں۔ شرمندگی کا یہ عالم ہے کہ رجوع ...
مال کو کھائے جاتے ہیں اور جواب دینے سے عاجز ہیں۔ افسوس کہ ...
کے جواب میں مولوی عبداللہ صاحب کی توقعات پر پانی پھیرتے ہوئے
کے مسئلہ سے رسالہ رضوان بھی پہلو بچا کر نکل گیا اور کوئی مدد نہ دے سکا۔
رضوان تو صرف وہی فرسودہ حربے استعمال کر رہا ہے جو ان کے پیش رو
ٹکسال میں بنا کر جعل سازی سے چلا گئے تھے۔ لیکن مسئلہ نذر و نیاز پر تو سکوت
چھا جانے کے سوا آج تک کوئی بریلوی عالم کچھ نہ لکھ سکا اصل میں مشکل
کہ ان کے بزرگ جس راہ پر ان کو ڈال گئے ہیں اس راہ میں علمی تحقیق ...
کا تخت قدم سے ... کی طرح گڈ بڑ ہی چل رہا ہے۔ ... علمائے حق کو
کے کچھ ایسے اوچھے ٹکڑے ... سطحی اور بودے ... بریلی سے تیار ... کوشش
سے عوام تو جال میں پھنس جاتے ہیں لیکن اونچی سطح کے بریلوی علماء خود ...

... ہیں۔ چنانچہ تحقیقاتی عدالت میں تو بعض قابل ذکر بریلوی علماء نے
... گئے سے صاف صاف انکار کر دیا جیسا کہ اخبارات شاہد ہیں
... قاسم نانوتوی پر فتوے بازی تو ہو چکی۔ اب بریلویوں کی یہ
... حالت جس کا مرکز حزب الاحناف ہے صرف اس لیے لکیر پیٹے جا
... حضرت نانوتوی سے کفر کا فتوے ہٹ گیا تو حضرت بریلوی کافر
... چراغ سنت میں آپ مولانا نانوتوی کی دس عبارتیں پڑھ چکے
... زمانی کا صاف صاف اظہار اقرار کیا اور منکر کو صاف لفظوں میں
... بے چارہ رضوان ان صریح عبارتوں سے آنکھیں بند کر کے
... اور جن عبارتوں میں خاتمیت مرتبی کا ذکر ہے ان کو گول مول
... کی کوشش کرتا ہے کہ وہ ختم زمانی کے منکر ہیں اس بے انصافی
... اور ایسے جھگڑالو سے فیصلہ کی کیا توقع لیکن ناظرین کی مزید
... بریلویوں کے چند دھوکے اور فریب یا جہالت اور تکفیری کارنامے
... جاتے ہیں۔ رضوان لکھتا ہے:

"... تیرہ سو برس سے بھی زیادہ بہتر سے اب تک کے
... پچھلے دینی اور علماء و عوام اہل اسلام کا اس بات پر
... اتفاق ہے کہ آیہ کریمہ میں خاتم النبیین کے صرف
... معنی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں اور
... اس صریح معنی کے خلاف کوئی اور معنی اس لفظ
... بتائے وہ ہرگز مسلمان نہیں بلکہ شریعت اسلامیہ کے حکم سے
... مرتد بے دین ہے؟" (چراغ ہدایت صفحہ ۵۳)

رضوان کی خدمت میں عرض ہے کہ "صرف یہی معنی ہیں" کی کوئی دلیل صریح
... پیش کریں۔ اور ہمارا دعویٰ ہے کہ آپ ایک دلیل بھی اس پر نہیں
... حصر کی کوئی دلیل ہے تو پیش کریں اور ایک تفسیری قاعدہ یاد رکھیں

کہ قرآن مجید کی کسی آیت کی تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت بھی ہو جائے تو اس کو برحق مان لینے کے باوجود دوسرے اقوال بھی اسی آیت کے متعلق مل جاتے ہیں۔ اس کی سینکڑوں مثالیں پیش کر سکتے ہیں اور دوسرے تفسیری اقوال کو اس [illegible] تفسیر [illegible] بریلوی جاہلوں کے سوا کس کی مجال ہے؟ آپ کا یہ اصول اگر درست ہو تو بڑی بڑی معتبر تفاسیر کا مذہبی ذخیرہ کفریات کا مجموعہ قرار پائے گا [illegible] مع ذلک، اب بتائیے حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ نے جب ختم زمانی کو [illegible] ہے اور اس کے منکر کو کافر بھی کہہ دیا ہے تو اس کے بعد اگر [illegible] دوسرا معنی بھی کہا ہے جو پہلے کے منافی نہیں بلکہ دونوں ایک دوسرے کے لازم و ملزوم ہیں جب کہ چراغ ہدایت مسلم ہے اور آپ بھی مان گئے تو آپ اس معنی کو پہلے کے مخالف کس طرح کہہ سکتے ہیں؟ آپ ہی بتائیں کہ ختم [illegible] میں خلاف اور اختلاف کس طرح ہے؟ اگر اختلاف نہیں ہے تو [illegible] کہنے کا شوق! یہ بھی بتائیں کہ کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] کے منکر ہیں؟ جہاں تک میرا خیال ہے تمام مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مرتبہ سب سے بلند، سب سے [illegible] اور سب [illegible] ہے لیکن سوال یہ ہے کہ آپ کا عقیدہ کیا ہے؟ ختم [illegible] کے تو آپ بھی قائل [illegible] ختم مرتبی کا انکار [illegible] عقیدہ [illegible] ہے کہ ختم [illegible] دونوں ایک دوسرے [illegible] عقلی نقلی اور کشفی دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام وہی ہے جو دنیا کے شمسی نظام میں سورج کا [illegible] حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کے تحذیر الناس کا موضوع [illegible] اس مسئلہ کو آپ نے [illegible] مقالوں میں بیان فرما دیا۔ فرماتے ہیں:

[illegible] مخلوقات کی جانب [illegible] شہادت آیت النبیین [illegible] آیت خاتم النبیین [illegible] وضع ہو چکا اور [illegible] تحقیقات [illegible] سب [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] سے جیسے شب [illegible] آفتاب ہو جاتا ہے۔"

([illegible])

[illegible] ہوتے ہیں اور چونکہ نبوت [illegible] تمام انبیاء علیہم السلام کو نبوت بھی آپ کے واسطہ سے ملی [illegible] آپ بالذات نبوت [illegible] آپ کی نبوت [illegible] کی عبارت ملاحظہ ہو۔

[illegible] کو ایک بار [illegible] فرماتے ہیں:

[illegible] آخری نبی [illegible] مستقل [illegible] یہ بات بھی [illegible] کے معنی یہ نہیں کرتے [illegible] کے معنی [illegible] حدیث کُنتُ نبیًّا [illegible] النبیین [illegible] جانب [illegible]

قدم نبوت و حدوث نبوت باوجود تضاد دونوں خوب خوب ثابت [illegible]
ہو سکتا ہے کہ ایک تو بایں معنی ذاتی ہو اور دوسری بایں معنی عرضی [illegible]
قدم و حدوث اور دوام و عروض میں غور ہو تو اس حدیث سے [illegible]
ہے، یہاں مولوی قاسم نے خود تصریح کر دیا کہ حضور وصف نبوت [illegible]
ساتھ موصوف بالذات اور دیگر انبیاء بالعرض [illegible] اس کا مطلب [illegible]
ہے کہ حضور کی نبوت قدیم ہے اور دیگر انبیاء کی حادث حضور [illegible]
دائم ہے اور دیگر انبیاء کی عارضی کہ کچھ دن [illegible] زائل ہو جائے [illegible]

(چراغ ہدایت ص۱۹)

ناظرین! اس عبارت میں اپنا پورا مطلب [illegible]
آ رہی ہے یا تو مصنف دشمن ہے [illegible] تعصب [illegible]
ہے اور اگر یہ نہیں تو سخت جاہل ہے [illegible] جماعت میں اردو [illegible]
سے [illegible] عبارت میں یا [illegible] کی یہ تشریح [illegible]
یا مرد اور $\frac{999}{1000}$ تو مطلب میں کر دیا بڑا مرحوم نے چراغ سنت [illegible]
ذرا مولوی مسلق دیکھیے

"موصوف بالذات وہ شئی ہے جس کی کوئی صفت خود اپنی ذات [illegible]
سے بغیر کسی کے واسطے کے حاصل ہوئی ہو۔ اور موصوف [illegible]
معنی سے جس کی کوئی صفت خود اپنی ذات سے نہیں بلکہ کسی [illegible]"
کے واسطے سے حاصل ہوئی ہو۔ (چراغ ہدایت ص[illegible])

"[illegible] وصف نبوت کے معنی اپنی ذات سے خود بخود ہی [illegible]
(چراغ ہدایت ص[illegible])

اپنی ذات سے خود بخود ہی ہیں [illegible] ص۹۳)

"[illegible] وہ چیز ہے جو عارضی ہو کر کچھ دن رہ کر فنا ہو جائے [illegible]
(چراغ ہدایت ص۹۲)

ناظرین! انصاف فرمائیں۔ بلا مبالغہ یہاں پہنچ کر بار بار خیال آیا کہ ایسے
[illegible] کو جواب تو خاموشی کے سوا کیا ہو سکتا ہے۔ جو شخص منطق کی الف با تک
[illegible] ہے۔ وہ حضرت مولانا قاسم مرحوم کی ذات پر کفر کا فتوے جما [illegible]
[illegible]

[illegible] شرح سلم صفحہ ۲۱ پر فرماتے ہیں الذاتی فی اللغۃ ما کان
[illegible] الی الذات، فی الاصطلاح ہو ما لیس بعارض۔ [illegible]
[illegible] اس وصف کو کہتے ہیں جو عارض نہ ہو۔ اس تعریف کی بنا
[illegible] وصف نبوت کے معنی یہ ہوں گے کہ حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ
[illegible] نبوت کی شان سے [illegible] آپ پر کوئی ایسا وقت نہیں گزرا کہ آپ
[illegible] جو نبوت سے [illegible] شیخ عبد الحق محدث دہلوی مدارج جلد
[illegible] فرماتے ہیں۔

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت [illegible] کی ابتدا میں بھی ثابت
[illegible] آپ نے فرمایا میں نبی تھا جب کہ آدم علیہ السلام ابھی
[illegible] درمیان تھے۔ ۔ ۔ ۔ اگرچہ علم [illegible]
[illegible] کی نبوت ثابت تھی [illegible] تھی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ
[illegible] کی نبوت ملائکہ اور ارواح میں ظاہر تھی [illegible] انبیاء کی
[illegible] پردہ میں تھی [illegible] محدث کی [illegible] اس جہان
[illegible] کی شریعتوں [illegible] اور علوم [illegible] کا
[illegible] آپ اس جہان میں بالفعل
[illegible] آپ کی نبوت ظاہر باہر تھی اور باقی انبیاء کی نبوت صرف اللہ
کے علم میں تھی ظاہر نہ تھی۔"

شفاء شریف میں یہ مضمون یوں ہے:

"حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے [illegible] سال پہلے حق تعالیٰ کے سامنے ایک نور کی صورت میں تھی۔ جب اللہ کی تسبیح بیان کرتا تو فرشتے بھی تسبیح پڑھتے (حصہ ۱)

رضوان میاں اب سمجھ چکے ہوں گے کہ اتصاف ذاتی کا معنی [illegible] کی ذات پر کوئی ایسا وقت نہیں گزرا کہ آپ بالفعل نبی نہ ہوں [illegible] عارضی ہوتی تو یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سے ہیں بالفعل نبی [illegible] عارضی کا معنی لکھتے [illegible] سے کہ عارضی کا معنی عارضی [illegible] بریلوی منطق اور بریلوی علمیت کہیں تمسخر [illegible] ہمارے تصور [illegible] یں ایک بریلوی عالم نے ذاتیات کا معنی [illegible] کیا تھا۔

شرح مطالع میں ذاتی اور عرضی کے بہت سے معنی لکھے ہیں [illegible] صرف دو لکھے جاتے ہیں:

[illegible] ان یکون [illegible] ثبوت لموضوع [illegible] عرضی۔ [illegible] ان یحتاج لموضوعه [illegible] مقابله عرضی۔

ترجمہ: ذاتی اور عرضی کا پہلا معنی [illegible] ایسے [illegible] ہمیشہ ثابت [illegible] ذاتی ہے [illegible] جو چیز دوسری [illegible] عرضی ہے [illegible] ہے کہ جو چیز [illegible] ذاتی ہے [illegible] وہ عرضی ہے۔

دیکھو رضوان میاں! ذاتی عرضی کے معنی [illegible] سمجھ لو [illegible] سے پہلے پڑھ لو اب پوری طرح یہ بات ثابت ہو چکی [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نبی بالذات ہیں اس لیے کہ نبوت آپ پر عارضی نہیں [illegible] سب سے پہلے آپ کو نبوت ملی اور دوسرے انبیاء کو بعد میں ملی [illegible] ذاتی نبوت کی [illegible] آپ [illegible] سے کیونکہ دوام کے معنی ہیں کسی چیز کا [illegible]

(مواعظ [illegible] صفحہ ۲۴۳)

[illegible]

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے انبیاء علیہم السلام سے پہلے [illegible] نبوت ملی ہے اس لیے دوام بھی آپ ہی کی نبوت کو حاصل ہے اور کسی [illegible] حاصل نہیں۔

[illegible] رضوان جس کو نبوت ملی وہ حضور کے [illegible]

[illegible] (مدارج النبوت صفحہ [illegible])

[illegible] انبیاء علیہم السلام کو نبوت آپ کے [illegible] ملی ہے [illegible] نبوت [illegible] اس لیے آپ کو نبوت ذاتی حاصل ہے اور [illegible]

[illegible]

[illegible] حدوث سے [illegible] حقیقی مطلب [illegible] آپ کی نبوت [illegible] دوسرے انبیاء کے قدیم ہے [illegible] رضوان [illegible] ہدایت [illegible] کہ عرضی کے معنی عارضی لکھتا ہے اور ذاتی [illegible] معلومات کو روزمرہ اُردو کے محاورات سمجھا [illegible] مشہور [illegible] منطق سے [illegible] لکھتے وقت [illegible] طلاق کا معاملہ [illegible] کبھی [illegible] کے لیے طلاق [illegible] ہے کسی بریلوی کے [illegible] شاید وہ مولوی بیچارہ حزب الاحناف کا شدیا تھا اس نے فتوی [illegible] طلاق [illegible] ہے۔

بریلوی منطق میں ذاتی نبوت کے یہ عجیب معنی تیار ہوئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات سے خود بخود نبوت حاصل ہے اللہ نے نہیں دی اور عرضی کا معنی یہ ہے کہ عارضی ہے ایک دن ختم ہو جائے گی۔

[illegible] حیوان [illegible] حیوان کے لیے عرضی ہے تو آپ کے نزدیک اس کے معنی یہ ہوں گے کہ [illegible] انسان کا [illegible] اور حیوان کا چلنا ایک دن ختم ہو جائے گا۔ افسوس!

ناظرین. یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ بریلوی حضرات قرآن و حدیث
تمام مفہوم نہ سمجھنے کی وجہ سے اس جگہ مولانا قاسم پر طرح طرح کے فتوے دیتے ہیں۔

"بس یہ میں وہ سے معنی جو کسی مفسر نے نہیں لیے اور یہ معنی کہاں سے
خود گھڑے۔"

(بریلی ... صفحہ ۲۰)

"... یہ کہنا کہ نبوت تمام انبیاء کو آپ کے واسطہ سے ملی ہے کفر ہے ...
... سکتا ہے۔

"حضور کے لیے وصف نبوت اصلی ماننا اور سب کے لیے عارضی ...
یقیناً کفر ہے کیونکہ اس طرح سے ... مستقل طور پر نبی نہیں
رہتا۔"

(... صفحہ ...)

ناظرین! یہ حال عارضی کے مطابق ... ہے ...
معنی عارضی سمجھا ... تو یہ ... کو جیسے مولوی احمد رضا خاں صاحب نے
بیان کیا تھا۔ آپ سب سے پہلے ان پر ہی چسپاں کر دیں۔ مولوی ... بریلوی
جزاء اللہ عدوہ کے صفحہ ۲۳ پر لکھتے ہیں:

"اور نصوص متواترہ ... ہو چکا کہ ہر نعمت قلیل یا کثیر، صغیر و کبیر، جسمانی یا روحانی، دینی یا دنیوی، ظاہری یا باطنی روز اول سے اب تک اور اب سے قیامت تک، قیامت سے آخرت، آخرت سے ابد تک، مومن یا کافر، مطیع یا فاجر، فرشتہ یا انسان، جن یا حیوان بلکہ تمام ماسوا اللہ میں جسے جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی اس کی کلی انہی کے ... سے کھلی اور کھلتی ہے ... انہی کے ہاتھ سے بٹی اور بٹتی ہے اور بٹے گی۔ یہ سر الوجود اور اصل الوجود ہیں" الخ

اس عبارت میں مولوی احمد رضا خاں صاحب خاتمیت ... کا مفہوم بیان کر رہے ہیں، یعنی تمام ظاہری باطنی اور روحانی جسمانی نعمتیں جن میں نبوت بھی شامل ہے

ساتھ ان تک آپ کے واسطہ سے ملی ہیں۔ اور جب اصل الوجودات آپ ہیں تو تمام انبیاء
علیہم السلام بلکہ تمام مخلوق کے وجود بھی آپ کی فرع ہیں اور آپ اصل ہیں۔

حضور کو دوسروں سے ... اور ... اور اصل کا لفظ کسی نے
... اس لیے مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات ... ملاحظہ ہو

... الحقیقیۃ ...
... الحقیقۃ المحمدیۃ

...

حضرت شیخ ابو الحسن ... نے فرمایا ... حقیقی نبی کوئی نہیں
بغیر حقیقت محمدیہ کے جو تمام انبیاء کی اصل ہے اور سارے انبیاء اس
حقیقت کے اجزاء اور تفصیلات کے درجہ میں ہیں، اس لیے وہ تمام انبیاء علیہم
السلام بحیثیت جز ... کل کے نائب ہونے کے ... آپ کے بعض اجزاء
کو دعوت دیتے رہے اور آپ کی دعوت کا ... کل ... اجزاء
کو ہی ... کی طرف دعوت دینے ... الخ

... اس مضمون کا اشارہ موجود ہے۔ سارے انبیاء اور رسول اور
ان کی امتیں سب آپ کے جھنڈے تلے ... داخل ہیں
آپ اصل نبی ہیں اور تمام انبیاء اور رسول آپ کے نائب ہو کر مخلوق کو حق
کی طرف دعوت دیتے تھے اور سب کے سب آپ کے نائب اور خلیفے تھے

اور قصیدہ بردہ میں یوں ہے:

... آپ بزرگی کے آفتاب ہیں اور باقی انبیاء بزرگی کے ستارے ہیں جو اندھیرے
میں لوگوں کے سامنے آفتاب کی روشنیاں ظاہر کرتے رہے۔

نوٹ: وضاحت کے لیے دیکھیے فتوحات مکیہ باب ... مطالع المسرات ... ترجمہ ...

ناظرین. یہ کتاب ... ہے کہ ... مثالی بحث درود شریف میں ...

قرار دیتا ہے۔ اس عبارت میں تو دیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حقیقی نبی ہیں
انبیاء کا اصل ہیں اور کل میں [illegible] انبیاء آپ کے جز [illegible] ہیں اور [illegible]
آپ سے مستفیض اور نائب ہیں

فرمایئے رضوان صاحب! کیا فتویٰ دیں گے آپ علامہ [illegible] پر [illegible]
سے بہت آگے بڑھ کر بول رہے ہیں۔ اس عبارت میں تمام انبیاء علیہم السلام [illegible]
[illegible] نہیں پڑتی تو وہاں یہ خطرہ کیسے پیدا ہوگی!

[illegible] کے [illegible] بھی [illegible] کہ [illegible] نبوت [illegible]
[illegible] میں لفظ [illegible]
[illegible] سے [illegible] کہ [illegible] نبوت کا انکار ہے [illegible]
انبیاء علیہم السلام کو [illegible] علیہ السلام کے حق میں [illegible]
[illegible] قرآن میں [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible] کا [illegible] معلوم ہو [illegible]
[illegible] انبیاء کے حق میں [illegible] لفظ بھی [illegible] ہے [illegible]
کا [illegible] نہیں تو [illegible] کس طرح انکار ہے [illegible] دیکھو [illegible]
انقلاب کی سخت ضرورت ہے۔

[illegible] اور [illegible] کے [illegible] کا رسالہ [illegible]
[illegible] محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اس کے بعد رضوان نے [illegible] لکھے ہیں [illegible]
چراغ ہدایت ص۹۶۔

(۱) کا جواب گزر چکا ہے۔

(۲) رضوان یہاں پھر اسی بریلوی ذہنیت پر [illegible] ذاتیت [illegible]
[illegible] بغیر مطلق ذاتیت کا معاملہ [illegible] ہے [illegible]
[illegible] سے [illegible] کی ہے وہ یہی ہے اب [illegible]
کے [illegible] ذاتیت [illegible] ثابت ہو چکا ہے دیکھیں [illegible]

[illegible] مستقل نبی ہے۔ سب کو نبوت [illegible] حق تعالیٰ نے عطا فرمائی
ہے [illegible] تمام انبیاء [illegible] ہمارا عقیدہ بھی یہی ہے۔
[illegible] کی جو عبارت آپ نے [illegible] صفحہ ۹۱ پر لکھی ہے [illegible]
[illegible] کا لفظ [illegible] دلیل ہے کیونکہ [illegible] کے تمام
[illegible] میں حقیقت متعددہ پائی جاتی ہے ظل و عکس کے الفاظ سے اگر
[illegible] کی نفی ہو جاتی ہے تو کلیت اور جزئیت بھی حقیقی و غیر حقیقی [illegible]
[illegible] کے الفاظ جو علامہ [illegible] نے لکھے ہیں ان کے متعلق کیا خیال
ہے!

نبوت کی قسمیں کس نے کی ہیں! آپ کی [illegible] حضرت مولانا [illegible] نے
[illegible] اور عرضی کہا ہے۔ موصوف بالذات اور بالعرض یا اتصاف
[illegible] الفاظ اگر سمجھ میں نہیں آتے تو [illegible] صاحب کی تحریر
[illegible] سنا ہے وہ بڑے علامہ تھے [illegible] والوں نے
[illegible] کر انہیں صدر مدرس بنا دیا تھا کسی طالب علم نے حدیث
کا سبق پڑھتے ہوئے پوچھ لیا [illegible] کیا صیغہ ہے [illegible]
[illegible] آگے اور یہ بالذات بالعرض کا لفظ تو [illegible]
[illegible] سے چل کر [illegible] تک [illegible] ہے [illegible] بریلوی مولوی محمد رضا
[illegible] صاحب سے [illegible] کی عبارت۔ مگر اہل فہم جانتے ہیں کہ
[illegible] میں بالذات کوئی معصیت نہیں [illegible] عربی میں [illegible] کر کے
[illegible] کے [illegible] بالذات کا لفظ
[illegible] کے [illegible] ترجمہ [illegible]
[illegible] الْقَضْمُ۔
دیکھو ترجمہ کرتے وقت بالذات کا لفظ [illegible] تحریف [illegible] ڈال دیا [illegible]
[illegible] غلط ہے اور یہاں [illegible] کیونکہ بالذات کی

کر دیا ہے نہیں۔ پھر جب ملزوم ہی باطل نہیں تو لازم کیسے باطل ہو گیا؟ بالفرض

بالفرض یعنی بفرض محال اگر کوئی دوسرا نبی دنیا میں پیدا ہو جائے تو

آپ کی خیریت تمام ہے اور چونکہ خاتمیت زمانی بھی [illegible] اس

ہے کہ کوئی دوسرا نبی پیدا ہو۔ خوب سمجھ لیں قرآن کا [illegible] گا۔ بالفرض

متعلق جتنی مثالیں ہیں وہ سب خاتمیت مرتبہ ثابت ہونے کے بعد کی

گئی ہیں لیکن اگر تثبیت مثال کی درکار ہو تو حاضر ہے۔

لو کان بعدی نبیاً لکان عمرؓ (حدیث)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے بعد [illegible]

تو حضرت عمرؓ ہوتا۔



تہمت دوم

حضرت قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ پر

مولوی احمد رضا خاں بریلوی حسام الحرمین ص ۲۳ [illegible] پر لکھتے ہیں۔

یہ فتویٰ مولانا رشید احمد گنگوہی کے دستخطی [illegible] میں نے

اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے جو [illegible] وغیرہ میں بارہا مع رد کے چھپ

اس میں صاف لکھ دیا کہ جو شخص اللہ سبحانہ تعالیٰ کو بالفعل جھوٹا مانے

تو اسے کافر کجا فاسق بھی نہ کہنا چاہیے؟

یہ ہے تہمت کا خلاصہ مضمون۔ پہلی تہمت میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ مولوی

احمد رضا خاں صاحب نے حضرت مولانا قاسم [illegible] کو کافر بنانے کے لئے عبارت [illegible]

ہے۔ اب یہاں ایک اور بزرگی ملاحظہ کیجئے: شعر

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ

آپ ہی ایک فتویٰ لکھ [illegible] اس پر مولانا رشید احمد کا نام لگا دیا اور خود

ہی بارہا اس کا فتویٰ اور رد لکھ کر شائع کر دیا۔ فرماتے ہیں

"بارہا مع رد کے چھپا"

تردید اور رد لکھنے والے جو غیر سے آپ خود ہیں تو پھر [illegible]

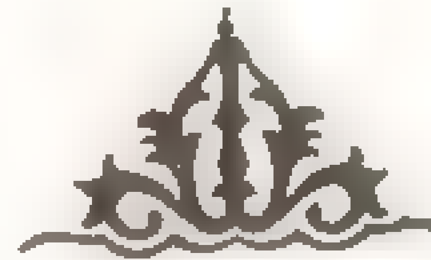
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

فرماتے ہیں:-

"یہ فتویٰ لکھا ہوا تم نے آنکھوں سے دیکھا ہے؟"

[illegible] ہے جب لکھ کر سامنے رکھا ہوگا تو دیکھا بھی ہوگا حضرات علمائے

دیوبند کے عقائد ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔ جعلی فتووں کا سہارا لینے کی
کیا ضرورت پڑ گئی ہے؟ فتاویٰ رشیدیہ تین جلدوں میں چھپ کر
موجود ہے۔ اس میں صاف لکھا ہے کہ جو شخص کہے کہ خدا
تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے وہ کافر ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ یہ
یہ جوابی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی
جو ایسی بے بنیاد، خود ساختہ تہمتوں کو پریس میں لانے کی جرأت
بھی کرتے ہیں اور گلی کوچوں میں خاص جھوٹ کا پروپیگنڈہ کرتے
ہیں۔ ان کا جواب ہمارے پاس صرف یہی ہے۔
لِحُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ



تہمت سوم

[illegible]ت مولانا خلیل احمد سہارنپوری پر جھوٹ

شیطان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے

[illegible]م مانتے تھے معاذ اللہ! حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کا علم شیطان سے گھٹایا"

[illegible] سے پہلے اصول بھی طرح سمجھ لیں
[illegible] میں ہیں اور یہ تقسیم بریلویوں کو بھی مسلم ہے۔ ثبوت خاص و مختار
[illegible] اور سلام میں یہ تقسیم موجود ہے
[illegible]م ذاتی اور دوسری عطائی
[illegible] ذاتی وہ ہے جو کسی کا دیا ہوا نہ ہو۔ عطائی جو عطا ہو۔
[illegible] ذاتی صرف خداوند تعالیٰ کے لیے ہے۔ علم عطائی درجہ بدرجہ سب
[illegible]ت ہے۔ اگر کوئی شخص کسی نبی، یا ولی، یا فرشتہ کے لیے علم ذاتی ثابت
[illegible] ہوگا۔
[illegible] احمد رضا خاں صاحب ملفوظات حصہ سوم صفحہ ۳ مطبوعہ بریلی میں
[illegible]
[illegible] غیب کا اطلاق ہو جاتا ہے خصوصاً جب کہ غیب کی طرف مضاف ہو
[illegible] علم غیب۔ غیب کا علم تو اس سے مراد عطائی ہوتا ہے"

اس کی تشریح حاشیہ کشف پر میر سید شریف نے کردی
ہے۔ کوئی شخص کسی مخلوق کے لیے ایک ذرہ کا بھی علم ...
ہے یہ نکتہ ناظرین یاد رکھیں اور یہ بھی سمجھ لیں کہ براہین قاطعہ ...
گمراہ کرنے کا علم عطائی ثابت کیا گیا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ ...
کا انکار کیا ہے چونکہ ہر ذرہ کا علم ہونا اور محیط ہونا ...
کا شریف ہے وہ کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں اس لیے
نہیں سے وہ ... ہوگی اور علم ذاتی کسی مخلوق کے لیے ماننا کفر ہے۔

دوسرا اصول

کائنات کے ہر ذرہ کے متعلق خداوند تعالیٰ کے معلومات ...
ہیں اور مخلوق کی کوئی صفت بے انتہا نہیں اس لیے کہا جائے گا ...
ذرہ کا بھی علم محیط نہیں۔

مولوی احمد رضا خان صاحب نے الدولۃ المکیۃ میں ...
مضمون بیان کیا ہے۔

تیسرا اصول

عقیدہ قائم کرنے کے لیے دلیل قطعی کی ضرورت ہے اور ...
دلیل کا قطعی ہونا کافی ہے۔ فاضل بریلوی نے یہ بات بھی اپنا ...
کی ہے۔

چوتھا اصول

معلومات کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جو دین سے تعلق رکھتے ہوں
دوسرے دنیاوی۔ جیسے زید عمر بکر کے عام حالات اور واقعات ...

... معلومات جو ... زندگی کے اصول، سمندر کی مچھلیوں کی تعداد
... کی مقدار وغیرہ۔ ان چیزوں کا علم دین سے کوئی تعلق
... درجے کے اور ... درجے کے علوم ہیں اس کو علم ...

پانچواں اصول

... علم کی تعریف کی گئی ہے وہ فقط علم دین ہے۔ انسان کمال
... انگریزی یا دوسری زبانیں جادو یا تماشہ ... حقیقت علم نہیں ہیں
... رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح بخاری باب العلم میں فرماتے ہیں:
... العلم الشرعیۃ ...
... وصیت کی جاتی ہے اس سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ اگر کوئی شخص
... وصیت کرے تو وہ ... اہل تفسیر و حدیث و فقہ پر صرف ہوگی۔

چھٹا اصول

... علم کمال نہیں اور جن کو حاصل کرنے کا ضروری حکم نہیں
... کے حالات سمندروں اور جنگلوں کے حالات ہر شخص ...
... ایک معمولی آدمی ایک ... زیادہ واقفیت حاصل کر سکتا
... حاصل کرنا ہی کے لیے ضروری نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت امام مجدد
... فرماتے ہیں:
... احکام باعتبار صنعت خود ... فضیلت دارد
... باعتبار ... نیست۔
... بڑے کاروبار کے اعتبار سے ہر بہت بڑے عالم پر فضیلت
... فضیلت قابل اعتبار نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ موچی کا ... کی واقفیت

کی وجہ سے عالم دین ... فضیلت نہیں ہے ۔ اسی طرح ...
... کی ... کی راحت انبیاء پر فضیلت کا باعث
امام رازی تفسیر کبیر ص ۱۹۵ جلد ۲ میں فرماتے ہیں
یجوز ان یکون غیر النبی فوق النبی فی علوم لا تتوقف نبوته علیها ۔
ترجمہ : جائز ہے کہ جو شخص نبی نہیں وہ نبی سے ان علوم میں بڑھ جائے جن پر نبوت موقوف نہیں ہے ۔

ساتواں اصول

[illegible] ... ان کے نہ جاننے سے ... [illegible] ... میں کچھ فرق نہیں آتا ... [illegible] ... شریف میں فرماتے ہیں

وہ علوم جن کا تعلق دنیوی باتوں سے ہے ان میں سے بعض ... [illegible] ... جاننے سے انبیاء ... [illegible] ... کہ انبیاء کو بعض دنیاوی باتوں کا علم ... [illegible] ... کچھ بھی نہیں ۔

آگے فرماتے ہیں

... [illegible] ... کیونکہ ان کی توجہ آخرت ... [illegible] ... ان کے برعکس ... [illegible] ... آخرت سے غافل ہیں ۔ (اس لیے دنیاوی معاملات کی سمجھ دنیا والوں کو ہی زیادہ ہو سکتی ہے) نسیم الریاض شرح شفاء
یہ کتاب اہل بدعت کے نزدیک بہت معتبر ہے ۔ ترجمہ ... ملاحظہ ہو

... [illegible] ... حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے جو کامل محبت ہے ... [illegible] ... نہیں ... [illegible] ... ان سطروں کو درج ... [illegible] ... ہے ۔

آٹھواں اصول

[illegible] ... سے تعلق ... [illegible] ... عالم ... [illegible] ... افضل ... [illegible] ... علوم ... [illegible] ... بڑا عالم کون ہو ۔

نواں اصول

[illegible] ... حدیث ... [illegible] ... ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ ... [illegible] ... واقعات سے ... [illegible] ... اطلاع ... [illegible] ... صلی اللہ علیہ ... [illegible] ... روایت ہے ... [illegible] ... منافق ... [illegible] ... صلی اللہ علیہ وسلم کو ان منافقوں کا علم نہیں ہے ... [illegible] ... منافقوں کو خود اپنا حال معلوم ہے ۔

... [illegible] ... نہیں ... [illegible] ... سے متعلق

ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو معلوم نہ ہو اور دوسرے شخص کو معلوم ہو۔

صحیح مسلم، ابوداؤد شریف میں ہے کہ ایک حبشی عورت مسجد میں جھاڑو دیتی تھی ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نہ پایا تو دریافت فرمایا عرض کیا گیا اس کا انتقال ہو گیا ہے فرمایا تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی پھر فرمایا مجھے اس کی قبر بتاؤ۔ چنانچہ آپ نے اس کی قبر پر جا کر نماز پڑھی۔ اگر یہ واقعہ جو دنیا میں گزرا ہے اس کی آپ کو پہلے سے اطلاع ہوتی تو دیر کی شکایت کیوں فرماتے، قبر کا پتہ کیوں دریافت فرماتے؟ نیز سنن نسائی میں زید بن ثابت صحابی سے مروی ہے کہ آپ نے ایک نئی قبر دیکھ کر فرمایا یہ کیا ہے؟ یعنی کس کی قبر ہے؟ صحیح بخاری اور سنن ابن ماجہ میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غزوۂ اُحد میں دو شہیدوں کو ایک قبر میں رکھتے وقت پوچھتے ان دونوں میں سے زیادہ قرآن جاننے والا کون ہے جب بتایا جاتا تو اسے پہلے رکھتے۔

مسند امام احمد وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے ایک غزوہ میں آپ کی خدمت میں پنیر پیش کیا گیا فرمایا یہ کہاں کا بنا ہوا ہے؟ عرض کیا گیا فارس کا بنا ہوا ہے۔

ابوداؤد اور جامع ترمذی میں ابیض بن حمال سے مروی ہے کہ انہوں نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ مآرب میں جو معدن [illegible] کا ہے وہ مجھ کو عطا فرمایا جائے۔ درخواست منظور ہوئی جب وہ چلے تو ایک شخص نے عرض کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے ان کو کیا دے دیا؟ آپ نے ان کو ایسا دے دیا گویا پانی کے سوتے کا مالک بنا دیا۔ یہ بات معلوم فرما کر آپ نے اس صحابی سے وہ کان کا ٹکڑا واپس کر لیا۔

صحیح بخاری، صحیح مسلم اور جامع ترمذی میں عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ حضورؐ بیت الخلاء تشریف لے گئے اور میں نے آپ کے لیے پانی

رکھا جب باہر تشریف لائے تو فرمایا پانی کا برتن کس نے رکھا ہے؟ عرض کیا میں نے رکھا ہے تو خوش ہو کر دین میں سمجھ کی دعا دی۔

ابوداؤد شریف میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں بیماری میں مبتلا ہو کر پڑا تھا کہ آپ نے کسی سے دوسی جوان یعنی ابوہریرہؓ کو تین دفعہ پوچھا، ایک شخص نے عرض کیا حضورؐ وہ یہ ہیں بیماری میں مسجد کے ایک کونے میں پڑے ہیں۔ آپ میری طرف چلے اور قریب آکر ہاتھ مبارک مجھ پر رکھ دیا

مصنف ابن ابی شیبہ میں عبدالرحمن ابن ابزیٰ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن میں نوجوان تھا میں نے دیکھا کہ آپ لوگوں سے خالد بن ولید کا گھر پوچھ رہے تھے۔

الغرض ایسی مثالیں قرآن کریم اور حدیث شریف میں ہزاروں ہیں آپ وقت ضرورت لوگوں سے دنیاوی باتیں پوچھ لیتے تھے۔ مخالفین تو! [illegible] سے پوچھئے کہ افغان مخلص کا گھر کہاں ہے [illegible] وغیرہ بریلوی اگر آپ کو ہر ذرہ کا علم تفصیلی حاصل تھا تو پوچھنے کی ضرورت کیوں ہے؟ علم نہیں ہو گا؟

الغرض یہ چار اصول مسلّم اور نہایت مفید ہیں، بہت سے اختلافی مسائل حل ہو سکتے ہیں ان اصولوں کی روشنی میں اس بات کو سمجھ لیجیے مولوی عبدالسمیع صاحب [illegible] کی گستاخی ہماری نظر میں ہرگز قابل معافی نہیں۔ شان میں کچھ مناسبت چاہیے توبہ توبہ حضورؐ کے علم کو شیطان کے علم سے ثابت کرتے ہیں [illegible] کہ شرعی مسائل ایسے عقیدے اور ناقص قیاسات سے پاک ہیں۔ قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس سب کے سوا کوئی چیز ایک جَو کی قیمت نہیں اس کی گزشتہ صفحات میں یہ بات گزر چکی ہے مستند دلیل سے ثابت ہوتا حضرت مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا کہ ساری زمین کی

بات کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے اگر اس دلیل سے ثابت ہے،
چونکہ آپ شیطان سے افضل ہیں، اور شیطان کو سب بندوں کی جان پہچان ہے
ہے اس لیے آپ کو بھی سب زمین کا علم حاصل ہوگا تو اس صورت میں
ساری زمین کا علم ہونا چاہیے کیونکہ ہر مومن بھی شیطان سے افضل ہے

اصل عبارت لکیر زدہ مع تشریح یہ ہے

الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر:

بعض دنیاوی چیزوں کا علم دیا گیا ہے، شیطان کو اغوا یعنی آدم کا اور ملک
الموت کو قبض روح کا علم محیط زمین فخر عالم نور صلی اللہ علیہ وسلم کا
نقطہ کو یاد رکھیں یہاں زمینی علم کی بحث ہو رہی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ
کو جن علوم میں کمال حاصل ہے وہ آسمانی علوم ہیں، اصول عقائد
میں آپ امام رازیؒ اور قاضی عیاضؒ کی عبارتوں میں پڑھ چکے ہیں کہ دین
میں غیر نبی نبی سے بڑھ سکتا ہے۔ انبیاء کا کمال علوم شریعت میں ہے
مولانا خلیل احمد مراد لے رہے ہیں کہ زمینی علم جو شیطان کو گمراہ کرنے کے لیے دیا
کی دلیل حدیث میں موجود ہے اگر حضورؐ کا ساری دنیا کی محفل میں آنے میلاد
تشریف لانا کسی حدیث میں نہیں ہے کوئی حدیث اگر اس مضمون کی ہوتی تو شیطان
علم کی پناہ کیوں لیتے؟ ہم علان کرتے ہیں کہ کوئی ضعیف حدیث ہی ایسی دکھا دیں
جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا ہو کہ جہاں محفل میلاد ہوگی ہم تشریف لائیں گے
نہیں ہے اور ہرگز آج تک اس کا ثبوت نہیں ہے تو یہ دین داری نہیں یہ ہوا
ہے اس سے باز آؤ میلاد کی محفلیں مسنون طریقہ سے بے شک کرو، ثواب ہے، مگر
بدعات کو چھوڑ دو، اور یہ اعتقاد بے بنیاد بھی چھوڑ دو کہ آنحضرت تشریف لاتے ہیں
حیران ہیں کہ کیا حضورؐ ساری مجلس ختم ہونے کے وقت ہی تشریف لاتے ہیں
ہے کہ حضور پر نور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایسی محفلوں میں تشریف لاتے ہیں تو تمہارا
دل ابھی دیر سے رہا گستاخی نہیں ہے؟ اور پھر یہ خوش گپیاں، یہ جھوٹ موٹ

غلط نعت خوانی، یہ بناوٹی کہانیاں کیا حضورؐ کو سناتے ہو! وائے افسوس! کیا صحابہؓ کی
مجلسیں ایسی ہی ہوتی تھیں؟ یہاں تو مولانا خلیل احمد زمینی علم کا ذکر فرما رہے ہیں کہ
دنیاوی اور گھٹیا علوم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے باعث شرف نہیں ہیں۔ آپ
آسمانی علوم کے تاجدار ہیں آپ کے علوم یہ ہیں۔ دنیا کی بے ثباتی، آخرت اور اس کی
ہولناکی، عالم قبر، عالم قیامت، حساب، میزان، شفاعت، پل صراط، جنت اور اس
کی نعمتیں، دوزخ اور اس کی ہولناکیاں، نیکی اور بدی کی پہچان، علم شریعت، علم
طریقت، معرفت، علم اسرار، یہ علوم نبوت شیطان خبیث کے پاس کہاں ہیں؟ یہاں زمینی
علم کی بات چل رہی ہے مگر مولوی احمد رضا خان صاحب نے جھوٹ اور بہتان میں غضب کر
دیا کہ اس دور عبارت کو علمائے عرب کے پاس ان شعلوں میں حل کر دیا!
... عنہما من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بان تسبیحہ ...
بھی مانتے دیوبندی! آپ کے پیر شیطان کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سمجھتے ہیں
کہ زمینی علم، دور کی مطلق علم کوئی شخص کتنی احتیاط سے بات کرے مگر بگاڑنے والا بگاڑ
سکتا ہے ملحوظ کی جتنیا بگاڑنے میں مشہور ہیں مولوی احمد رضا خان ان سے بھی
دو ہاتھ آگے ہیں ... کی صدی کی نحیف
... ہزار میں سے ایک وجہ بھی کفر کی نہیں

ہر سو فیصد ... کا فر بنا دیا۔

آگے چلیے خلاف نصوص قطعیہ کے جو قرآن و حدیث میں بکثرت موجود ہیں کہ
علم ذاتی کسی کو ذرہ بھر نہیں دیا گیا۔ ابھی ابھی ملفوظات کا حوالہ گزرا ہے بلا دلیل
یعنی کوئی دلیل ان کے پاس اس بات کی نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محفل میلاد میں
تشریف لاتے ہیں۔ محض قیاس فاسد سے ثابت کرنا شرک نہیں تو بھلا صاحب بیان
کا ہے۔ یعنی علم ذاتی غیر اللہ کا ثابت کرنا شرک ہے چونکہ ایسی عطائی دلیل بریلویوں کے
پاس آج تک نہیں ہے، اس لیے یہ علم ذاتی ہوگا کیونکہ تیسری قسم کوئی ہے نہیں۔
شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت۔ یعنی زمین پر رہنے والوں کو گمراہ کرنے کا علم

جواب

مولانا تھانوی نے جواب میں لکھا۔ میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا۔ لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطرہ (کھٹکا) بھی نہیں گزرا میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا جیسا کہ اخیر میں عرض کروں گا جب میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں تو میری مراد کیسے ہو سکتا ہے جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

ناظرین۔ یہ عبارت چھپ گئی تھی سب بریلویوں نے اس سے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں اگر خدا کا خوف نہیں تو دنیا کی شرم کریں کہ جن لفظوں سے تم انہیں کافر بناتے ہو ان کو وہ بھی کفر یہ کہتے ہیں تو پھر اختلاف کس بات کا ہے؟ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے بسط البنان میں جو عبارت خود واضح کی ہے جس کا خلاصہ ہم ابھی عرض کریں گے۔ یاد رہے کہ بعض مخلص افراد نے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کو مشورہ دیا تھا کہ حفظ الایمان کی عبارت اگرچہ بے غبار ہے لیکن خدا کے نذر نے والے دکاندار مولوی جن الفاظ کے سہارے عوام کو دھوکا دیتے ہیں اگر وہ الفاظ بدل دیئے جائیں تو عوام پریشانی سے بچ جائیں۔ تو آپ نے مشورہ دینے والے کو دعا دی اور دلی مسرت کے ساتھ اس مشورہ کو قبول فرمایا اور عبارت کو اس طرح بدل دیا

"مطلق علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں۔"

یہاں سے ایسا لفظ بھی اڑا دیا زید، عمر، بکر، دیوانہ اور جمیع حیوانات اور بہائم کا لفظ بھی اڑا دیا۔ یہ واقعہ ماہ صفر ۱۳۴۳ھ کا ہے۔ گویا بیس بتیس سال سے یہ عبارت بدل دی گئی تھی مگر ہمارے اہل بدعت کی دکان اسی پہلی عبارت سے چلتی ہے اس لیے وہی پرانا ایڈیشن لیے پھرتے ہیں۔ اس وقت سے آج تک حفظ الایمان کی ترمیم کے ساتھ کئی بار چھپ چکی ہے بلکہ یہ پورا واقعہ تغییر العنوان کے نام سے

… ہے۔ اس کے بعد جمادی الاخریٰ ۱۳۴۵ھ میں حضرت مولانا محمد منظور … نے یہ رائے دی کہ حرف "ایسا" سے علم غیب کا حکم کیا جانا بدل دیا جائے … اس علم کے قبل مضمون سے واقف نہیں ہیں لوگ حکومت کے معنی سمجھتے ہیں … آپ نے یہ تجویز بھی منظور فرمائی چنانچہ رجب ۱۳۴۵ھ کے رسالہ "الفرقان" … میں اس کی اشاعت بھی ہو چکی ہے۔

چنانچہ ان دو ترمیموں کے بعد اب یہ عبارت اس طرح ہے:

… پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا اطلاق کیا جانا اگر بقول … زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے بعض غیب … مراد ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور … علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیا تخصیص ہے مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء … کو بھی حاصل ہیں تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے؟

حضرت مولانا تھانوی کی انتہائی شرافت اور امن پسندی ہے کہ عبارت کو بدل … اور بعینہٖ اسی مضمون کی عبارت مولوی احمد رضا خاں صاحب کے دادا پیر شاہ … صاحب کی کتاب خزینۃ الاولیاء کے صفحہ ۱ پر ہے۔ اور اسی سے ملتی … عبارت مولوی احمد رضا خاں صاحب کے حقیقی دادا مولوی رضا علی صاحب … کی کتاب ہدایۃ الاسلام مطبوعہ صبح صادق سیتاپور کے صفحہ ۳ پر ہے، پہلے اپنے … گھر کی خبر لیں۔

اصل بات کیا تھی۔ بریلوی حضرات کو یہ مرض شرک کا یہاں تک پہنچ گیا ہے … کہ خداوند تعالیٰ کے مخصوص ناموں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بولنا چاہتے … ہیں چنانچہ کئی جاہل حضور کو عالم الغیب بھی کہتے ہیں۔ اس بات میں شک نہیں کہ … انبیاء علیہم السلام کو خداوند تعالیٰ نے غیبی علوم عطا فرمائے ہیں۔ اور حضرت مولانا … اشرف علی یہاں علم غیب کا ذکر نہیں فرما رہے ہیں بلکہ عالم الغیب کہنے کی تردید ہو … رہی ہے۔ علم غیب کے متعلق حضرت مولانا کا عقیدہ یہ ہے۔ آپ کی مشہور و معروف

تصنیف بوادر النوادر کے صفحہ کی عبارت ملاحظہ ہو:

" اللہ تعالیٰ نے علوم غیب میں سے بعض مخلوق کو بعض علوم عطا فرمائے ہیں جن میں سے سب سے زیادہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کو پھر ان سب سے زیادہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم عطا فرمائے ہیں خصوصاً علوم تشریعیہ یعنی علوم شریعت کے ... ایک جزو کا۔ اسی طرح علوم تکوینیہ غیر مناسبہ منصب نبوت کی ایک ایک جزئی کا علم آپ کو عطا فرمایا گیا ہے اور بعض نہیں عطا فرمائے گئے، علم عطا ہونے ہیں اور بعض نہیں عطا ہوئے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے:

واضح رہے کہ کسی شخص بریلوی نے بھی دولت مکیہ کے صفحہ پر اس کو تسلیم کیا ہے،

آگے فرماتے ہیں:

" در بعض دیگر، جزئیات کا عطا ہونا نہ ہونا مختلف فیہ ہے مثلاً قیامت کا علم یعنی وقت مقررہ، قیامت تک پیش آنے والے واقعات، تفصیلی علم۔ ظاہر نصوص اس کی نفی کرتی ہیں اور جمہور اہل حق کا یہی اعتقاد ہے اور بعض نے بعض روایتیں جو ثابت نہیں یا اس مطلب کے لیے ناکافی ہیں، سے دلیل پکڑ کر حضور علیہ السلام کے لیے اس کو ثابت کرکے جمہور سے اختلاف کیا ہے مگر یہ اختلاف بدعت کی حد تک نہیں بڑھا۔ یعنی ان لوگوں کو بدعتی کہا جانے کا فتویٰ نہیں لگایا جاسکتا"

...... الخ

یہاں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت مولانا علم غیب عطائی کے قائل ہیں۔ حفظ الایمان میں علم غیب کی بحث نہیں عالم الغیب کہنے کی بحث ہے افسوس ہے احمد رضا خاں صاحب نے اس عبارت کے آخری فقرہ کو کاٹ کر بات ہی ...

... سے پکڑنے والی نہ تھی۔ آخری لفظ یہ ہیں:

"تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے؟"

یہ آخری فقرہ کاٹ دیا اور بات کو اپنی جگہ سے دور لے گئے۔ اس ساری عبارت ... کے اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظ ایسا صرف تشبیہ کے لیے آتا ہے یہاں معاذ اللہ حضرت تھانوی نے حضورؐ کے علم کو جانوروں، اور دیوانوں ... دی ہے۔ یہ لفظ ایسا چونکہ اردو زبان کا لفظ ہے اس لیے یہاں اردو کے ماہرین کا حوالہ کافی ہوگا۔ واضح ہو کہ امیر مینائی نے جو اردو کے معلم استاد اور مستند ہیں، امیر اللغات جلد ۲ صفحہ ۲۰۴ میں لفظ ایسا کے پانچ معنی لکھے ہیں۔

۱۔ اس قسم کا۔ اس شکل کا۔ کہتے ہیں ایسا گلدان ہر شخص نہیں بنا سکتا۔
۲۔ اس قدر۔ اتنا۔ کہتے ہیں ایسا مارا کہ ادھ موا کردیا۔
۳۔ مانند۔ ہم نے تم ایسے بہتیرے دیکھے ہیں۔
۴۔ اس طرح یوں۔ کہتے ہیں ایسا سنا ہے کہ آج ان دونوں میں چل گئی۔
۵۔ مدح و ذم میں مبالغہ۔ کہتے ہیں ایسا وقت قسمت سے ملتا ہے۔

یہ پانچ معنے ہیں۔ صرف ۳ میں ایسا بمعنی جیسے ہے باقی چار تشبیہ اور اس کا معنی نہیں دیتے۔ مگر مولوی احمد رضا خاں صاحب کو جب کافر کہنا ہی منظور تھا، تو ان کی نظر میں ایسا کے اور معنی ہی نہیں۔ کہتے ہیں خداوند ایسا قادر ہے کہ جو چاہے کرے۔ کیا یہاں بھی مانند کے معنی ہو سکتے ہیں؟ اللہ ... ایسا تو ہے۔ جیب کہاں سے لاؤ گے؟

داغ کا شعر ہے ؎

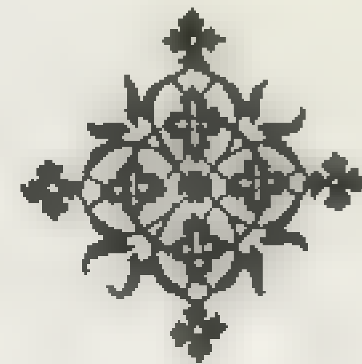
جلوے میری نگاہ میں کون و مکاں کے ہیں
مجھ سے کہاں چھپیں گے وہ ایسے کہاں کے ہیں

کسی نے کہا ہے ؎

وصل بت خود سری کی تمنا نہ کریں گے
ہاں ہاں نہ کریں گے کبھی ایسا نہ کریں گے

حضرت یہ لیس یہاں مطلق عشق کو بیان کر رہا ہے اور قاعدہ ہے کہ جب
کل کے مقابل ہو تو وہاں ایک اور معنی سے دونوں پر عشق صادق آتا ہے
علم کی عبارتیں بیچارے اردو خواں لوگ کیا جانیں!

ناظرین! ہم اس عبارت میں مزید تشریح کی ضرورت نہیں سمجھتے کیونکہ
مولانا تھانوی نے دو دفعہ تبدیل کی ہے۔ اب تبدیل شدہ عبارت پر
ہو گئی ہیں!



تہمتِ پنجم

بر حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید دہلویؒ

سب سے بڑے الزام اور بہتان حضرت شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی پر لگاتے
ئے متعلق سدہ کا مستقل رسالہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم چھپ چکا ہے
ن اعتراضات کا جواب موجود ہے جو تقویۃ الایمان پر کئے گئے صرف
اس سے جو صراط مستقیم پر لگایا یعنی مفتی احمد یار صاحب جاء الحق ص ۴۰۱

ہا:

و مدیوں کا عقیدہ ہے نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال لانا اپنے
ھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر ہے"

مولوی احمد رضا خاں صاحب نے کوکبہ شہابیہ میں اس عبارت کو کفریہ
قرار دیا ہے۔ اس لیے مناسب ہوگا کہ صراط مستقیم کی متعلقہ پوری عبارت
کا ترجمہ کر دیا جائے تاکہ عبارت کا مطلب معلوم ہو سکے۔ فرماتے ہیں:

ل کشف یہ سمجھیں کہ نماز کے اندر اپنے پیر کی طرف رخ
ر متوجہ ہونا یا روحوں اور فرشتوں کی ملاقات کو نماز میں تلاش کرنا
ی نماز کو حاصل کرتا ہے جو مومنوں کی معراج ہے"

مطلب یہ ہے کہ جو بزرگ نماز میں پیر کی صورت کو سامنے رکھ کر اس کو سجدہ
یا روحوں اور فرشتوں کی ملاقات نماز میں ڈھونڈتے ہیں یہ عمل قسم کا
ہے۔

ہیں بلکہ یہ توجہ بھی شرک کی ایک شاخ ہے اگرچہ یہ شبہ قسم کا شرک
ہو اور یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ عجیب و غریب مسائل کا حل ہو جانا ملکوتی

کا نماز میں نظر آنا برا ہے مگر اپنے ارادہ کو ادھر متوجہ کرنا
نیت میں اس مقصد کو شامل کر لینا یعنی اس نیت سے
کہ انکشاف ہو گا برا خواص لوگوں کے اخلاص کے خلاف
لیکن بلا ارادہ ان چیزوں کا نظر آ جانا ایک قسم کا انعام
اللہ کے حضور میں پوری طرح متوجہ ہونے والوں کو
کی وجہ سے عطا ہوتا ہے۔ پس بیان کا کمال ہے جو مثال
میں مجسم بن کر سامنے آ گیا۔ اور ان کی نماز ایسی عبادت
کا پھل آنکھوں سے نظر آ گیا۔ ہاں دینی ضرورت کی دعا میں
عقیدہ ہے کہ حاجت روائی صرف اللہ کا کام ہے نماز
ہے۔ اور دینی حج میں اپنی ضرورتوں کا شعور رکھنا نماز کے
مدتریں وسوسے ہے۔ اور جو بات حضرت عمرؓ سے منقول
میں لشکر کی تیاری کی تدبیر فرماتے پس اس قصہ سے دھوکا کھا

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر — گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

پاک لوگوں کا معاملہ اپنے جیسا نہ سمجھ۔ اگرچہ لکھنے میں شیر اور شیر کی
ایک ہے حضرت خضر علیہ السلام کے لئے بے گناہ لڑکے کو قتل کر
بڑا ثواب تھا دوسروں کے لئے بڑا گناہ ہے۔ حضرت عمرؓ کا
مرتبہ تھا کہ نماز میں لشکر کی تیاری خلل نہیں ڈالتی تھی بلکہ نماز
تھی بلکہ نماز کو مکمل کرتی تھی کیونکہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے ان
دل پر الہام ہوتا تھا لیکن جو شخص نماز کو خود اپنے ارادہ سے کسی
یا دنیاوی کام کی طرف توجہ کرتا ہے اس کا معاملہ دوسرا ہے
شخص کہ یہ مقام حاصل ہو وہ سمجھتا ہے۔

ہاں اس اصول کے مطابق کہ نماز میں بعض مدبروں یعنی وسوسے
سے بڑھ کر ہیں۔ زنا کے وسوسہ کی نسبت اپنی بیوی کے ساتھ

وسوسہ آ جانا اچھا ہے۔ اور نماز میں اپنی پوری توجہ کو خداوند تعالیٰ
ارادہ لگا کر اپنے پیر یا دوسرے قابل تعظیم لوگوں کی طرف خواہ
جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہوں پھیر دینا اپنی گائے یا گدھے کی
صورت پر متوجہ ہونے سے بہت برا ہے۔ کیونکہ بزرگوں کا خیال تعظیم
اور بزرگی کے ساتھ دل کے مرکز سے چمٹ جاتا ہے لیکن اپنے گدھے
اور گائے کا خیال کہ نہ تو اتنی دلچسپی رکھتا ہے اور نہ تعظیم بلکہ اپنی گائے
گدھے کا خیال ذلت اور حقارت کے ساتھ آتا ہے اس لئے بلا
مانع نہیں ہے۔ اور جب نماز پڑھنے کا مقصد اور بندہ غیر اللہ کی تعظیم
اور بزرگی ہو تو شرک تک پہنچ جاتا ہے۔ حاصل کلام اس عبارت کا مقصد
دونوں کا فرق بیان کرنا ہے۔ اس کو مختصر رہنا چاہیئے کہ خداوند تعالیٰ
حضوری سے پیچھے رہتے اگرچہ کوئی رکاوٹ بھی ہو۔"
گائے اور گدھے کے لفظ کے متعلق آگے فرماتے ہیں:
گائے اور گدھا ایک مثال ہے خواہ ہاتھی ہو یا اونٹ"

اصل عبارت فارسی میں یوں ہے:

"از وسوسۂ زنا خیال مجامعت زوجۂ خود بہتر است و صرف ہمت بسوئے
شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر
از استغراق در صورت گاؤ خر خود است ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الخ

مولوی محمد صاحب کوکبۂ شہابیہ میں اس عبارت کو لکھ کر ص ۲۹ از ایک
ہو کر اس عبارت کی تشریح اردو میں یوں کرتے ہیں:

"مسلمانو! خدا را ان ناپاک خبیث کلموں پر غور کرو۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف نماز میں خیال لے جانا ظلمت بالائے ظلمت ہے کسی
فاحشہ رنڈی کے تصور اور اس کے ساتھ زنا کا خیال کرنے سے بھی
بدتر ہے۔"

ناظرین غور فرمائیں اس عالم مجدد نے صرف ہمت کا ترجمہ [illegible] سے جانا اور یہی اندھیر گردی آج تک بریلویوں میں جاری ہے کہ اس [illegible] خیال لایا جایا کرتے ہیں۔ ورنہ حضرت کا لفظ تکلف لینے کے [illegible] ساتھ لگا دیا جاتا کہ صراط مستقیم کے لفظ یہ ہیں۔ اپنی زوجہ کی مجامعت وسوسۂ زنا سے بہتر ہے۔ لیکن یہ جھوٹا مجدد اس لفظ کو کاٹنے میں کتنا دلیر ہے۔ معاذ اللہ حضرت مولانا شہیدؒ نے خیال لانا [illegible] لکھا ہے۔ بلکہ صرف ہمت کا لفظ لکھا ہے۔ صرف ہمت دو لفظ ہیں دوسرے صرف کے معنی عربی زبان میں گردانیدن یعنی پھیرنا اور ہٹانا ہے۔ دیکھو منتہی الارب ص۱۴ اور ہمت کے معنی ہیں قصد دل یعنی دل کا ارادہ اور مقصد دیکھو غیاث ص۵۴ منتہی الارب ص۱۳۳۹ واضح رہے کہ ہمت صوفیہ کرام کی ایک مشہور اصطلاح ہے اس لیے شیخ الاسلام ہروی رحمۃ اللہ علیہ کی مستند و معتبر کتاب منازل السائرین اور اس کی شرح مدارج السالکین سے ہمت کی تشریح بیان کی جاتی ہے۔

(بابُ الهِمَّةِ) اَلْهِمَّةُ مَا يَمْلِكُ الْاِنْبِعَاثَ لِلْمَقْصُوْدِ صِرْفاً

ترجمہ:۔ یعنی ہمت بندہ کی وہ حالت ہے جو خالص مقصود کی طرف توجہ بندھ جاتی ہے یعنی اپنے مقصود کے سوا دوسری چیز کی طرف متوجہ ہونا اس کے اختیار میں نہیں رہتا۔

(منازل السائرین ص۴۸)

اس کتاب کی مشہور شرح مدارج السالکین میں یوں لکھا ہے:۔

وَالْهِمَّةُ فِعْلَةٌ مِنَ الْهَمِّ وَهُوَ مَبْدَأُ الْاِرَادَةِ وَلٰكِنْ خَصُّوْهَا بِنِهَايَةِ الْاِرَادَةِ فَالْهَمُّ مَبْدَؤُهَا وَالْهِمَّةُ نِهَايَتُهَا۔

(مطلب) ارادہ کو ابتدائی حالت میں ھم کہا جاتا ہے اور انتہائی حالت میں ھمۃ کہا جاتا ہے ص۳

معلوم ہوا کہ ہمت بندہ کے دل کی وہ کیفیت ہے جس میں خداوند تعالیٰ کی

طرف دل کی توجہ انتہائی درجہ کو پہنچ جائے اور خالص ہو جائے کہ اس کے سوا کسی طرف رجوع [illegible] چنانچہ فرماتے ہیں:۔

اَلْمُرَادُ اَنَّ هِمَّةَ الْعَبْدِ اِذَا تَعَلَّقَتْ بِالْحَقِّ تَعَالٰى طَلَباً صَادِقاً خَالِصاً مَحْضاً فَتِلْكَ هِيَ الْهِمَّةُ الْعَالِيَةُ ..... صَاحِبُ هٰذِهِ الْهِمَّةِ سَرِيْعٌ وُصُوْلُهٗ وَظَفَرُهٗ بِمَطْلُوْبِهٖ ص۲/۳

ترجمہ:۔ مراد یہ ہے کہ بندہ کی ساری توجہ جب خالص اور صرف خداوند تعالیٰ کی طرف ہو، اور کسی مخلوق کی طرف نہ ہو تو یہی ہمت عالیہ ہے۔ اور ایسی ہمت یعنی توجہ والا بہت جلدی اپنے مقصد کو حاصل کرتا ہے۔

اب یہ بات واضح ہو گئی کہ ہمت کا ترجمہ خیال نہیں ہے بلکہ انتہائی توجہ جو خداوند تعالیٰ کے لئے خاص ہو جائے اور مخلوق سے بالکل منقطع ہو جائے اسے صوفیہ کرام کی اصطلاح میں ہمت کہتے ہیں۔ اور صرف ہمت کا معنی ہے ایسی کامل توجہ کو خداوند تعالیٰ سے ارادۃً ہٹا کر بزرگوں کی طرف لگانا۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب صرف ہمت کا معنی لکھتے ہیں خیال لانا۔ اب یہاں حیرانی ہے کہ مولوی صاحب کو جاہل کہا جائے یا متعصب ضدی دونوں لفظ مناسب حال ہیں۔

اصل بات

جاہل صوفیوں کی ایک اصطلاح ہے تصور برزخی یعنی نماز میں اپنے پیر یا حضور علیہ السلام کا تصور اس طرح باندھتے ہیں کہ آپ کے سامنے کھڑا آپ کی نماز پڑھ رہا ہوں۔ آپ قبلہ، برزخ اور خلق اللہ میرے سامنے ہیں۔ میں آپ کو رکوع اور سجدہ کر رہا ہوں۔ یہ عبادت آپ کی کر رہا ہوں۔ ان جاہلوں کی کوشش یہ ہے کہ نماز میں خداوند تعالیٰ سے توجہ بالکل پھر جائے اور خداوند تعالیٰ کی یاد آ ہی جائے تو کوشش کرتے ہیں توجہ ہٹا کر پیر یا حضور علیہ السلام کی طرف لگاتے ہیں۔ چنانچہ نماز کے تمام الفاظ سبحانک اللّٰھم التحیات وغیرہ کہ جو خداوند تعالیٰ کی تعریف اور حمد و ثنا ہے پیر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر منطبق کرتے ہیں۔ یہی صرف ہمت ہے

اور یہی بُری ذہنیت ہے جسے علامہ شہید بدترین وسوسہ اور شرک قرار دیتے ہیں۔ کیا کوئی مسلمان اس بات پر خوش ہے کہ نماز کو اس طرح بگاڑ دیا جائے۔ ہاں ہاں کی اور بات ہے۔ مولانا شہید نے کس قدر بات کو صاف کیا فرماتے ہیں۔

"ایں تعظیم و جلال غیر او در نماز ملحوظ و مقصود مے شود بہ شرک مے کشد"

ترجمہ: جب نماز کا مقصود غیر اللہ کی تعظیم اور بڑائی ہو جائے تو شرک بن جاتا ہے۔ بریلوی حضرات فرمائیں کہ ایسی نماز بھی شرک نہیں ہے تو آخر شرک کیا چیز ہے۔ ہاں ایک بات اور ہے وہ یہ کہ تصور شیخ کی صورت بھی ہے جسے صوفیائے کرام کی زبان میں رابطہ کہتے ہیں یہ بہت بڑی نعمت ہے یعنی مجذوب کے حالات و اوصاف سنتے سنتے بوجہ غلبۂ محبت اکثر تصور ان کا بلا ارادہ اور بلا قصد سامنے رہتا ہے اور یہ صورت بعض اوقات نماز میں بھی بلا اختیار سامنے رہتی ہے جس کو حضرت امام مجدد الف ثانیؒ نے مکتوبات میں بیان فرمایا ہے دیکھو صفحہ [illegible] یہ کیفیت مشائخ سے اور بہ پابندی شریعت تسلیم کیا ہے شاذ و نادر مسلمانوں میں اس کی [illegible] زیادہ ہے۔ دیکھو مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات صفحہ [illegible]، صفحہ [illegible]، صفحہ ۱۳، صفحہ ۲۹۵ جیسے اکمل لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار سوتے جاگتے ہر وقت حاصل رہتا ہے۔ بندہ کے رسالہ حیات النبی میں اس کا کچھ بیان موجود ہے۔ حضرت مولانا اسمٰعیل شہید بھی اس کے قائل ہیں چنانچہ اپنی کتاب صراط مستقیم کے صفحہ [illegible] پر فرماتے ہیں۔

"[illegible] تحصیل شد تحقیق است بر شد خود استقلالاً"

لیکن پیر پرستوں کا عقیدہ تصور پیر یقیناً مردود اور شرک ہے اسی کو حضرت نے گائے اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر فرمایا۔ کیونکہ یہ لوگ نماز میں اپنی پوری توجہ کو خداوند تعالیٰ سے پھیر کر پیر یا حضور علیہ السلام پر روک دیتے ہیں اور ان کو اپنے ارادہ سے مقصود قصد کر دیتے ہیں۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی نے اسی طرح تصور کو اپنی تفسیر میں رد فرمایا ہے۔ دیکھو اقسام شرک ص [illegible]
فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا (الآیۃ)

معلوم ہوا کہ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آنا اور لانا دونوں مبارک ہیں۔ [illegible] میں تصور روحی بنا کر آپ کا خیال لانا شرک ہے۔

ناظرین! ہم معافی کے خواستگار ہیں کہ بلیک مارکیٹ کی یہ دوکان دو علمی اصطلاحات سے بھری ہوئی تھی ممکن ہے یہاں آپ کو کھوٹا کھرا پہچاننے میں دقت پیش آئی ہو۔ مولوی احمد رضا خان بریلوی کے کارنامے آپ نے دیکھ لئے۔ اب ہم آپ کو بلیک مارکیٹ کی ایک اور دوکان پر لے چلتے ہیں۔ یہاں سفید جھوٹ اور سیاہ بہتان روز روشن کی طرح واضح نظر آئیں گے۔ مولوی محمد عمر صاحب کے شاگرد ہیں فقیر قادری [illegible] برکات سید احمد ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور۔ انہوں نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات شریف کا ایک خلاصہ بنا چالیس ارشادات امام ربانی [illegible] اشتہار اور پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا ہوا ہے۔ یہ پمفلٹ عموماً بریلویوں کی مساجد میں لٹکے ہوئے دیکھے جاتے ہیں۔ اس اشتہار میں حضرت مجددؒ کے مکتوبات پر جو ظلم کیا ہے اس کا کچھ نمونہ دیکھئے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کی شان صادق آئے

طوفان نمبر ۱

پمفلٹ کے صفحہ نمبر [illegible] میں مکتوبات شریف سے ایک حدیث نقل کی ہے جس میں بہت زیادہ تحریف تو نہیں بلکہ صرف ماسوا [illegible] نہیں کا لفظ کاٹ کر اب دیا۔ ہاں [illegible] نہیں میں کتنا فرق ہوتا ہے یہ تو آپ سمجھتے ہیں بس سید صاحب نے اتنا کام کیا ہے۔ سید صاحب فرماتے ہیں:

"حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے عرض کی اَللّٰهُمَّ اَنْتَ وَاَنَا وَمَا سِوَاكَ تَرَكْتُ لِاَجْلِكَ

ترجمہ یہ کیا ہے:

اے اللہ تو ہے اور میں ہوں اور تیرے سوا جو کچھ ہے سب ترک کریں

[illegible] ۲۲ ستمبر ۱۹۷۸ء [illegible]

نے تیرے لئے چھوڑ دیا۔

ناظرین! اس عبارت اور اس کار گیری میں رضا خانی بریلوی ذہنیت کار فرما ہے۔

اصل جھگڑا علماء ان سے یہی ہے کہ انبیاء کو خداوند تعالیٰ کے سامنے مقابلہ میں لاتے ہیں۔ مکتوبات شریف میں حدیث قدسی کی اصل عبارت یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ وَمَا اَنَا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الخ

اے اللہ تو ہے اور میں نہیں ہوں یعنی تیرے سامنے میری ہستی کچھ نہیں۔ جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عبدیت سے واقف ہے وہ کیا یہ سمجھ سکتا ہے کہ حضور پر نور اللہ تبارک وتعالیٰ کی جناب میں یہ جرأت کر سکتے تھے کہ خداوندا! تو بھی ہے اور میں بھی کچھ ہوں۔ میری بھی کچھ ہستی ہے۔

یہ بات اب تک ہماری سمجھ میں نہیں آئی کہ یہ لوگ توحید کے دشمن کیوں ہیں۔ سید صاحب نے نہیں کا لفظ کاٹ کر ہاں بنا دیا۔ حدیث بگاڑی وہ بھی قدسی۔ پھر امام مجدد الف ثانی کو بدنام کیا۔ یہ سلسلے جتنے نہیں تو بات یہ ہے جب تحریر اور تصنیف میں یہ عالم ہے تو تقریر کا کیا حشر ہوگا؟ ان کی تو ہمیشہ جہلاء سنتے ہیں۔ وہاں ان کو دل کھول کر جھوٹ بولنے کا موقع ملتا ہے جب بات پھیکی ہونے لگتی ہے تو جھٹ قرآن کی کوئی آیت پڑھ دیتے ہیں۔ کوئی شعر پڑھ دیا کسی بڑے امام کا نام لے لیا۔ فلاں علامہ فلاں کتاب میں یوں فرماتے ہیں، یہ مقولہ غلطی نہیں ہے جس کا دل چاہے مکتوبات شریف میں ھنا کا لفظ دیکھ لے۔

ادھر سید صاحب کا اشتہار بھی دیکھ لے۔ انصاف اور طلب حق شرط ہے۔ سید صاحب کی یہ جرأت دیکھ کر ہم حیران رہ گئے اور قصور شہر کے ایک اہل علم نصیحت کرنے گئے۔ بولے کیا سید صاحب یہ ھنا آپ کس طرح ہضم کر گئے؟ وہابی بھائی کہاں کیا نام دھرا ہے ایک قلمی نسخہ ہے ہمارے پاس وہ صحیح ہے باقی سب دنیا کے نسخے غلط ہیں۔ ہمارے دوست نے عرض کیا سید صاحب جس کتاب کے صفحات کا حوالہ آپ نے دیا ہے اس میں جب ایسا نہیں ہے تو آپ کو غلط لکھنے کا

حق تھا؟ اچھا لائیے صحیح نسخہ۔ وہ کیا نام ہاں یہاں نہیں ملتیں۔ وہ ادھر سے کہاں گیا گئی ادھر ہی ہیں؟ ہمارے دوست اُٹھ گئے کہ دیکھ کر جاؤں گا۔ آخر ہزار بہانہ کے بعد قلمی نسخہ آیا تو اس میں بھی ھنا لکھا تھا۔ آنکھیں زمین میں گڑ گئیں اور دبی زبان سے کہا بھائی غلطی ہو گئی ہے۔ ہمارے دوست نے کہا اگر غلطی مان لی ہے تو اسے شائع کیجئے تاکہ لوگ گمراہ نہ ہوں مگر اصلی بریلوی وہی ہوتا ہے جو بیکا ضدی ہو۔ سید صاحب کو یہ غلطی شائع کرنے کی توفیق نہ ہوئی یہ حضرت بریلویت کے کرتا دھرتا ہیں۔ ان کے کرتوت یہ ہیں چھوٹے چھوٹے مدعی ناموں کا کیا کہنا جب سند سروں کا یہ حال ہے۔

مولوی محمد سعید صاحب کو مرکز حزب الاحناف میں شاید ہی جھوٹ کے سمندر نظر آئے ہوں۔ ہم حیران ہیں کہ بدگمانی اور علامی کے تعلق میں میں اور تم کی گنجائش ہی کہاں ہے؟ یہاں سید صاحب بریلویت کا اصول ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ دیکھو حضور نبی کریم خداوند تعالیٰ کے سامنے کس طرح اکڑ کر بولتے ہیں اے خدا تو بھی ہے اور میں بھی ہوں۔ اصل حدیث یوں ہے۔ اے خدا تو ہے اور میں نہیں ہوں تیری شان جلالی کے سامنے میں سراپا عبدیت ہوں۔ انانیت ہی تو ابلیس کا جرم ہے۔

ے اے آفتاب خطہ یہ معرفت ہے تو!
کتنے ستارے اور تیری محفل میں کچھ نہیں

طوفان نمبر ۲

بریلویوں کی بلیک مارکیٹ ناظرین کے لئے اچھے خاصے لطائف مہیا کر رہی ہے مگر در اصل یہ خوش طبعی کا سامان نہیں رونے کا مقام ہے۔ سید صاحب اسی پمفلٹ کے نمبر ۱ میں مکتوبات جلد سوم نمبر ۱ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ حضرت امام مجدد نے فرمایا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت کسی بشر کی خلقت کی طرح

نہیں، بلکہ عالم ملکوت کی کوئی چیز بھی حضورؐ کی خلقت سے کچھ مناسبت نہیں رکھتی۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند تعالیٰ نے اپنے نور سے پیدا کیا ہے۔"

مکتوبات شریف کی اصل عبارت یہ ہے۔

"باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلق ہیچ فردے از افراد عالم مناسبت ندارد کہ وے صلی اللہ علیہ وسلم با وجود نشاء عنصری از نور حق جل وعلا مخلوق گشتہ است۔"

ترجمہ: جاننا چاہیئے کہ حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش تمام افراد انسانی کی پیدائش کی طرح نہیں ہے۔ بلکہ کائنات کے کسی فرد سے بھی آپ کی پیدائش کچھ مناسبت نہیں رکھتی۔ کیونکہ آپ جسم عنصری یعنی آگ پانی مٹی ہوا کا مادی جسم رکھنے کے باوجود اللہ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔"

واضح رہے کہ دنیا کے ہر جسم کا اصل یہی چار چیزیں ہیں۔ اب یہاں بشر کا معنی تو ہے ہی نہیں انسان کا لفظ ہے چونکہ ان کو ہر جگہ بشر سے کھیلنے کی عادت ہے انسان کی بجائے بشر کا لفظ لکھ دیا۔ مطلب یہ نکالنا چاہتے ہیں کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ حضور علیہ السلام کو بشر نہیں مانتے۔ مگر یہ نہ سوچا کہ حضرت مجددؒ نے مکتوبات میں کتنی جگہ بشریت کا صاف صاف اقرار کیا ہے۔ دیکھیے مکتوب ۲۰۲ دفتر اول ص ۳ میں حضرت امام مجددؒ فرماتے ہیں:

"اے برادر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم با آں علو شان بشر بودند باسمت حدوث و امکان متسم۔ بشر از خارق بشر چہ یابد"

ترجمہ: اے بھائی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر بلند شان کے باوجود بشر تھے اور حدوث و امکان کے داغ سے داغدار تھے۔ بشر خارق بشر کے متعلق کیا معلوم کر سکتا ہے؟

آگے چلیے جلد اول ص ۲۳۹ میں فرماتے ہیں:

"ہمے بینی کہ انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات با عامہ در نفس انسانیت برابر اند و در حقیقت و ذات ہمہ متحد۔ تفاضل باعتبار صفات کاملہ آمدہ است"

ترجمہ: کیا تو نہیں دیکھتا کہ انبیاء علیہم السلام نفس انسانیت میں عام لوگوں کے ساتھ برابر ہیں اور حقیقت اور ذات میں سب ایک دوسرے سے متحد ہیں ایک دوسرے سے افضل ہونا صفات کاملہ کی وجہ سے ہے۔

اہل بدعت اس لفظ پر غور فرمائیں۔ تم لوگ خطوں اور منظوں میں زمین آسمان کے قلابے ملا دیتے ہو امام مجددؒ نے خوب فیصلہ فرما دیا کہ حقیقت اور ذات میں سب ایک ہیں۔ نفس انسانیت میں عام لوگ نبیوں کے ساتھ برابر ہیں۔

مکتوب ۱۶۳ دفتر اول ص ۱۷۲ میں حضرت امام مجددؒ فرماتے ہیں:

"حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ حبیب خود صلی اللہ علیہ وسلم را باکد و تاکید امر فرمایہ باظہار بشریت خود کہ قولہ سبحانہ وتعالیٰ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ آیان لفظ مثلکم از برائے تاکید بشریت است"

ترجمہ: خداوند تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت تاکید کیساتھ حکم فرمایا ہے کہ اپنی بشریت لوگوں پر ظاہر کریں۔ جیسا کہ فرمایا کہ کہہ دیں تم جیسا بشر ہوں۔ مثلکم کا لفظ تاکید کے لئے لایا گیا ہے تاکہ شک و شبہ نہ رہے۔"

دیکھیے امام مجددؒ کیا تفسیر بیان فرماتے ہیں؟ کیا وہ دیوبندی سے معلوم ہوتے ہیں۔

مکتوب ۴۱ دفتر دوم ص ۹۳

"حضرت عمرؓ نے یہ سمجھا ہوگا کہ یہ کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سے از روئے بشریت بلا ارادہ زبان پر جاری ہوا ہے"
مکتوب ۹۶ دفتر دوم صفحہ ۱۲۹، ص ۱۰ " امام مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ
"روشیعوں نے جو کاغذ، قلم، دوات طلب کرنے والی حدیث اور حضرت عمرؓ کے قول اھجر استفھموہ پر اعتراض کیا ہے اس کا جواب معلوم کرنے کے لئے پہلے چند اصول معلوم کرو، ہر اصول مستقل جواب ہے"

اصول نمبر ۱

اول یہ کہ تمام منطوق و معقول یعنی جو لفظ آپ زبان سے بولتے اور جو کچھ عقل سے سمجھتے تھے سب کے سب وحی نہ تھے اگر آپ کی سب باتیں وحی ہوتیں تو آپ کی بعض باتوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعتراض نہ ہوتا اور بعض باتوں کو معاف کرنے کی گنجائش نہ پیدا ہوتی خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے خدا نے آپ کو معاف کر دیا کیوں ان کو اجازت دی تھی؟ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَفَا اللّٰہُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ یعنی اگر ہر بات وحی سے ہوتی تو کسی بات پر اعتراض اور معافی نہ ہوتی۔

اصول نمبر ۲

اجتہادی اور عقلی معاملات میں فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ اور شَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ کے مطابق تو صحابہؓ کو آپ سے گفتگو کی اجازت تھی اور رد و بدل کی گنجائش تھی۔ کیونکہ سوچ بچار و مشورہ کا حکم جو قرآن نے دیا ہے رد و بدل ہو سکے سوا اس کی کوئی صورت

نہیں ہو سکتی (مطلب یہ ہے کہ اگر ہر بات آپ کی وحی الٰہی سے ہوتی تو وحی کے مقابلہ میں مشورہ کی کیا حیثیت ہے؟)

فرماتے ہیں:
"بدر کے قیدیوں کو قتل کرنے اور فدیہ لینے میں جو اختلاف ہوا تھا، حضرت عمرؓ نے قتل کا مشورہ دیا تھا اور آپ نے حضرت صدیقؓ اور دوسرے صحابہؓ کی رائے سے فدیہ لے کر کافر قیدیوں کو چھوڑ دیا، وحی حضرت عمرؓ کی رائے کے موافق نازل ہوئی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر اس بات پر عذاب نازل ہوتا تو عمر فاروقؓ اور سعد بن معاذؓ کے سوا کوئی نہ بچتا کیونکہ سعدؓ کی رائے حضرت عمرؓ کے ساتھ تھی"

اصول نمبر ۳

تیسرا اصول یہ ہے کہ بھول جانا پیغمبر کو جائز ہے بلکہ ایسا واقع ہوا ہے، ذوالیدین صحابی کی حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے چار رکعت والی نماز فرض میں بھول کر دو رکعت پر سلام پھیر دیا، صحابی نے عرض کیا، کیا نماز کم ہو گئی یا آپ بھول گئے؟ آپ نے دوسروں سے پوچھ ذوالیدین صحابی کی سچائی ظاہر ہونے پر آپ نے نماز پوری کی، اور سجدہ سہو کیا۔ ہر گاہ کہ تندرستی اور فراغت کی حالت میں آپ کا بھول جانا از روئے بشریت جائز ہے تو مرض موت میں بلا ارادہ درد کے غلبہ کے وقت بوجہ بشریت کے بھول جانا کیوں جائز نہ ہوگا؟"

لیجئے (یہ دستور بشریت ہے اس کو یاد رکھئے) ناظرین، یہ ارشادات مجدد سرہندیؒ

سکیں، جب حقیقت محمدیہ پر نظر پڑتی ہے تو بشریت سے انکار کر بیٹھتے ہیں اور بعض
لوگ جب بشریت کو دیکھتے ہیں تو حقیقت محمدیہ کو بھول جاتے ہیں اور بعض گستاخ یہاں تک
کہہ دیتے ہیں کہ ہم میں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کیا فرق ہے، فرق بہت زیادہ ہے معاذ اللہ!

طوفان نمبر ۳

سید صاحب لاہوری اسی اشتہار کے نمبر ۳ میں فرماتے ہیں۔
"مکتوب نمبر ۱۰۰ دفتر اول میں حضرت امام ربانیؒ نے فرمایا ہے کہ انبیاء و اولیاء کی
روحوں کو عرش سے فرش تک ہر جگہ برابر نسبت ہوتی ہے کوئی چیز ان سے دور نزدیک نہیں"
مکتوبات شریف کھول کر دیکھیے تو اصل عبارت یہ نکلی؛
"روح را نسبت با جمیع اشیاء با وجود لامکانیت برابر است و از عرش تا فرش معنی دیگر
است، تا ایں جا نرسی نتوانی دریافت"
ترجمہ:۔ روح کے لامکان ہونے کے باوجود تمام چیزوں سے ایک جیسا تعلق ہے، عرش کو
فرش سے برابر کہنا دوسری بات ہے جب تک تو اس مقام پر نہ پہنچے نہیں سمجھ سکتا:
نہایت واضح بات ہے کہ جو چیز زمان و مکان میں محدود نہ ہو اس کے لئے دوری اور نزدیکی کا
سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، لامکان ہونا روح کی صفت ہے قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی اس کی
دلیل ہے۔ یہ تمام بحث لطیف اشارات میں مکتوب میں واضح کی گئی ہے لیکن سید صاحب نے جو جھوٹ کا ...
میں حاضر ناظر کا مسئلہ ثابت کرنے کے لئے یہاں انبیاء و اولیاء کا لفظ بڑھا دیا کیا جھوٹ سے مسئلہ
کو ثابت کرنا بریلویوں کے جماعتی نظام میں داخل ہو چکا ہے؟
افسوس سے دنیا میں دین کا پردہ کر کے گمراہ کیا نام خدا کا لے کر۔ سید صاحب ...
انبیاء و اولیاء کا لفظ حضرت مجدد نے نہیں لکھا اور مطلق روح کی بات ہو رہی ہے
تو آپ نے علم غیب کلی اور حاضر ناظر کے لئے یہ پاپڑ کیوں بیلا؟ اور جناب سید
صاحب یہ عرش سے فرش تک کا لفظ بھی تو آپ نے ہی بڑھایا ہے کیا
یہ جرم بھی معافی کے قابل ہے؟

طوفان نمبر ۴

اسی اشتہار کے نمبر ۴ میں سید صاحب لکھتے ہیں
مکتوب ۵۴ دفتر اول صفحہ ۵۴ میں امام مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔"
مسلمان کہلانے والے بدمذہب کی صحبت کھلے ہوئے کافر کی صحبت سے
زیادہ نقصان پہنچاتی ہے"
اصل کتاب کے الفاظ یہ ہیں۔
"یقین تصور فرمایند کہ فساد صحبت مبتدع زیادہ از فساد صحبت کافر است"
ترجمہ:۔ یقین جانئے کہ بدعتی کی صحبت کا بگاڑ کافر کی صحبت سے زیادہ ہے۔
یہاں پھر وہی بریلوی ذہنیت کارفرما ہے امام ربانیؒ نے بدعتی کا لفظ فرمایا ہے بدعتی
کون ہوتا ہے، حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
امام مجدد الف ثانیؒ کے حوالے گزر چکے ہیں جہاں نام لے کر پیر پرستوں کو بدعتی اور
مشرک کہا ہے۔ سید صاحب کو اس آئینہ میں اپنی صورت جو نظر آئی تو بڑی پھرتی
سے پیچھے ہٹے اور بدعتی کی بجائے بدمذہب کا لفظ جلدی سے لگا دیا کچھ میں نہیں
کہ یہ امام مجدد بھی کیسے بزرگ ہیں ہر وقت ان کے کانوں پر مارتے ہی رہتے ہیں
سچی بات یہ ہے کہ بدعت کے دشمن نہ ہوتے تو مجدد کس طرح ہوتے۔ مجدد تو بدعت
توڑنے کے لئے ہی آتے ہیں خیر سید صاحب نے ایک بات کام کی کہہ دی۔ بدعتی
کا معنی ہے بدمذہب [illegible]

طوفان نمبر ۵

یہاں سید صاحب نے دل کھول کر جھوٹ بولا ۔۔۔ حضرت امام مجدد

کی بعض عبارات بھیجیں پھر سید صاحب کا قصور ہے حد کی پناہ بہت [illegible]
مکتوب [illegible] دفتر ۲ بخط مرزا حسام الدین احمد کے جواب میں [illegible]
لکھا ہے۔ مرزا حسام الدین کا سوال یہ ہے جس کو حضرت امام مجدد [illegible]
میں لکھتے ہیں لکھ رہے ہیں

دیگر [illegible] مولود خوانی [illegible] ننہ بود۔ در نفس قرآن [illegible]
بصوت حسن و در قصائد نعت و منقبت خواندن چہ مضائقہ است [illegible]
تحریف و تغییر حروف قرآن است التزام رعایت مقامات نغمہ [illegible]
صوت [illegible] مناسب آں کہ در شعر نیز [illegible]
[illegible] خوانند تحریف در کلمات قرآنی واقع نشود [illegible]
[illegible] مذکورہ متحقق [illegible] بہ طرق صحیح تجویز [illegible]
[illegible] مولود [illegible] سے متعلق آپ کے خط میں درج تھا [illegible]
[illegible] سے قرآن پڑھنے اور نعت و منقبت کے قصیدے [illegible]
میں کیا حرج ہے منع صرف یہ ہے کہ قرآن کے حروف بدلے
اور [illegible] مقامات کا خیال رکھا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] پڑھا جائے [illegible]
اور نعت کے اشعار میں بھی راگ کے اصول [illegible] اور اس [illegible]
تو صحیح [illegible] کہ [illegible] محفل [illegible]
نہ ہو تو [illegible]

اوپر [illegible]
[illegible] عبارت [illegible]
[illegible]

[illegible] امام ربانی کسی صورت میں اجازت نہ دیتے تھے مطلقاً منع فرماتے
حضرت علماء دیوبند تو خاص شرائط کے ساتھ اجازت دیتے ہیں
[illegible] علماء دیوبند میں ہم نے لکھ دیا ہے مگر امام مجدد الف ثانی [illegible]
[illegible] فرماتے ہیں دفتر [illegible] کے ایک مکتوب میں عجیب [illegible]
[illegible] نے ایک خط لکھا تھا کہ آپ مولود کی محفلوں کو سختی سے بند [illegible]
[illegible] بعض لوگوں نے میلاد کا جھگڑا کر [illegible] خواب میں [illegible] کو حضور علیہ
[illegible] کی زیارت نصیب [illegible] حضرت امام
[illegible] فرماتے ہیں کہ خواب کا کچھ اعتبار نہیں حضور کی شکل تو شیطان [illegible]
[illegible] آپ کی اصلی صورت تو فقط صحابہ نے دیکھی ہوئی تھی [illegible] شیطانی
[illegible] محفوظ نہیں ہیں [illegible] میلاد کی مجلسیں [illegible]
[illegible] مرید کا تعلق ختم [illegible]
مکتوب [illegible] میں منقول ہے [illegible]
مخدوم [illegible] کو [illegible]
معلوم ہوا [illegible] مرزا حسام الدین سے پوچھا [illegible] اگر میلاد
[illegible] قرآن کریم راگ میں نہ پڑھا جائے اور نعت بھی [illegible] پڑھی
جائے تو پھر مولود کی محفل میں کیا حرج ہے؟ منع تو راگ ہے دیکھئے آج
[illegible] نعت خوں بھی [illegible] اس غریب کو کون پوچھتا ہے [illegible]
[illegible] شک نہیں [illegible] محفل میلاد اور مجلس گیارہویں [illegible]
[illegible] یہی وجہ ہے کہ کسی دن [illegible] میں اچھا راگی نعت خواں آجائے تو [illegible]
[illegible] ہو جاتے ہیں نفس پرستی [illegible] دین پرستی [illegible] ہے
ہاں تو حضرت مرزا حسام الدین حضرت مجدد سے پوچھتے ہیں کہ اگر محفل میلاد
تمام غیر شرعی راگ رنگی سے پاک ہو تو پھر کیا حرج ہے۔ جو [illegible] ایک ہزار سال
کی تجدید جس بزرگ کو خداوند تعالیٰ نے بخشی ہے ان کا جواب [illegible]

سنئے فرماتے ہیں۔

"مخدوما! بخاطر فقیر مے رسد تا سدّیں باب مطلق نہ کنند بوالہوساں
ممنوع نمے گردند، اگر اندک تجویز کنند منجر بہ بسیار خواہد شد قلیلہ
الی کثیرہ قول مشہور است۔"

ترجمہ: اے مخدوم! اے بزرگ فقیر کا خیال یہ ہے کہ جب تک یہ دروازہ مطلق بند نہ کریں بوالہوس لوگ نہیں رُکیں گے اگر تھوڑی سی بھی جائز کی جائے گی تو کھینچ کر بہت بنالیں گے۔ قلیل چیز کثیر بن جاتی ہے یہ قول مشہور ہے۔

ناظرین! یہاں مخدوما کے لفظ سے جواب شروع ہوتا ہے حضرت امام مجدد کی عادت ہے کہ مرزا حسام الدین احمد کو ظرفاً مخدوم کے لفظ سے مخاطب کرتے ہیں چنانچہ اس کی مثال دفتر اوّل ص ۲۲۴، ص ۲۲۶، ص ۲۵۳ ہے دفتر دوم ص ۳۲، ص ۶۰، دفتر سوم ص ۹۰ ہے۔ مگر سعید صاحب نے جب دیکھا کہ یہاں محفل مولود پر امام کا کلہاڑا چل رہا ہے تو پہلی عبارت سے سوالیہ نشان "و دیگر درباب مولود خوانی اندراج یافتہ بود" اڑا دیا، اور دوسری عبارت سے پہلا حصہ "مخدوما، بخاطر فقیر مے رسد" کھا گئے اور ساری عبارت کو مجدد صاحب کا قرار دیا۔ حضرت امام مجدد کے مکتوبات کی اصلی عبارت بھی آپ نے دیکھ لی ہے۔ اب سعید صاحب کی چالاکی دیکھئے! اسی مکتوب کے صفحہ پر اس عبارت کو بگاڑ کر ان لفظوں میں ظاہر کرتے ہیں۔

"مجلس میلاد شریف میں اگر اچھی آواز کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کی جائے، اور حضور اقدس کی نعت شریف اور صحابہ کرام و اہل بیت عظام اور اولیائے اعلام رضی اللہ عنہم المنعام کی منقبت کے قصیدے پڑھے جائیں تو اس میں کیا ہرج ہے ناجائز بات تو یہ ہے کہ قرآن عظیم کے حروف میں تغیر و تحریف کردی جائے اور قصیدے پڑھنے میں

راگنی اور موسیقی کے قواعد کی رعایت و پابندی کی جائے اور تالیاں بجائی جائیں، جس مجلس میلاد میں یہ ناجائز باتیں نہ ہوں اس کے ناجائز ہونے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ ہاں جب تک راگنی اور تال سُر کے ساتھ گانے اور تالیاں بجانے کا دروازہ بند نہ کیا گیا بوالہوس لوگ باز نہ آئیں گے اگر ان نامشروع باتوں کی ذرا سی بھی اجازت دے دی جائے گی تو نتیجہ بہت خراب نکلے گا۔"

یہ ہے کہ سعید صاحب کا کارنامہ یہاں سعید صاحب نے مرزا حسام الدین کے سوال کو مجدد صاحب کا فتویٰ قرار دیا ناظرین اس جھوٹ و دغا کو ملاحظہ کے لئے خدا کے واسطے مکتوبات کا اردو ترجمہ ضرور پڑھیں تاکہ سعید صاحب کا پول کھلے۔ مرزا حسام الدین پوچھتے ہیں کہ محفل میلاد اگر ناجائز باتوں راگ وغیرہ سے پاک ہو تو کیا حرج ہے۔ آپ فرماتے ہیں میرا خیال یہ ہے کہ جب تک یہ دروازہ بالکل بند نہ کیا جائے بوالہوس باز نہیں آئیں گے تھوڑا سا سوراخ کھول کر بڑا بنالیں اس لئے یہ بالکل بند کرنا چاہئے یعنی مولود کی محفل بالکل بند کردو۔ یہ مجدد صاحب کا فرمان ہے کیونکہ اس میں جو خرابیاں اور بے ادبیاں ہوتی ہیں لوگ ان سے باز آنے والے نہیں ہیں۔

سعید صاحب نے یہاں چند سطر عبارت ساری کی ساری بگاڑ دی۔ سوال جواب کے نشان حذف کر دیئے، اہل علم بریلوی غور فرمائیں کس کے پیچھے چلتے ہو جیسے ہمارا یقین پختہ ہوتا ہے کہ حضرت علماء دیوبند حضرت امام مجدد الف ثانی کے سچے جانشین ہیں ورنہ مولود کی محفل کو مجددی نظر سے نہ دیکھئے۔

نوٹ: مولوی عبدالعزیز صاحب سے متعلقہ عبارت حذف کردی گئی کیونکہ

لے مولوی محمد سعید نقشبندی مجددی خطیب مسجد داتا گنج بخش لاہور نے بھی مسلک امام ربانی میں سید ابوالبرکات کی طرح اس مکتوب کو بگاڑا ہے اور غلطی پر غلطی ماری ہے اس بات کی پوری تفصیل ہم نے اپنی کتاب "مرشد جیلانی کے ارشادات حقانی" میں لکھی ہے۔ بزاز

وہ بریلویت سے منکر ہیں، اور اس رسالہ کا موضوع ہی بریلویت ہے
بلیک مارکیٹ میں ایک چھوٹی سی دکان مولوی محمد شریف صاحب کی ہے
ایک رسالہ لکھا ہے مسئلہ گیارھویں، اس میں شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ
کی کتاب ماثبت بالسنۃ کی عبارتوں میں بڑے ایچ پیچ کیے ہیں
ان لوگوں کا دن رات یہی مشغلہ ہے۔ اس منڈی میں سارا کاروبار یہی ہے!

خدا عزت دے اور ہدایت نصیب ہو!

رسالہ مسئلہ گیارھویں کا ایک نمونہ ملاحظہ ہو صفحہ ۱۵ سطر ۱۵ پر لکھتے ہیں
"شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنے والد محترم شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
کا عرس ہر سال مقررہ تاریخوں پر کرتے ہیں مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی
نے اعتراض کیا کہ تم نے تو عرس کو فرض سمجھ لیا ہے ....!"

ناظرین: یہ لطیفہ بھی بالکل ویسا ہے جیسا مولوی محمد عبداللہ صاحب نے
بیان کر دیا ہے خطیب بغدادی مصنف مشکوٰۃ ہے، سبحان اللہ! کہتے ہیں جھوٹ
بولنے میں بھی کچھ عقل درکار ہوتی ہے، مگر بریلویوں کو تو یہ نصیب ہی نہیں۔ جھوٹ بولنا
نہیں آتا، عزیز مولوی صاحب: مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی حضرت امام مجددؒ کے ہم عصر
ہیں، اور مولانا شاہ عبدالعزیزؒ تو کل کے بزرگ ہیں۔ انگریز کا زمانہ انہوں نے پایا
ہے مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کی گفتگو اور سوال و جواب حضرت شاہ عبدالعزیز سے
کیسے ہوئے، ہم حیران ہیں کہ سید صاحب نے جو آپ کا رسالہ پڑھ کر تقریظ لکھی
ہے تو اتنی بات ان کی سمجھ میں بھی نہیں آئی۔

ایں خانہ ہمہ آفتاب است

پھر یہ عبارت کس کتاب کی ہے؟ کتاب کا نام ہی نہیں بتایا۔ افسوس! آپ لوگوں
کو خدا کا خوف نصیب ہوتا تو قوم کو آج یہ روز بد دیکھنا کیوں نصیب ہوتا؟

مر کر مٹی میں ملنے کا مطلب

سوال:۔ مولانا اسمٰعیل شہیدؒ نے تقویۃ الایمان میں ایک حدیث کی تشریح کرتے
ہوئے یوں لکھا ہے:۔
"یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"
اس عبارت پر دو اعتراض ہیں۔ ایک یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے
موت کا لفظ کیوں استعمال کیا۔ دوسرا اعتراض یہ ہے کہ مٹی میں ملنے والا کیوں کہا؟

جواب:۔ پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ موت کا لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے حق میں، قرآن، حدیث، فقہ اور بزرگان دین کے ارشادات میں بہت ہے
صحیح روایتوں میں اس مضمون کے یہ تینوں لفظ ملتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
دفن کیے گئے۔ آپ نے وفات پائی۔ آپ مر گئے۔ مرنے کا لفظ آج ہمارے زمانہ
میں معیوب معلوم ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ ادب اور محبت میں صحابہ
اور بزرگان دین سے آگے بڑھنے کا دعوے رکھتے ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ اسلام کو صحابہؓ
سے بڑھ کر ہم سمجھے ہیں، ورنہ اگر ادب اور محبت کا معیار قرآن حدیث بھی ہو اور صحابہؓ
کو قرار دیا جائے تو ان لفظوں پر حیرانگی نہ ہوتی۔ دیکھو قرآن مجید نے کئی جگہ حضور علیہ السلام
کے واسطے موت کا لفظ فرمایا ہے۔

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ (پارہ ۲۳ آخری رکوع)

ترجمہ:۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی مرنے والے ہیں اور کافر بھی مرنے
والے ہیں۔ دیکھو قرآن میں میت کا لفظ حضورؐ کی شان میں صاف موجود ہے،
اور اس کا پڑھنا ہمارے لیے عبادت ہے۔ لیکن میت کا لفظ اگر اسمٰعیل شہید کہیں
تو کفر کا فتویٰ لگتا ہے۔ واضح رہے کہ قرآن مجید کا کوئی لفظ بھی ایسا نہیں ہے جو نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کمی کرنے والا ہو۔ قرآن کا ہر لفظ ہمیں دین اور
عقیدہ سکھاتا ہے۔ پھر پارہ ۱۷ کے تیسرے رکوع میں ہے۔ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ
قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَنَبْلُوْ

ترجمہ:۔ نہیں کیا ہم نے آپ سے پہلے کسی بشر کے واسطے ہمیشہ زندہ رہنا کیا
مر جائیں گے تو کیا وہ ہمیشہ زندہ رہیں گے، نہیں ایسا نہیں ہے کیونکہ ہر جان
والی ہے موت کو۔

اس کے علاوہ پارہ ۲۴ کے پہلے رکوع کے شروع میں بھی آنحضرت صلی ...
وسلم کے لیے موت کا لفظ آیا ہے۔

قرآن مجید کے بعد سنت کی باری آتی ہے۔ سنت میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
کی شان میں سب سے پہلے موت کا لفظ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ...
ہے۔ حدیث کی تمام کتابوں میں یہ لفظ بڑی تعداد میں ملتا ہے۔ نمونہ کے طور
پر چند حوالے دیکھئے:۔

صحیح بخاری شریف کتاب جنائز میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ
کے حجرہ میں آئے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹا کر بوسہ دیا پھر رو کر کہا میرے ماں باپ
قربان ہوں اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں نہیں جمع کرے گا۔ جو موت آپ
پر لکھی ہوئی تھی وہ آپ پر وارد ہو چکی ہے۔

پھر حضرت صدیق اکبر نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کی بندگی کرتا تھا۔ (وہ تو آج چھوڑ دے) کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے شک
مر گئے ہیں۔ اور جو شخص اللہ کی بندگی کرتا تھا (وہ جاری رکھے) کیونکہ خداوند تعالیٰ زندہ
ہے کبھی نہ مرے گا۔

واضح ہے کہ یہ روایت اور موت کا لفظ بخاری شریف میں کئی جگہ آیا ہے۔
صحیح مسلم شریف کتاب الفضائل میں ہے توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وھو ابن ثلاث وستین سنۃ

ترجمہ:۔ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ہوئی اس وقت آپ کی عمر شریف
۶۳ برس تھی۔

حدیث کی کتابوں میں یہ لفظ عام استعمال ہے۔ اگر اس میں کچھ بے ادبی ہوتی تو اتنے
بڑے بڑے بزرگ محدث اپنی کتابوں میں کیوں لکھتے۔ پھر ان حدیثوں کے راوی

... ذکر کی روایت کیوں کرتے۔ بندہ کے خیال میں حدیث اور تفسیر کی ایسی کوئی
... ہوگی جس میں حضور علیہ السلام کے لیے موت کا لفظ نہ آیا ہو۔ اب علما
... کے ارشادات دیکھئے علامہ قاضی عیاض امام اہل سنت نے شفا شریف میں
... فصل اس عنوان سے لکھا ہے:۔

اور جان لو کہ ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا، اور تعظیم آپ کی آپ کی موت
کے بعد اسی طرح ضروری ہے جس طرح آپ کی زندگی میں ضروری تھی۔ اسی فصل میں
فرماتے ہیں:۔

میں آپ کا ادب اس حالت میں کہ آپ میت ہیں ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ کی زندگی
میں تھا شفا شریف ص ۳۸ ...

نیز فرماتے ہیں:۔
"انبیاء کے جسم بشری صفتوں سے متصف ہیں۔ ان پر بیماری موت، فنا و تمام
انسانی صفتیں آتی ہیں"۔ (شفا شریف جلد دوم قسم ثالث)

نیز امام اہل سنت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف جلد دوم باب ثانی کے شروع
میں فرماتے ہیں:۔ وانّ جسمہ میت کجسم میتہ حیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سارے انبیاء اور رسول بشر ہیں (یعنی بشر ہیں)
اور بے شک آپ کا جسم مبارک اور آپ کا ظاہر خالص بشر ہے، آپ کے
جسم مبارک پر تبدیلیاں، دکھ درد، بیماریاں اور موت کا پیالہ پینا اسی طرح
جائز ہے جس طرح البشر کے لئے جائز ہے اور یہ سب چیزیں آپ کی شان
میں کمی نہیں کرتیں ...... اللہ تعالیٰ نے اس دنیا والوں پر
لکھ دیا ہے کہ یہاں زندہ بھی رہیں گے اور مر بھی جائیں گے۔ اور زمین سے
نکلیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمام بشر کو تبدیلیوں کے مقام پر پیدا کیا ہے
بے شک آپ بیمار ہوئے آپ کو گرمی سردی لگتی تھی، بھوک اور پیاس
لگتی تھی، غصہ اور دل تنگی بھی ہوتی تھی، تھکان اور تکلیف بھی ہوتی تھی اور کمزوری
اور بڑھاپا بھی آپ پر آئے، آپ گھوڑے سے گرے، اور آپ کا پہلو چھیلا گیا کافروں
نے پتھر مارے، آپ کے دانت مبارک شہید کر دیے، آپ کو زہر بھی پلایا

گیا، جادو بھی کیا گیا آپ نے بیماریوں کا علاج بھی کیا، پچھنے بھی لگوائے
اپنے آپ کو دم بھی فرمایا۔ پھر آپ کی موت آئی پس وفات دے کر
اس مکان کے گھر سے خلاصی پاکر رفیق اعلیٰ سے جا پہنچے اور یہ باتیں
ہونے کی علامت ہیں جن سے خلاصی نہیں اور آپ کے علاوہ دوسرے
انبیاء علیہم السلام کو اس سے بھی بڑی بڑی تکلیفیں پہنچیں چنانچہ چند ایک
علیہم السلام کو قتل کیا گیا، آگ میں پھینکے گئے، آروں سے چیرے گئے اور
بعض ایسے بھی ہیں جن کو بعض اوقات اللہ تعالیٰ نے بچایا۔ اور بعض کی
حفاظت فرمائی، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد میں حفاظت فرمائی۔
(یعنی واللہ یعصمک من الناس نازل ہونے کے بعد) جیسا کہ جنگ احد
کے دن اگر خداوند تعالیٰ نے آپ کو دشمنوں کی آنکھوں سے نہ چھپایا تو
ہجرت کی رات غار ثور جاتے وقت، اللہ تعالیٰ نے آپ کے دشمنوں کی آنکھیں
بند بھی کی ہیں اور خداوند تعالیٰ نے آپ سے غورث کی تلوار روکی جس سے آپ
سراقہ کے گھوڑے کو روکا بھی ہے، اور اگر خداوند تعالیٰ نے آپ کو یہود کی
کے جادو سے نہیں بچایا تو یہودی عورت کے زہر سے بچایا بھی ہے اسی
طرح سارے انبیاء کا معاملہ ہے کبھی ان پر مصیبت آجاتی ہے کبھی
عافیت مل جاتی ہے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی حکمت کی وجہ سے ہے
تاکہ لوگوں کو ایسے موقع پر ان کی شرافت ظاہر ہو اور ان کا معاملہ صاف
ظاہر ہو جائے اور خدا کی بات ان میں پوری ہو اور اس لیے کہ امتحان میں
پڑنے کی وجہ سے ان کی بشریت اچھی طرح ثابت ہو جائے اور کمزور عقیدہ والے
لوگوں کا (جو ان کو خدا سمجھتے ہیں) شک وشبہ دور ہو جائے، تاکہ
لوگ ان کے ہاتھوں پر عجائبات ظاہر ہوتے دیکھ کر گمراہ نہ ہوں جس
طرح نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات پر گمراہ ہو گئے اور اس لیے
کہ امت کو مصیبت کے وقت تسلی ہو اور ان کا ثواب زیادہ ہو۔

شفاء شریف صفحہ ۹۵

بھائی مسلمو بخاری شریف، صحیح مسلم شریف اور شفاء شریف کی عبارتیں آپ نے پڑھیں

موت کا لفظ کس طرح بار بار آیا ہے۔ جو لوگ مولانا اسمٰعیل شہید پر کفر کا فتویٰ دیتے
اس لیے کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں موت اور مردہ کا لفظ
استعمال کیا وہ کیا یہ چاہتے ہیں کہ حدیث شریف کے تمام دفتر بند کر دیئے جائیں۔ اور
حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت عائشہ صدیقہؓ جیسے
کو بے ادب کر دیا جائے، بلکہ ان حدیثوں کے راوی بھی اسی زد میں آجائیں گے
اور یہ فتویٰ دور تک پہنچے گا شفاء شریف کے بعد حضرت شیخ عبدالحق دہلویؒ کی مشہور
کتاب مدارج النبوت دیکھیے۔ اس لیے کہ بریلوی حضرات ان دونوں کتابوں پر بڑا اعتماد
کرتے ہیں۔ حضرت عبدالحقؒ نے وفات شریف کے بیان میں موت کا لفظ تقریباً پندرہ بیس
دفعہ استعمال کیا ہے کچھ نمونہ دیکھ لیجئے۔ صفحہ ۲۳۰ پر ایک حدیث لکھتے ہیں۔

مَنْ زَارَنِي بَعْدَ مَوْتِي فَكَأَنَّمَا زَارَنِي فِي حَيَاتِي۔

ترجمہ: جس شخص نے میری موت کے بعد میری زیارت کی گویا کہ اس نے زندگی میں
مجھے دیکھ لیا۔ یہاں موت کا لفظ حدیث سے ثابت ہو گیا۔
صفحہ ۲۵۰ پر لکھتے ہیں۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
زندگی اور موت میں مسلمانوں کے امام ہیں اس واسطے آپ کے جنازہ پر کسی نے امامت
نہ کی، یہاں بھی موت کا لفظ موجود ہے۔ نیز حضرت علیؓ نے غسل دیتے وقت فرمایا،
میرے ماں باپ قربان آپ زندہ اور مردہ دونوں حالتوں میں کس قدر پاکیزہ ہیں۔
صفحہ ۲۰۲ پر شیخ نے مدارج النبوت صفحہ ۲۵۲ پر لکھا ہے۔
"معلوم ہوا ہے کہ موت کے سکرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر
بہت سخت تھے، کہ کبھی آپ کا رنگ زرد اور کبھی سرخ ہوتا تھا"
اسی صفحہ پر لکھا ہے:
"پس یافت آنحضرت علیہ السلام سکر موت و سختی و شدت آں را"
ترجمہ: آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موت کی بے ہوشی اور سختی اور شدت کو پایا موت
کے وقت ان کیفیات کا ذکر حدیثوں میں عام ہے لیکن اس موقع پر کوئی نظر کو حیرانی
ہوتی ہے کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تکلیف کیوں پیش آئی چنانچہ اس
حیرانی کو دور کرنے کے لیے شیخ عبدالحق محدثؒ نے مدارج کے صفحہ ۲۵۲ پر بارہ وجوہات

سے ثابت کیا ہے کہ اس میں بھی بڑی بڑی خوبیاں ہیں، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
"میں آسانی سے مرنے والوں پر رشک کیا کرتی تھی لیکن جب میں نے حضور علیہ السلام
موت کے وقت شدت دیکھی تو میں سمجھ گئی کہ تکلیف میں مرنا بہتر ہے" ترمذی
اور علماء دین کے اقوال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں موت کا لفظ
سے کیا ہے، آپ سے پوچھا یار مزید تسلی کے لیے فقہ حنفی کے چند حوالے بھی
دیے جائیں،

دسویں پارہ کی پہلی آیت میں مال غنیمت کی تقسیم کا بیان ہے۔ وہاں پانچواں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مقرر ہوا ہے، اور آپ کی وفات شریف سے
وہ پانچواں حصہ ختم ہو گیا۔ اس مضمون کو ہمارے تمام حنفی فقہاء نے باب
قسمۃ الغنائم میں ہر جگہ ان لفظوں سے بیان کیا ہے۔

سقط سہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بموتہ

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ آپ کی موت سے ختم ہو گیا۔

اس بیان میں فقہ حنفی کی تمام کتابیں یک زبان ہیں کنز، دقائق، ہدایہ،
درمختار، فتاوی شامی، فتاوی عالمگیری وغیرہ سب کتابوں میں حضور علیہ السلام کے لیے
موت کا لفظ استعمال ہوا ہے، قرآن، حدیث، فقہ ہر ایک کے سینکڑوں مقامات پر
کا لفظ آپ کی شان میں موجود ہے اگر یہ لفظ کہنا بے ادبی ہے تو سارا دین
ہو گا، اور دین کے تمام پیشوا بے ادب شمار ہوں گے، مشکوٰۃ شریف باب مناقب
میں ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے تو ہم یوں کہا کرتے
میں سب سے افضل حضرت ابوبکر ہیں، پھر عمر پھر عثمان۔

موت آپ پر وارد ہوئی اور موت کا لفظ آپ کے حق میں قرآن وحدیث
علاوہ علماء دین کے کلام میں بہت آیا ہے، اس لیے مولانا اسمٰعیل شہید پر یہ
بے بنیاد ہے کہ انہوں نے تقویۃ الایمان میں موت اور مردہ کا لفظ استعمال کیا،
شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور قاضی عیاض نے یہ لفظ استعمال کیا ہے تو پھر یہ
بازی ادھر بھی روانہ ہو تقویۃ الایمان کی عبارت پر دوسرا اعتراض یہ ہے کہ
سے مٹی میں ملنے والا کیوں کہا اور یہ لفظ تو بریلوی حضرات کا ذریعہ معاش ہے، سا

لی ہے۔ دکان کا اصلی سرمایہ یہی لفظ ہے، بلکہ یوں سمجھیے کہ تقویۃ الایمان میں
یہ لفظ نہ ہوتا تو بریلویت بھی نہ ہوتی اس لیے اس لفظ کی کچھ تشریح بھی ضروری
ہے۔ حضرت مولانا اسمٰعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تقویۃ الایمان میں مشکوٰۃ شریف
کی ایک حدیث لکھی ہے جس کا ترجمہ یہ کیا ہے۔

مشکوٰۃ کے باب عشرۃ النساء میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا، کہ
قیس بن سعد نے نقل کیا کہ گیا میں ایک شہر میں جس کا نام حیرہ ہے
سو دیکھا میں نے وہاں کے لوگوں کو کہ سجدہ کرتے تھے اپنے راجہ کو سو
کہا میں نے البتہ پیغمبر خدا زیادہ لائق ہیں کہ سجدہ کیجیے ان کو پھر آیا میں
پیغمبر خدا کے پاس، پھر کہا میں نے کہ گیا تھا میں حیرہ میں سو دیکھا میں
نے ان لوگوں کو کہ سجدہ کرتے ہیں اپنے راجہ کو۔ سو تم بہت لائق ہو
کہ سجدہ کریں ہم تم کو۔ سو فرمایا مجھ کو بھلا خیال تو کر جو تو گزرے میری قبر
پر کیا سجدہ کرے تو اس کو؟ کہا میں نے نہیں۔ فرمایا تو مت کرو"

ترجمہ لکھنے کے بعد فائدہ اور تشریح کے طور پر لکھا ہے:۔

"یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کب سجدے کے لائق ہوں"

رضوی حضرات کا یہاں یہ اعتراض ہے کہ میں مٹی میں ملنے والا ہوں" کیوں کہا؟ یہ سخت
بے ادبی ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی محفوظیت
کا انکار کیا ہے، چنانچہ مولوی احمد رضا خان صاحب نے اس عبارت کو کفریہ قرار
دیا ہے، دیکھو کوکبۂ شہابیہ کفریہ صفحہ ۳۵، اور ان کو اس بات کا بھی اعتراض ہے کہ اس
ساری حدیث میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس کی تشریح میں یہ الفاظ کہے جا سکتے یہ
الفاظ ان کا بہتان اور افترا ہے،

مٹی میں ملنا اس لفظ کے دو معنی ہو سکتے ہیں :۔

۱۔ مٹی ہو کر مٹی میں مل جانا

۲۔ مٹی سے لگنا۔ مٹی سے چسپاں ہو۔ مٹی کے ساتھ متصل ہونا

بریلوی حضرات پہلا معنی لیتے ہیں اور اس کو بگاڑ کر اپنے جلسوں میں یوں
دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام مٹی ہو گئے، ہائے افسوس
آپ مٹی ہو گئے، لیکن اس رسالہ میں حضرت علماء دیوبند کے ارشاد
کا عقیدہ آپ پڑھ چکے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو مٹی نہیں ہو
ہمارا عقیدہ ہے بلکہ یہ گستاخ لفظ ہر وقت ان کی زبان پر جاری
اس لیے ان کے منہ میں مٹی پڑے کہ ہم پر جھوٹا الزام لگاتے ہوئے
کی شان مقدس میں ایک بے ادب اور ناپاک لفظ بار بار دہراتے ہیں، حضرات
دیوبند دوسرے معنی لیتے ہیں چنانچہ فتاوی رشیدیہ صفحہ میں حضرت مولانا
گنگوہی فرماتے ہیں :

"مٹی میں ملنے کے دو معنی ہیں، ایک یہ کہ مٹی ہو کر مٹی زمین کے ساتھ
خلط ہو جاوے جیسا سب اشیاء زمین میں پڑ کر خاک ہو کر زمین ہی
بن جاتی ہیں۔ دوسرے مٹی سے متصل ہونا یہاں (تقویۃ الایمان میں)
مراد دوسرے معنی ہیں اور جسد انبیاء علیہم السلام کے خاک نہ ہونے
کے مولانا اسمٰعیل شہیدؒ بھی قائل ہیں"۔

اب معلوم ہو کہ حضرت علماء دیوبند کے نزدیک اس عبارت کا مطلب یہ ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم پاک مٹی کے اندر محفوظ ہے موجود ہے اور
مٹی کے ساتھ لگا ہوا اور متصل ضرور ہے۔ اور مٹی میں ملنے اس لفظ کے دو معنی
ہو سکتے ہیں، ایک کہ مٹی ہو کر مٹی میں مل جانا یہ معنی حضور علیہ السلام کی شان
عالی سے سخت نامناسب ہے اور حضرات علماء دیوبند کے عقائد کے بھی سراسر
خلاف ہے، دوسرا معنی یہ ہے کہ آپ کا جسم مبارک محفوظ ہوتے ہوئے مٹی
میں مدفون ہے کہ مٹی ہر طرف سے آپ کے جسم مبارک کو گھیرے ہوئے ہے گویا
ہیں جو گندم میں مل گئے، یہی معنی حضرت علماء دیوبند اور مولانا شہیدؒ کے عقیدہ
کے مطابق ہے"۔

... نے آج تک کوئی صاف عبارت ایسی پیش نہیں کی جس سے مولانا
... کا عقیدہ ثابت ہو اب یہ بات واضح ہو گئی کہ تقویۃ الایمان کی عبارت کی
... ہو سکتی ہے اور انصاف بھی یہی ہے کہ ہر جماعت کو اپنے عقائد بیان کرنے
... ہے، ہر شخص کا کلام اس کے ماحول، اس کی جماعت کے مشہور عقائد، اس
... یات اور اس کی دوسری تصنیفات کی روشنی میں دیکھا جاتا ہے دنیا بھر کے
... مذاہب کے ساتھ ہمیشہ سے ہمارا برتاؤ یہی ہے لیکن عجیب بات ہے کہ بریلوی
... میں ہمارے عقائد بیان کرنے کا موقع نہیں دیتے بلکہ ہمارے خلاف
... عقائد بیان کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں، اور یہ ایسی بے قاعدہ بات ہے جس کو ہر
... نفرت کی نظر سے دیکھے گا علماء بیان نے فرمایا ہے، ...
... موسم بہار نے سبزہ اگایا ایک جملہ ہے جب کوئی دہری لا مذہب یہ جملہ بولے
... کہیں گے کہ بہار کو سبزہ کا حقیقی خالق کہتا ہے اور جب مومن کی زبان سے یہ
... نکلا جائے۔ تو معنی مجازی مراد لیے جائیں گے کیونکہ مومن کا ایمان اس بات کا قرینہ
... علامت ہے یہی اصول حضرت مولانا شہید کے کلام میں جاری کیا جائے تو معاملہ
... صاف ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مٹی میں ملنا کے معنی اردو زبان میں کیا ہیں؟ بریلوی
حضرات کا دعویٰ ہے کہ زبان کے قواعد اور اردو لغت کے اعتبار سے دیوبندیوں کی
تاویل غلط ہے مولانا اسمٰعیل شہیدؒ نے مٹی سے ملنا نہیں فرمایا بلکہ مٹی میں ملنا لکھا
ہے اگر مٹی کی جگہ سے ہوتا تو دیوبندیوں کی تاویل درست ہو سکتی تھی۔

... اردو زبان کی مشہور لغت نور اللغات جلد چہارم صفحہ پر لکھا ہے،
کہ میں کبھی سے کے محل میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے کہتے ہیں درخت میں باندھ
دو معلوم ہوا کہ بریلوی حضرات کی نیت گر درست ہو جائے تو میں کا سے بننے میں دیر
نہیں لگتی، لیکن میں کا سے بن گیا تو بریلوی دکان میں سے سارا مال نکل جائے گا
اور بریلوی وعظوں میں کوئی لذت باقی نہ رہے گی مزید تشریح کے عرض ہے کہ بریلوی
دکان کا سارا مال یہاں کل تین لفظ ہیں۔ مٹی میں ملنا مٹی مشہور ... یہاں

مٹی سے مراد مٹی ہی ہے۔ میں کا بیان ذیر گرد چھپنا ملنا، اردو کا مشہور ...
صفحہ ۹۴ میں اس کے معنی لکھے ہیں۔ ملنا پیوستہ ہونا۔ ملحق ہونا چسپاں
ذات ہونا پہلے تینوں معنوں سے ہماری تائید ہوتی ہے۔ چوتھا معنی ...
ہے افسوس کہ وسیع معنی لفظ کو بریلوی حضرت صرف چوتھے معنی تک محدود
بند کر رہے ہیں۔ ایک مسلمان کی بات کو عمداً بگاڑ کر مسلمانوں میں جھگڑا پیدا
کیا ہے؟ نیز اردو زبان کی بڑی معتبر لغت جامع اللغات میں خاک میں ...
معنی دفن ہونا اور مٹی میں پڑنا بھی لکھے ہیں دیکھو جلد دوم صفحہ ۵۹ نیز جامع ...
جلد چہارم صفحہ ۱۳۴ میں لکھا ہے۔ مٹی سے مٹی مل جانا۔ دفن ہونا نیز مٹی میں ...
ہونا۔ اردو کی مشہور معروف لغات منیر اللغات صفحہ ۹ میں لکھا ہے خاک میں مل
ہونا۔

سعید لغات مصنفہ منیر لکھنوی میں ہے مٹی میں مل جانا۔ دفن ہو جانا۔ خاک ...
مل دینا۔ میت کو دفن کرنا۔

عزیز اللغات مصنفہ عزیز لکھنوی میں ہے مٹی میں مل جانا دفن ہونا۔

ناظرین۔ جس لفظ کو بریلوی حضرات نے کلمہ کفر کہا تھا اب معلوم ہو کہ وہ اردو
عام محاورہ ہے اور مٹی میں ملنے کے معنی دفن ہونا ہے۔ چونکہ اس حدیث میں
قبر کا لفظ تھا۔ اس لیے دفن کا لفظ یہاں بے موقع نہیں ہے۔

ناظرین۔ بریلوی اعتراض کی حقیقت کھل چکی ہے مگر ایک سوال باقی ہے وہ یہ کہ حدیث
کی تشریح میں ایسے الفاظ کی ضرورت کیا تھی جن سے بے ادبی کا شبہ پڑتا ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں شایان شان الفاظ لکھنا مناسب ہے
... ہر بات کا ایک موقع اور مقام ہوتا ہے اس حدیث میں
آپ نے سجدہ کی ممانعت ارشاد فرمائی ہے اور جس صحابیؓ نے آپؐ کو سجدہ کرنے کی
اجازت مانگی تھی تو اس کو اس دلیل سے منع فرمایا کہ اگر تو میری قبر پر آئے گا تو کیا تو میری
قبر کو سجدہ کرے گا، اس صحابیؓ نے عرض کیا نہیں کروں گا۔ فرمایا اب بھی ...

... مولانا شہیدؒ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں۔ سجدہ تو اسی کو کرنا چاہیے
... سجدہ کرے۔ حق ہے اور مجھ پر جب موت آئے گی، اور قبر کی خاک میں چھپ
جاؤں، اس وقت تو سجدہ کے لائق تیرے خیال میں بھی نہیں ہوں اس لیے
... سجدہ کے لائق نہیں ہوں۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ سجدہ قبر کو جائز نہیں ہے
... یہ الفاظ جن کو بریلوی پروپیگنڈا نے اچھال کر آسمان پر چڑھا دیا ہے دراصل
... شریف کی بڑی بڑی شرحوں میں موجود ہیں اور ان میں بے ادبی کا سوال ہی نہیں
ہوتا۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے لمعات میں، اور حضرت ملا علی قاریؒ
مشکوٰۃ شریف کی شرح مرقاۃ صفحہ ۴۰۴ پر شارح طیبی کا قول اس طرح بیان
... ہے۔

قال الطیبی اسجد والحی الذی لا یموت ولمن
ملکہ لا یزول فانک انما تسجد لی الآن مھابۃ
واجلالا فاذا صرت رھین رمس امتنعت عنہ

ترجمہ: علامہ طیبی نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا ہے سجدہ کرو اس زندہ
کو جو نہیں مرتا اور جس کی بادشاہی لازوال ہے۔ کیونکہ تو اس وقت تو میری
ہیبت دیکھ کر اور میری تعظیم کے لیے سجدہ کرتا ہے لیکن جب میں
قبر کی مٹی میں گرفتار ہو جاؤں گا۔ تو تو سجدہ کرنے کو تیار نہ ہوگا۔

دیکھو ان بزرگوں کے الفاظ مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کے الفاظ سے بہت سخت ہیں رمس کے
معنی ہیں قبر اور قبر کی مٹی دیکھو منتہی الارب صفحہ ۱۹ اور رھین کے معنی رہن رکھا
ہوا گروی ہے یہ الفاظ ہمارے بزرگوں نے کس سادگی سے فرمائے تھے۔ لیکن
آج کوئی شخص اردو میں یہی الفاظ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کی مٹی میں

۱؎ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات ... میں لکھتے ہیں کہ رہن کے معنی ہیں قید
کرنا جو شخص کسی ... رہن ہو وہ محبوس یعنی قیدی ہے۔

گروی سکے بہت سے گرفتار و پابند ہیں تو دیکھو کیا وہاں کچھ ہے ۔
بزرگوں نے فرمائے ہیں ان کے سامنے دم مارنے کی مجال بریلویوں کو کہاں ۔ احمد رضا خان صاحب نے علامہ طیبی، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ملا علی قاری پر کفر کا فتویٰ کیوں نہ دیا بریلوی حضرات غور فرمادیں ۔

حضرت شیخ عبدالحق محدثؒ نے مشکوۃ شریف کی شرح فارسی میں فرمایا ہے :-

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی تم اس وقت مجھے … تعظیم و ہیبت اور بزرگی ظاہر کرنے کے لیے سجدہ کرنا چاہتے ہو … میں اس جہان سے چلا جاؤں گا اور دنیا سے پردہ میں چھپ … گا پھر سجدہ نہ کرو گے۔ پس سجدہ زندہ کے لیے کرنا چاہیے جو ہرگز نہیں … اور جس کی بادشاہت ہمیشہ کے لیے ہے ۔"

بھائی مسلمانو! ان عبارتوں پر غور کیجئے لفظ لفظ شرطیہ ہے ۔ تقویۃ الایمان میں … اصل ہی الفاظ ہیں ۔ آج تک کسی نے ان بزرگوں کو کافر نہ کہا ۔ اور بیچارے علامہ … کو بے وجہ بدنام کرتے ہیں ۔

ناظرین! آپ نے پڑھ دیا کہ تمام حضرات علماء دیوبند کا عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں ۔ مولانا اسمٰعیل شہیدؒ نے جو موت کا لفظ لکھا ہے : لفظ ہزاروں علماء اور صوفیاء کے کلام میں موجود ہے اس لیے اس کا مطلب یہ سمجھ کر مولانا شہیدؒ حیات النبی کے منکر ہیں ۔ لیکن یہ مسئلہ قصے چلتا ہے ۔ بریلوی حضرات نے مسئلہ حیات کو کھینچ کر پیدا ناشروع کر دیا ہے در اس کا طریق … یہ ہے کہ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اس واسطے ہماری پکار ہماری فریاد ہر جگہ سے سنتے ہیں ۔ ہمارے تمام کام آپ کے اختیار میں ہیں ۔ زمین آسمان کی ہر چیز ہر ذرے کے تفصیلی حالات آپ کو معلوم ہیں ۔ میلاد شریف گیارھویں شریف وغیرہ شریف نعت شریف کی ہر مجلس میں آپ تشریف لاتے ہیں اس لیے آپ کی تعظیم کے جب …

… میں کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے ہیں ۔ بریلویوں کے خیال میں حیات کا مسئلہ … یہ ہے کہ ہر شخص کی قبر میں آپ خود تشریف لاتے ہیں ۔ غالی یہ کہتے ہیں کہ … موجود ہیں کوئی جنگل کوئی سمندر کوئی زمین نرم یا سخت کوئی مکان اور کوئی … اور برزخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے خالی نہیں ہے … آپ اپنے جسم مبارک کے ساتھ موجود ہیں اور حاضر ناظر ہونے کی بنیاد یہی … مولوی محمد عمر صاحب کی کتاب مقیاس حنفیت طبع اول صفحہ ۲۱ حوالہ بحر الجبار … جو بحر الجبار کوئی معتبر اور مشہور کتاب نہیں ہے اور شیخ عبدالحقؒ کے حوالہ میں … ہے کہ آپ کا جسم مبارک قبر شریف میں آرام فرما رہا ہے ۔ علماء کا عقیدہ یہی ہے … بریلوی حضرات کا یہ فرضی اور وہمی عقیدہ قرآن، حدیث، فقہ تو کہاں کسی … اور کتاب میں نہیں ملتا ۔ اس کی بنیاد فقط یہ ہے کہ چودھویں صدی کے چند … مولویوں نے صدا اور تیزی میں آکر اس بات پر مجبور کر لیا ہے ہر طرف سے ایک ہی … آواز تھی ۔ بیچارے بھولے مسلمان اس آواز میں گم ہو گئے اور دین توحید کا عقیدہ اس بد تمیزی کے شور میں دب کر رہ گیا ۔ لیکن ہر بریلوی عقیدہ کی یہ لازمی خاصیت ہے کہ مصنوعی جھنڈیاں خوب چمکدار ہیں مگر گلاس کے گلدستہ کی طرح جڑیں ہیں ہی نہیں بندہ راقم الحروف نے اس عقیدہ کی اصل تلاش کی تو بہت دور دور جانا پڑا ۔ خدا کا شکر ہے کہ اس دور کا علاج بریلویوں کے گھر سے ہی مل گیا ۔ دیکھئے بریلویوں کی ایک بہت معتبر اور مشہور کتاب ہے انوار ساطعہ جس کے جواب میں حضرت مولانا خلیل احمد مناظر اسلام نے لکھی تھی براہین قاطعہ ۔ بریلوی دیوبندی کی باقاعدہ تنظیم انہی دو کتابوں سے ہوئی ہے اور اسی جتھی پر بریلوی، احمد رضا خان صاحب نے تیس برس کر اپنا نام مشہور کر لیا ۔ بریلویوں کی مشہور و معروف کتاب تو ساطعہ جس نے بریلوی عقائد پر اہل سنت کا لیبل لگایا ۔ تقریباً ساٹھ ستر سال کی لکھی ہوئی ہے ہے لیکن اس کے مسائل اور موجودہ بریلوی مسائل میں زمین آسمان کا فرق ہے ۔ اس وقت کے بریلوی علماء علم الغیب اور حاضر ناظر کے لفظ کو برداشت نہیں

کرتے تھے اور اسے وصف سمجھتے تھے۔ آج بھی دو منظر بریلویت
ذرا غور فرمائیے کہ بریلویت کہاں سے چلی اور کہاں پہنچ چکی ہے
کہاں جا کر ٹھہرے گی؟ ہمارا تجربہ تو یہ ہے کہ یہ سلسلہ
پہنچ کر دم لے گا۔ بہت سے بریلوی یہاں پہنچ چکے ہیں۔ باقی قافلہ
ہے۔"



انوارِ ساطعہ کی تصریحات

"ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ ہر محفل میں روحِ مبارک آتی ہے۔"
(انوار ساطعہ مطبوعہ دیوبند کتب خانہ رحیمیہ ص۵۲۳)

"بانیانِ محفل میلاد عام طور پر یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ روحِ مبارک ہر جگہ موجود ہو جاتی ہے۔" ص۲

آج کل کے بریلوی تو یہ کہتے ہیں کہ ہر جگہ آپ موجود ہیں۔ اور کچھ جو احتیاط کرتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف سے تمام جہان کو نفسِ نفیس کے ساتھ دیکھ رہے ہیں لیکن بریلویت کے آدمِ ثانی مولوی عبدالسمیع رامپوری انوار ساطعہ میں حاضر ناظر کے عقیدہ کو دھوکا اور الزام قرار دیتے ہیں چنانچہ انوار ساطعہ میں فرماتے ہیں:

"تمام دنیا میں میلاد کی جتنی محفلیں ہو رہی ہیں وہاں چونکہ درود اور سلام پڑھا جاتا ہے فرشتے آپ کو اگر درود اور سلام پیش کرتے ہیں تو اس ذریعہ سے آپ کو پتہ چل جاتا ہے کہ فلاں شہر میں میلاد کی محفل ہو رہی ہے، بلکہ ایک دن پہلے ہی جب میلاد کی محفل کرنے والا شیرینی اور تبرک کا انتظام کرتا ہے تو امت کے اعمال کی اطلاع دینے والے فرشتے صبح و شام جا کر عرض کر دیتے ہیں کہ فلاں شخص کل یا پرسوں میلاد کی محفل کرے گا۔ پس خبر پانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح بخوبی ہو سکتا ہے، نہ اہل سنت والجماعت پر یہ دھبہ لگتا ہے کہ یہ لوگ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب جانتے ہیں، ورنہ یہ کہ حاضر ناظر ان کو جانتے ہیں۔" ص۲

پرانا بریلوی عقیدہ کیا تھا۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ ہر بات کا علم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرشتوں کے اطلاع دینے سے ہوتا ہے
عقیدہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب اور حاضر ناظر نہیں ہیں
عقیدہ کو دھبہ اور ناجائز الزام سمجھتے تھے۔ اور اس لفظ سے چڑتے تھے
دھبہ ان کو ایمان کا نور اور ادب کا نشان نظر آتا ہے۔ بھائی مسلمانو
عقیدہ میں کتنا انقلاب آیا کیا بنیادی عقاید بدلنے والی چیز ہے؟ اب یہ
بریلوی حاضر ناظر کی تشریح کس طرح کرتے تھے؟ یہ رسول اللہ کہنا جائز ہے
دلیل مولوی عبدالسمیع رامپوری یوں بیان کرتے ہیں

بعض محققین درجہ عشق کو پہنچے ہوئے ایسے ہوتے ہیں کہ ایک دم بھی مشاہدہ ان سے فوت نہیں ہوتا۔ جیسے ابوالحسن شاذلی ایسے لوگ یا رسول اللہ کہیں تو ان کے نزدیک حضور تو حاضر ناظر ہیں۔ چنانچہ حاضر کے معنی موجود اور ناظر کے معنی دیکھنے والا۔ جب موجود ہونگے تو دیکھنے والے بھی ہونگے۔ الخ صفحہ ۲۲۲

یہاں صاف قرار کر لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اولیاء اللہ کے سامنے حاضر ناظر ہیں ہر شخص کے واسطے حاضر ناظر نہیں ہیں صفحہ ۲۲۱ پر واضح کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غائب ہیں۔

آج کل کے بریلوی علماء کے بیان میں عجیب دورنگی ہے۔ جو اپنی رنگ [illegible] حاضر ناظر کی تاویل کچھ اور کرتے ہیں لیکن اپنی محفلوں میں دلیری اور بے باکی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدائی ثابت کرتے ہیں۔ ایک طرف یہ عقیدہ ہے کہ حضور ہر جگہ موجود ہیں لیکن افسوس کہ جس جگہ میلادی محفل قائم ہو آپ وہاں سے شاید تشریف لے جاتے ہیں پھر اچانک اس وقت جب مجلس ختم ہونے کو ہوتی ہے آپ تشریف لاتے ہیں اور یہ وہم اتنا پھیل چکا ہے کہ بازاری عورتیں بھی حرم کی سے بلکہ یوں سمجھو کہ جب یہ لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں تو آپ تشریف لاتے ہیں اور جب یہ بیٹھ جاتے ہیں تو آپ تشریف لے جاتے ہیں۔

[illegible] جب مجلس کراتی ہیں تو وہ بھی یہی سمجھتی ہیں کہ حضور تشریف لائے۔ زمانہ بعد طعن و تشنیع اور جگ ہنسائی سے بعد اب بریلوی مولوی طرح طرح کی تاویلیں سوچنے لگے ہیں لیکن اصل عقیدہ یہی ہے کہ حضور علیہ السلام ہر محفل میلاد میں تشریف لاتے ہیں تعظیم کے واسطے کھڑا ہونا فرض ہے۔ کھڑا نہ ہونے والا کافر ہے دیکھو ان کا سب سے مستند مجموعہ فتاوی غایت المرام صفحہ ۵۵ صفحہ ۵۶ صفحہ ۶۰ صاف درج ہے کہ اس فتاوی غایت المرام کی تائید تصدیق انوار ساطعہ صفحہ ۱۶۹ میں موجود ہے

مناسب ہو گا کہ بریلوی حضرات کی خدمت میں عالم الغیب اور حاضر ناظر کے عقیدہ کے خلاف بزرگان دین کے کچھ ارشادات بیان کر دئے جائیں۔ گو اس رسالہ میں اصولی بحث کا موقع نہیں ہے مشکوٰۃ شریف باب صفۃ الصلوٰۃ کی آخری حدیث جس کا ترجمہ ذیل میں درج ہے

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ کر پچھلی صف سے ایک شخص کو جس نے نماز کو ٹھیک نہیں پڑھا تھا بلا کر فرمایا اے فلاں۔ کیا تجھے خدا کا خوف نہیں ہے؟ تو کیسی نماز پڑھتا ہے؟ تمہارا خیال ہے کہ تم جو کچھ کرتے ہو مجھے پتہ نہیں لگتا خدا کی قسم میں جس طرح سامنے سے دیکھتا ہوں اسی طرح پیچھے بھی دیکھتا ہوں

حضرت شیخ عبدالحق اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

"تو جان لے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دیکھنا معجزہ کے طور پر تھا وحی سے یا الہام سے، اور کبھی کبھی تھا ہمیشہ نہ تھا۔ اس بات کی تصدیق اس روایت سے ہوتی ہے کہ جب آپ کی اونٹنی گم ہو گئی اور آپ کو معلوم نہ ہو سکا کہ کہاں ہے تو منافقوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آسمانی خبریں بتلاتے ہیں اور اتنا بھی پتہ نہیں کہ اونٹنی کہاں ہے پس آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں نہیں جانتا مگر جو کچھ مجھے میرے پروردگار نے بتا دیا کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے۔

اور اس کی مہار درخت میں پھنسی ہوئی ہے یہ آپ نے بیان فرمایا
بلکہ بخر ہوں میں خداوند تعالیٰ کے بتائے بغیر تو اتنا بھی نہیں جانتا
کہ دیوار کے پیچھے کیا ہے۔ شیخ اشعۃ اللمعات ص ۲۹۹ ج ۲ میں
فرماتے ہیں:-

"نماز میں ایک خاص نوع آپ پر منکشف ہوتا تھا جس کی وجہ سے
آپ کو پیچھے نمازیوں کا حال معلوم ہو جاتا تھا ہمیشہ نہ"

اس واضح عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے
جہاں کہیں تمام علوم کے حصول کا لفظ لکھا ہے اس سے مراد علوم شریعت ہیں اور
یہی عقیدہ حضرت علماء دیوبند کا ہے کہ شریعت کے تمام علوم اور فن آپ کو عطا
کر دیئے گئے اس کے سوا اگر کوئی تاویل کی گئی تو شیخ کے کلام میں سخت اختلاف پیدا
ہو جائے گا پھر کوئی عبارت بھی قابل اعتماد نہ ہوں

بریلوی حضرات اس موقعہ پر یہ حدیث پیش کرتے ہیں مشکوٰۃ شریف باب المساجد
فصل دوم میں ہے

"پس خداوند تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے
درمیان رکھا تو میں آسمان کی ہر چیز کو میں نے جان لیا۔"

بریلوی حضرات اس حدیث کو کھینچ گھسیٹ کر دنیا بھر کے علوم اور ذرہ ذرہ کی تفصیل
ثابت کرتے ہیں لیکن ساری حدیث پڑھنے سے تو سب خود بخود سامنے آجاتا ہے
کہ یہاں گناہوں کے کفاروں کا بیان ہے اس لیے اس کا صاف صاف مطلب یہ
ہوگا کہ انسانوں کی نجات کے متعلق جو علم آپ کو عطا کیا گیا۔ مشہور حنفی محدث
حضرت ملا علی قاری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

"یعنی جو جو چیز خداوند تعالیٰ نے آپ کو سکھائی بعض ان چیزوں سے جو ان میں ہیں آسمانوں
کے اندر ہیں فرشتے اور درخت وغیرہ اور اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ آپ کا علم وسیع ہے اور ہو سکتا ہے کہ آسمان سے مراد اوپر کی

طرف ہو اور زمین سے مراد نیچے کی طرف ہو تو سب چیزیں اس میں
آجائیں گی لیکن بعض کا ذکر جو ہم نے ذکر کیا ہے ضروری ہے
کیونکہ یہ کہنا صحیح نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان و زمین
کی سب چیزوں کا علم ہے۔ جیسا کہ یہ بات ظاہر ہے۔"
(مرقاۃ ص ۳۴۳ ج ۱)

مشکوٰۃ شریف کے سب سے بڑے شارح طیبی جن کا قول شیخ عبدالحق
اور ملا علی قاری قول فیصل کے طور پر لاتے ہیں اس حدیث کی شرح میں یوں
فرماتے ہیں۔

"یعنی بعض چیزیں جو خداوند تعالیٰ نے سکھائیں آپ کو معلوم ہو گئیں
نہ کہ ہر چیز کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کی گنتی بھی نہیں
جانتے ریت اور مٹی کے ذرے بھی نہیں جانتے۔"

اسی مضمون کی دوسری حدیث ہے کہ ہر چیز میرے سامنے روشن ہو گئی۔

فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ

یہاں بھی گناہوں کے کفاروں اور درجات کی بلندی کا بیان ہے۔ حضرت
ملا علی قاری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:-

"یعنی بعض وہ چیزیں جن کو میرے سامنے ظاہر ہونے کی اجازت
اللہ تعالیٰ نے دی اوپر نیچے کے جہانوں سے مطلقاً یا خاص اس
مسئلے سے متعلق جس میں فرشتے بحث کر رہے تھے۔ پس میں نے
اس معاملہ کی حقیقت معلوم کر لی۔"

بزرگان دین کے ارشادات سے ظاہر ہو گیا کہ ان حدیثوں میں ہر چیز کے
علم سے مراد دنیا کی ہر چیز نہیں ہے بلکہ فرشتے جس مسئلہ میں گفتگو کر رہے تھے یا اس مسئلہ
کے متعلق ہر چیز کا تفصیلی علم ہے۔ اور یہ بات واضح ہوئی ہے لمعات اور مرقاۃ
کا یہ لفظ بھی اسی مضمون کو ظاہر کرتا ہے۔

مِمَّا يَتَعَلَّقُ بِالدِّيْنِ مِمَّا لَابُدَّ مِنْهُ

یعنی جو باتیں دین میں ضروری حیثیت رکھتی ہیں ان کا پورا علم آپ کو دیا گیا نیز فتنوں کے متعلق جس قدر حدیثیں آئی ہیں ان میں تاقیامت پیدا ہونے والے اہم واقعات اور فتن ذکر فتنوں کا ذکر ہے، تمام دنیا کے تمام واقعات مراد نہیں ہیں جیسا کہ حدیث کی شرح لکھنے والے علماء نے واضح کر دیا ہے حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث کہ:

"اللہ تعالیٰ نے دنیا کو میرے سامنے اٹھایا تو میں دیکھ رہا ہوں اس کو اور جو کچھ اس میں تاقیامت ہونے والا ہے جیسا کہ ہاتھ کی ہتھیلی مجھے نظر آ رہی ہے۔"

کنز العمال صفحہ ۹۵ میں یہ حدیث لکھی ہے اور ساتھ ہی بتلا دیا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور عقیدہ کے لیے صحیح روایت چاہیے اور اگر صحیح بھی ہو تو دنیا صرف زمین آسمان کے اندر کا نام ہے جیسا کہ ابن حجر مکی نے شرح قصیدہ ہمزیہ میں ذکر فرمایا ہے اور بریلوی حضرات ساتوں آسمانوں اور زمین کے اندر ذرہ ذرہ کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تجویز کرتے ہیں۔ اس لیے یہ دلیل کافی نہیں ہے۔ بریلوی حضرات تینوں زمانوں کا علم مانتے ہیں نیز کسی چیز کو دیکھ لینے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس کے تمام حالات تفصیل سے معلوم ہو جائیں۔ نیز "ما" کا لفظ مستغرق کے لیے نہیں ہے بلکہ محدثین نے اس کے خلاف لکھا ہے۔

اور نسیم الریاض کی عبارت کہ "آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کی مخلوق آپ کے سامنے پیش کی گئی پس آپ نے سب کو پہچان لیا" اس سے بھی بریلوی علماء کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا کیونکہ آدم علیہ السلام سے پہلی مخلوق کا ذکر اس عبارت میں نہیں ہے، دوسرا مخلوق سے مراد صرف انسان ہیں کیونکہ آدم علیہ السلام کے زمانہ سے پیدائش شروع ہوتی۔ پیش کرنے میں فقط صورت سامنے آتی ہے، تمام حالات کی تفصیل کہاں ہے؟

ناظرین، بریلوی حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں لوح محفوظ کی مکمل واقفیت کا دعویٰ کرتے ہیں، تمام دلائل کا خلاصہ آپ کے سامنے ہے کوئی قابل ذکر محدث یا معتبر فقیہ یا مجتہد اس عقیدہ میں ان کے ساتھ نہیں مشہور حنفی محدث علامہ عینی شرح صحیح بخاری میں ذروری منکرین کے بیان میں فرماتے ہیں:

"اور یہ بات مذہب اہل سنت کو مضبوط کرتی ہے کیونکہ تقدیر اللہ کا ایسا علم اور ایسا غیب ہے جو اس نے کسی کو نہیں بتایا نہ کسی مقرب فرشتہ کو اور نہ کسی نبی مرسل کو۔"

معلوم ہوا کہ بریلوی عقیدہ اہل سنت سے الگ ہے۔

ناظرین، دنیا کا کوئی معتبر عالم ایسا نہیں جس نے صاف کھلے لفظوں میں پورا بریلوی عقیدہ بیان کیا ہو، لیکن حضرات علماء دیوبند کو تمام محدثین و جمہور اہل علم کی تائید حاصل ہے، مثال کے طور پر قاضی عیاض امام اہل سنت کی مشہور معروف کتاب شفاء شریف ہے بریلوی حضرات کا مانا ہوا کتاب ہے لیکن شفاء شریف نے ان کے بدعتی عقیدہ کو کئی موقع پر مردود قرار دیا۔ چند مثالیں غور سے پڑھیے امام اہل سنت قاضی عیاض شفاء شریف میں فرماتے ہیں،

"لیکن جو باتیں دنیا سے تعلق رکھتی ہیں ہو سکتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو بعض چیزوں کا علم نہ ہو۔ یا کسی بات کو واقعہ کے خلاف سمجھیں اور اس بات میں ان پر کوئی عیب نہیں لگایا جا سکتا کیونکہ ان کی توجہ آخرت اور اس کی خبروں کی طرف، شریعت اور اس کے قوانین کی طرف مصروف ہے اور دنیا کے کام اس کے برعکس ہیں دنیا والے دنیا کے ظاہری معاملات کو جانتے ہیں اور آخرت سے غافل ہیں صفحہ ۱۲۴ جیسا کہ حضرت ..."

اس کی شرح میں حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں:-

"شیعوں کا وہم ہے کہ انبیاء دنیا کی ہر بات کو جانتے ہیں لیکن نہ بڑے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو موقع کیا تھا وہ اس کی تردید کرتا ..."

شرح شفا صفحہ ۳۰۹

واضح ہے کہ ہُدہُد نے بلقیس کا ملک دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کو عرض کی میں نے ایسی بات کا علم ہے جو بات آپ کو معلوم نہیں ہے دیکھو سورت نمل ع ۲

نیز فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے پہلے شریعت کا پورا علم دے دیا گیا" صفحہ ۲۱۲

بریلوی حضرات نے اسی بات کو بگاڑ کر یہ کہنا شروع کر دیا کہ وفات سے پہلے آپ کو ذرہ ذرہ کا تفصیلی علم دے دیا گیا۔ آگے چلیے، شفاء شریف میں ہے:

"آسمان زمین میں خداوند تعالیٰ کی بادشاہت کا علم اور اللہ کی تمام مخلوق کا علم، اللہ کے تمام ناموں کا علم اور اس کی بڑی نشانیوں کا علم، آخرت کے معاملات کا علم، قیامت کی شرطوں کا علم، نیک بخت اور بدبخت لوگوں کا علم، اور علم ما کان وما یکون یعنی جو ہو چکا اور جو ہو گا سب کا علم یہ سب باتیں ایسی ہیں جو وحی کے بغیر آپ کو معلوم نہ ہو سکتی تھیں، تو ان سب باتوں کے متعلق اصول یہ ہے کہ آپ ان تمام میں شک اور شبہ سے معصوم ہیں، بلکہ یقین کے اعلیٰ درجے پر ہیں۔ لیکن ان چیزوں کی تمام تفصیلات کا علم آپ کے لیے ضروری نہیں ہے اگرچہ آپ کے پاس ان سب چیزوں کا اتنا علم ہے جو تمام انسانوں کے پاس نہیں ہے۔ صفحہ ۲۱۲

شفاء شریف نے خوب فیصلہ فرما دیا کہ ان علوم کی تفصیل جاننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ضروری نہیں ہے۔ لیکن حضرت ملا علی شفاء کی شرح میں اور آگے بڑھتے ہیں، فرماتے ہیں:۔

"یہ بات تصور اور عقل میں آ ہی نہیں سکتی کہ ان تمام چیزوں کا تفصیلی علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہو سکے" شرح شفاء صفحہ ۲۱۲ پر نیز فرماتے ہیں

"آنحضرت بعض چیزوں کا علم جو تقدیر کے فیصلہ میں آپ کو عطا ہوا ہے" صفحہ ۲۱۳ نیز فرمایا:۔

"دنیا کے کام مستقل طور پر ہم سے تعلق رکھتے ہیں جو ان کی طرف متوجہ ہو اور ان میں مشغول ہو اس کی سمجھ میں آتے ہیں" صفحہ ۲۲۳

یہی بریلوی عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے تمام پیشے تمام جانتے ہیں سبحان اللہ کیا مذہب ہے۔

نیز فرماتے ہیں:۔

"اگر خداوند تعالیٰ چاہتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بندوں کے بھید اور آپ کی امت کے پوشیدہ خیالات پر اطلاع دے دیتے اس صورت میں آپ اپنے علم اور یقین کی بنا پر لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ فرماتے، شہادت، دلیل، ثبوت کی ضرورت نہ ہوتی...

لیکن ایسا نہیں کیا اس لیے کہ ...... الخ صفحہ ۲۲۳

نیز فرماتے ہیں:۔

"غیب کا وہ علم جسے خداوند تعالیٰ نے اپنی ذات کے واسطے پسند فرما لیا ہے کسی کو نہیں بتاتا" لیکن جس کو پسند کر لیتا ہے یعنی رسول تو اس کو بعض علم سکھاتا ہے۔ صفحہ ۲۴۳

حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں:۔

بعض نہ کہ کل۔ شرح شفاء صفحہ ۲۴۳

بھائی مسلمانو۔ یہ کتنی صاف عبارتیں ہیں۔ شک و شبہ کی گنجائش کہاں ہے لیکن ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

معلوم ہوا کہ بریلوی عقیدہ اہل سنت کے خلاف وہم، اور جاہلیت کی پیداوار ہے۔

بات کو ختم کرنے سے پہلے ایک دفعہ پھر پیچھے چلیے۔

آپ پڑھ چکے ہیں کہ بریلوی حیات النبی کے مسئلہ کو یہاں تک بڑھا دیا ہے

ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بخود ہر شخص کی قبر میں تشریف لاتے ہیں۔
علماء دین کا عقیدہ نہیں ہے۔ اہل علم میں سے صرف شیخ عبدالحق محدث دہلوی
نے مشکوٰۃ شریف کی شرح صہ٢ میں اتنا لکھا ہے کہ:۔

"قبر میں سوال کے وقت فرشتے جب کہتے ہیں کیا تو [illegible] کو جانتا
ہے؟ تو اس کی کئی وجہ ہوسکتی ہیں۔ ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے۔
کہ شاید آپ کی مثالی صورت قبر میں ظاہر ہوتی ہو"

بس اتنی بات کو ان لوگوں نے اتنا کھینچا کہ مثالی صورت کا لفظ چھوڑ کر یہ [illegible]
کر دیا ہے کہ ہر شخص کی قبر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لاتے ہیں۔
وسلئے عالم الغیب اور حاضر ناظر ہیں۔ لیکن اہل السنت والجماعت کے علماء سب
کے سب اس بات کے منکر ہیں۔ حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں:۔

"امام احمد و طبرانی کی روایت یوں ہے۔ مردہ پوچھتا ہے کہ یہ سوال
کس کے متعلق ہے؟ اس وقت حضور علیہ السلام کا نام نامی اور گرامی
محمد لیا جاتا ہے"

معلوم ہوا کہ نام لینے کی ضرورت اس لئے پیدا ہوئی کہ آپ وہاں موجود نہیں ہیں
امام ابن حجرؒ نے فرمایا کہ بعض لوگوں نے جو کہا ہے کہ ہر کسی کی قبر سے حضور علیہ السلام
کی مبارک قبر تک ایک کھڑکی کھل جاتی ہے اور وہ دیکھ لیتا ہے یہ بات بھی
بے ثبوت ہے۔ دیکھو مرقاۃ شریف صہ٢٥

اس کے بعد حضرت ملا علی قاریؒ نے دوسرے دلائل سے بھی ثابت کیا ہے
کہ قبر میں فقط آپ کا نام اور ذکر تو آتا ہے امتحان کے لیے اتنا کافی ہے آپ
کی تشریف آوری امتحان کے مخالف چیز ہے۔

بریلوی حضرات کے پاس دعا دلائل کے سوا اس مسئلہ کا کوئی ثبوت نہیں نہ
کہیں لکھا ہے معلوم ہوا کہ آپ کی تشریف آوری حقیقتاً کبھی نہیں ہوتی اور
قبر یا میلاد [illegible] اس کا کچھ ثبوت نہیں [illegible]

نے ایک بہانہ بنا رکھا ہے۔ اُٹھو حضرت تشریف لائے۔
دراصل بریلوی علماء کو بھی یہ عقیدہ نہیں ہے۔ مفتی احمد یار خاں گجراتی
اپنی کتاب جاءالحق صہ٢٤٢ بحث میلاد میں لکھتے ہیں:۔

"پہلے انبیاء علیہم السلام نے اپنی مجلس میں فرمایا وہ تشریف لائیں گے
ہم اپنے مجلسوں میں کہتے ہیں وہ تشریف لے آئے۔ فرق ماضی و
مستقبل کا ہے"

لو سارا راز کھل گیا۔ بریلوی علماء کا عقیدہ تو یہ ہے کہ حضورؐ دنیا میں تشریف لا چکے
ہیں عوام بے چارے یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری مجلس میں تشریف لے آتے ہیں۔ کیسی
چالاکی اور فریب ہے ایسا لفظ تجویز کیا جس کے دو معنی بنتے ہیں۔ ہاتھی کے دانت
کھانے کے، اور دکھانے کے اور۔ لیکن یہ راز چھپا رہے تو خیر ورنہ لوگ گلا پھاڑنے
کو تیار نہیں ہوں گے۔ بریلوی عوام کو اگر اس راز کا پتہ چل جائے تو شاید ان کی
میلاد کی محفلوں سے ساری دلچسپی ختم ہو جائے۔ مناسب ہوگا کہ اس موقع پر
میلاد شریف کی محفلوں اور قیام کے متعلق علماء دیوبند کا مسلک اختصار سے بیان
کر دیا جائے۔

میلاد شریف کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ذات شریف کے ساتھ ادنیٰ تعلق
رکھنے والی چیز کا ذکر مستحب ہے۔ دیکھو چراغ سنت صہ١٣٣

لیکن جس قدر کوئی چیز قیمتی اور اعلیٰ ہوتی ہے اسی قدر اس کے آداب و
شرائط کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ بریلوی حضرات چاہتے ہیں کہ تمام برائیوں
کو اچھے نام دے کر مسلمان قوم میں رائج کر دیا جائے۔ حضرات علماء دیوبند نام
کی بجائے کام کی حقیقت پر نظر رکھتے ہیں اختلاف کی بنیاد یہی ہے۔ اس اختلاف
کو مٹانے کے لیے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا ارشاد ملاحظہ ہو:۔

شاید کہ از بدعت ہا کہ عوام احداث کردہ اند از غنا و آلات محرمہ و منکر خالی باشد۔ مدارج النبوت ص۲۴

ترجمہ:- میلاد شریف کی محفل عوام کی پیدا کی ہوئی بدعتوں یعنی گانا، اور ساز بجانا اور تمام منکرات یعنی برائیوں سے پاک ہونی چاہیئے۔

منکرات کی تشریح حضرت شیخ نے بیان نہیں فرمائی، اس لئے کہ تمام خلاف شرع چیزیں منکرات اور برائیاں ہیں۔ اس لیے منکرات اور برائیوں کا فیصلہ کرنے کے لئے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ کی تصنیف احیاء العلوم اہل سنت و الجماعت کے چاروں فرقوں میں مانی ہوئی ہے۔ اس کتاب میں حضرت امام غزالیؒ نے بدعتی واعظوں، اور بدعتی مجلسوں کا جو نقشہ بیان کیا ہے، ایک اہل سنت کے لیے فیصلہ کن ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں

"مسجد میں جو برائیاں کی جاتی ہیں۔ ان کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ کہانیاں سنانے والے قصہ گو اور (پیشہ ور) واعظ جو اپنے کلام میں بدعت ملاتے ہیں، پس قصہ گو واعظ کو صاف جھوٹی کہانیاں بیان کرتا ہے، تو وہ فاسق اور بدکار ہے اس کو منع کرنا مسلمانوں پر واجب ہے، اسی طرح بدعت کا وعظ کہنے والا، تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ اسے منع کریں یعنی وعظ نہ کہنے دیں، اور اس کی مجلس میں جانا صرف اس شخص کو جائز ہے جو تردید کے واسطے جائے۔ اور یہ منع کرنا یا تو سب مسلمانوں پر فرض ہے اگر منع کرنے کی طاقت رکھتے ہوں تو سب مل کر منع کریں؟ یا صرف ان لوگوں پر واجب ہے جو اس کے ارد گرد رہتے ہوں۔ اور اگر منع کرنے کی طاقت نہ ہو تو بدعت کی بات سننا جائز نہیں ہے کیونکہ خداوند تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ ان سے منہ پھیر لو جب تک کسی اور بات میں مشغول نہ ہوں اور جب کسی واعظ کا کلام لوگوں کو بخشش کی امید دلاتا ہو اور

لوگوں میں گناہوں کی جرأت پیدا کرتا ہو، اور لوگ اس کا کلام سن کر دلیر ہو جائیں، اللہ کی بخشش، معافی اور رحمت کا لوگوں کو یقین ہو جائے اس کا وعظ سننے کی وجہ سے لوگوں کا خوف خدا کم ہو جائے، اور بخشش کی امید بڑھ جائے تو یہ وعظ مستقل برائی ہے کیونکہ اس برائی کو منع کرنا ضروری ہے کیونکہ اس کا بگاڑ بہت زیادہ ہے بلکہ اگر وعظ ایسا ہو جس سے لوگوں کا خوف امید سے زیادہ ہو جائے تو یہ بات مخلوق کے لیے اچھی ہے کیونکہ لوگوں کو خوف کی بہت ضرورت ہے لیکن انصاف تو یہ ہے کہ خوف اور امید، دونوں برابر ہوں جیسے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا:-

"اگر قیامت کے دن یہ اعلان ہو جائے کہ ایک آدمی کے سوا سب لوگ دوزخ میں جائیں تو میں امید کروں گا کہ وہ ایک میں ہوں اور اگر یہ اعلان ہو جائے کہ ایک آدمی کے سوا سب جنت میں جائیں تو میں ڈر جاؤں گا کہ شاید وہ ایک میں ہوں"

اور اگر واعظ نوجوان ہو، بہت خوبصورت لباس اور شکل و صورت میں رہتا ہو بہت زیادہ شعر اشعار وعظ میں پڑھتا ہو، ہاتھ سے اشارے بہت کرتا ہو، وعظ کہتے وقت جسم کو حرکت بہت دیتا ہو، اس کے وعظ میں عورتیں بہت آتی ہوں تو یہ منکر ہے یعنی فتنہ اور برائی ہے۔ اس کو بند کرنا اور روکنا سب مسلمانوں پر واجب ہے کیونکہ اس میں اصلاح سے زیادہ بگاڑ ہے اور یہ بات اس واعظ کے حالات سے ظاہر ہو جاتی ہے، جس شخص کے ظاہر میں پرہیزگاری نہ ہو، جس کی شکل و صورت با وقار نہ ہو، جس کا لباس نیک لوگوں جیسا نہ ہو، وعظ کا مقام اس کے سپرد کرنا نامناسب ہے، ورنہ لوگ دن بدن گمراہی میں بڑھتے جائیں گے اور جب فتنہ کا

خوف ہو تو عورتوں کو مجد، اور وعظ و ذکر کی مجلس سے منع کرنا ضروری ہے۔

احیاء العلوم منکرات المساجد صفحہ ۳۹۔ بھائی مسلمانو! امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے مقتب سے پکارے جاتے علم کلام، فلسفہ، تصوف، تفسیر و حدیث کے امام ہیں چاروں اماموں کے مذہب ہیں۔ کس پایہ کے باکمال لوگ گزرے ہیں۔ بدعتی واعظوں کی جو شناخت بیان فرمائی ہے، تقریباً ہر ایک بریلوی واعظ پر صادق آتی ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا، کہ میلاد کی محفل منکرات سے خالی ہونی چاہیے۔ لیکن امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف صاف لکھ دیا کہ ہر بریلوی واعظ منکرات شرعی کی تصویر ہے اب یہ بات صاف ہوئی کہ اس زمانہ میں مجلس میلاد کی اصلاح بہت مشکل ہے۔ کیونکہ شریعت جن چیزوں کو بدعات اور منکرات کہتی ہے، وہی برائیاں آج مولود کی محفل کی خوبیاں ہیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ وعظ کا مقصد قوم کی اصلاح ہے۔ جھوٹی کہانیوں سے جھوٹی تقریر سے، اور جھوٹی حدیثوں سے قوم بگڑ گئی ہے۔ چنانچہ حنفیوں کی معتبر کتاب مجالس الابرار جسے شاہ عبدالعزیز صاحب کی تصدیق حاصل ہے وعظ کا معیار ان لفظوں میں بیان کرتی ہے:

"وعظ کی ساری توجہ اس بات کی طرف ہونی چاہیے کہ لوگوں کو دنیا سے آخرت کی طرف بلائے، گناہوں سے نیکی کی طرف، اور حرص سے قناعت کی طرف، آخرت کو ان کی نظر میں پیاری چیز بنا دے اور دنیا سے نفرت دلائے انہیں عبادت اور پرہیزگاری سکھائے کیونکہ لوگوں کی طبیعتوں میں عام طور پر شریعت کی بغاوت اور برے کاموں کی کوشش کا غلبہ ہوتا ہے، اس لیے واعظ کو چاہیے کہ ان کے دلوں میں رعب ڈال دے، اور آنے والے خطرات سے ڈرائے تاکہ ان کے ظاہر باطن کی صفات تبدیل ہوں، اور ان میں نیکی کی حرص اور گناہوں سے رجوع پیدا ہو، وعظ و نصیحت کا طریقہ یہی ہے۔ اور جس واعظ کا وعظ ایسا نہ ہو تو اس کا وعظ اس پر اور سننے والوں پر

وبال ہے۔ بلکہ کہا گیا ہے کہ وہ انسانی صورت میں شیطان ہے لوگوں کو حق کی راہ سے نکالتا ہے اور ہلاک کرتا ہے۔ لوگوں کو چاہیے کہ ایسے واعظوں سے اس طرح بھاگیں جیسے شیر سے بھاگتے ہیں۔ اور جس شخص کو خداوند تعالیٰ نے طاقت دی ہو، اس پر واجب ہے کہ ایسے واعظ کو منبروں سے اتار دے کہ یہ بات امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں داخل ہے اسی طرح وہ واعظ جو قصہ کہانی بیان کرتے ہیں گھٹا بڑھا کر یا جھوٹ اور بہتان ملا کر تو بزرگان دین نے ان مجلسوں میں بیٹھنے سے منع فرمایا کیونکہ بعض قصوں کا سننا تو مفید ہوتا ہے اور بعض کا سننا نقصان دیتا ہے اگرچہ قصہ سچا ہو پس جس نے یہ قصہ گوئی کا دروازہ اپنے آپ پر کھول دیا، اس کو سچ جھوٹ اور فائدہ مند یا نقصان دہ کی تمیز نہیں رہتی۔ (مجالس الابرار صفحہ ۴۹۳)

معلوم ہوا کہ قوم کا اصلی روگ جھوٹے وعظ اور نقصان دہ کہانیاں ہیں۔ بریلوی واعظوں نے میلاد اور گیارھویں کی آڑ میں کان رس کا روگ لگا دیا ہے، اور شفاعت کا مسئلہ ایسے رنگ میں سناتے ہیں کہ قوم بد عمل نہ ہوتی تو کیا ہوتی۔ پیشہ ور واعظوں کی غلط بیانی اور بے ہودہ قصہ کہانی اس امت کے حق میں گناہوں کی نحوست اور بدعمل کا عذاب ہے، درحقیقت دین سے بے پرواہی اور دنیا پرستی کا جو دستور قوم میں رائج ہے اس کی انتہائی سزا یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے غفلت اور روگردانی کی سزا میں دین کا مقصد سمجھنے کی قوت اس قوم سے چھین لی ہے۔ حق کو پہچاننے کی صلاحیت ختم ہو چکی ہے۔ اب جھوٹی کہانیاں ہی ان کی قسمت کا فیصلہ ہے۔ سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:-

يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ۔ (مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس حدیث کا مفہوم یہ کہا
"آخری زمانہ میں مکار اور جھوٹوں کی ایک جماعت ہوگی جو مکر و فریب
سے علماء و مشائخ اور اولیاء اللہ کی صورت میں ظاہر ہوں گے
تاکہ اپنے جھوٹ کو چلائیں اور لوگوں کو باطل مذہب اور جھوٹے خیالات
کی طرف بلائیں، تم کو ایسی حدیثیں اور کہانیاں سنائیں گے جو نہ تم نے
اور تمہارے باپ دادا نے کبھی نہ سنی تھیں پس اپنے آپ کو
ان سے بچاؤ اور ان کو بھی اپنے آپ سے بچاؤ تاکہ وہ تمہیں گمراہ نہ کر
سکیں اور فتنہ میں نہ پھنسائیں۔

شیخ عبدالحق اس کے بعد فرماتے ہیں:۔
"اس حدیث کا مقصود یہ ہے کہ دین سیکھنے میں احتیاط کرنی چاہیے
اور اہل بدعت کی مجلس اور ان کی جھول سے سخت پرہیز کرنا چاہیے
خاص طور پر وہ بدعتی جو لوگوں کو بدعت کی طرف بلائیں، یعنی
بدعتی علماء جو لوگوں کو بدعتی بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔"

اس کے بعد حضرت شیخ نے مثنوی مولانا روم کے چند شعر لکھے ہیں، جن کا
مفہوم یہ ہے، مکار پیر انسانی شکل میں شیطان ہیں اس لیے ہر ہاتھ میں ہاتھ نہیں
دینا چاہیے، یعنی پیر بنانے میں سخت احتیاط کی جائے۔ کمینے لوگ اولیاء اللہ
کی باتیں چرا کر زبان پر لاتے ہیں اور بیمار دلوں پر ان باتوں کا منتر پڑھتے ہیں
شکاری بھی پرندوں کو پھانسنے کے لیے پرندوں کی سی آواز نکالتا ہے مردوں
کا کام روشنی کرنا اور دلوں میں گرمی پیدا کرنا ہے یعنی ایمان کی گرمی جس سے
نیکی کی قوت پیدا ہو، اور کمینوں کا کام مکر و فریب اور بے شرمی ہے۔
(نوٹ یہ حدیث بریلوی مذہب کی پیشینگوئی ہے کیونکہ اس کا سارا دین ساتویں
آٹھویں صدی یا اس کے بعد بنا ہے۔)
بھائی مسلمانو! حضرات علماء دیوبند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ذکر کو

اصل عبادت قرار دیتے ہیں، جھگڑا صرف اس بات کا ہے کہ بدعات اور خرافات
اور فضول خرچی اور اسراف کو اور امرد پرستی اور پیٹ پرستی کو دین کا نام نہ دیا جائے چنانچہ
حضرت امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مولود کی محفل کو خواہ وہ کتنی احتیاط سے قائم
کی جائے ممنوع قرار دیا ہے، ایک شخص مرزا حسام الدین آپ سے دریافت کرتے
ہیں کہ مولود کی محفل میں فقط اچھی آواز کے ساتھ قرآن پڑھنے اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی نعت پڑھنے میں کیا حرج ہے؟ منع یہ جب ہے کہ نعت کو راگ کے اصول
میں پڑھا جائے (جیسا کہ آج کل بریلویوں کی مجلسوں میں ہو رہا ہے) جب ممنوع باتیں
نہ پائی جائیں، اور اس کی غرض بھی صحیح ہو۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت
پیدا کرنا مقصود ہو تو کیا حرج ہے؟

حضرت امام مجددؒ کا فیصلہ

آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا:۔
"میرا خیال یہ ہے کہ جب تک مولود خوانی بالکل بند نہ کی جائے گی
اور ہوس پرست لوگ باز نہیں آئیں گے۔ اگر تھوڑی چیز کی اجازت دی
جائے تو بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔" مکتوب ۷۲

حضرت امام مجدد الف ثانیؒ کا مرتبہ اور مقام ہماری تعریف اور تعارف کا محتاج
نہیں ہر شخص مانتا ہے کہ حضرت امام مجدد کی یہی بات قوم کی تمام بدعات اور
بیماریوں کا قطعی علاج ہے مجددیت یہی ہے بدنصیب لوگ اپنے نام کے ساتھ مجددی
لکھنے کا شوق رکھتے ہیں لیکن مجددی بننے سے انکار ہے امام مجدد الف ثانیؒ نے
مرض کا اصلی سبب بھی بتا دیا کہ مولود اور گیارھویں کی مجلسیں قائم کرنے والے دین
سے بیگانہ ہیں، محبت سے ناآشنا اور خالی ہیں، صرف مال جمع کرنے کی تجارتی کمپنی
ہے امام مجددؒ نے ان لوگوں کو بوالہوس کا خطاب دیا ہے مرزا غالب نے
خوب کہا تھا:۔

سے پھر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی،
اب آبروئے شیوۂ اہلِ نظر گئی !

کیا ہی اچھا ہوتا کہ بوالہوس جماعت، دین اور دینی عبادت کو بھی جاں نہ بناتی، اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کو یہ فیصلہ دینے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی، اور دین کے کام بھی اصلی وضع، اصلی سادگی، اور اصلی رفتار پر جاری رہتے

میلاد کا قیام

بریلوی ٹکسال میں تھوڑی مدت سے یہ مسئلہ بھی تیار ہوا ہے کہ میلاد کی محفل ختم ہونے پر ایک صاحب کہتے ہیں "لو حضرت تشریف لائے" پھر سب دہم سے مارے ہوئے جلدی سے کھڑے ہوتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ جس نے دیر کی وہ مردود ہوگیا اس مسئلہ کی پیدائش کب ہوئی، یہ معلوم کرنا بہت ہی مشکل ہے بلکہ بریلوی روایات یہ ہیں:-

۱ ۶۰۴ھ میں مصر کے بادشاہ نے میلاد کی محفل شروع کی تھی۔ اس محفل میں دس ہزار مثقال سونا خرچ ہوا ہوگا۔ (انوار ساطعہ صفحہ ۱۰۱ مطبوعہ [illegible])

یہاں میلاد کی تاریخ تو معلوم ہوئی لیکن قیام کا کچھ پتہ نہیں۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں "ذات دسروں کا سامان اور اس کو ماہ ربیع الاول سے مخصوص کرنا اور خاص بارھواں دن میلاد کے واسطے معین کرنا بعد میں ہوا یعنی چھٹی صدی کے آخر میں۔ سب سے پہلے یہ عمل اس خاص صورت میں شہر موصل میں ہوا۔

اور بادشاہوں میں اول بادشاہ ابو سعید مظفر ہے، تین لاکھ اشرفی لگاکر بڑی محفل کرتا تھا۔

ایک عالم نے مولود شریف کے لئے کتاب لکھی، بادشاہ نے ایک ہزار اشرفی انعام دیا۔ انوار ساطعہ صفحہ ۱۶۱ تا صفحہ ۱۶۲

بس خوب سمجھ لو کہ ہم اس عمل میں تابع ہیں دستور عمل سلاطین روم

فرمانروایان ملک شام، اور بادشاہان ممالک مغربیہ اور اندلس کے اور مفتیان عرب کے، صفحہ ۱۷۱

ناظرین ! یہ انوار ساطعہ بریلویوں کی سب سے معتبر کتاب ہے، اس میں مولود کی تاریخ بلکہ بریلوی مذہب کا سارا بنیادی تصور معلوم ہوا [illegible]

ناظرین ! اس موقع پر چراغ سنت صفحہ [illegible] دیکھ لیجئے اور یقین کیجئے کہ اسلام کے دور تنزل میں جابر بادشاہوں نے حقیقی اسلام کو مٹا کر اس کے بدلہ میں وہمی اور مادی اسلام کے کچھ تصورات پیش کر دیئے تھے، علماء بادشاہوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلیاں بن چکے تھے، دولت کی بارش نے انہیں حق گوئی بلکہ حق فہمی سے دور ڈال دیا تھا، ہائے افسوس یہ شمار یک دور جہالت، یہ ظلم و جور استبداد بریلویت کی یادگار ہو گیا آج بریلوی مؤرخ بڑی جرات اور دلیری سے بیان کرتا ہے کہ ہمارا دین بادشاہوں کا سایا ہوا دین ہے۔ مفتیان عرب کا نام آخر میں یہ معلوم ہو کہ اصل میں اس مذہب کے بانی بادشاہ ہیں۔ عرب کے مفتیوں کے فتوے سے اگر مولود کی بدعت عرفی محفل جائز ہو سکتی تو اس وقت کے تمام نجد و عرب حجاز بدعات کے منکر ہیں پھر آج عربی فتوی کیوں قابل اعتبار نہیں ہے۔ کسی بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے:-

شعر:- وَهَلْ بَدَّلَ الدِّينَ إِلَّا الْمُلُوكُ
وَأَحْبَارُ سُوءٍ وَرُهْبَانُهَا

ترجمہ:- دین کو جابر بادشاہوں، لالچی علماء اور جھوٹے درویشوں کے سوا کس نے بگاڑا ہے۔

محفل میلاد کی تاریخ تو معلوم ہوئی لیکن قیام کا مسئلہ ابھی تک نامعلوم ہے اور اس کی ابتدا معلوم کرنے میں بہت پریشانی ہوئی۔ صحابہؓ ایک دوسرے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ حالات سنتے اور سناتے لیکن کھڑا ہونا کسی وقت نہ ہوتا کئی صدیاں اسی سادگی اور اصلیت پر گزر گئیں، ایک دفعہ اتفاقاً ایک واقعہ پیش

آیا کہ تقی الدین سبکی جو تقریباً ساتویں آٹھویں صدی کے ایک عالم ہیں۔
تحریر کران پر وجد کی سی کیفیت پیدا ہوگئی اور وہ کھڑے ہو گئے، اس
میں تمام اہل مجلس کھڑے ہو گئے، اور یہاں سے یہ مسئلہ چل پڑا
یعنی یہ مسئلہ معلوم ہوگیا کتنی مضبوط دلیل ہے؟ یہ معلوم ہوا کہ یہ
لوگ ماننے کے لیے تیار کیوں نہیں ہوتے)

بہرحال راقم الحروف نے بریلوی مذہب کی کتابوں میں بہت تلاش کیا مگر
معلوم نہ ہو سکا کہ قیام کی رسم باقاعدگی سے کب شروع ہوئی؟ بریلوی حضرات
قیام کا طریقہ شروع میں یہ تھا کہ وعظ کے دوران میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی پیدائش مبارک کا ذکر آتا تو سب اٹھ کر کھڑے ہو جاتے اور یہ تصور کیا جاتا
پڑھتے کہ آپ اس وقت دنیا میں تشریف لائے ہیں اور ہم آپ کا استقبال کرتے
ہیں چنانچہ انوار ساطعہ میں یہی لکھا ہے۔

"ہر جگہ تو کھڑے نہیں ہوتے، محض وقت ذکر ولادت شریف کھڑے
ہوتے ہیں، اس میں مناسبت یہ ہے کہ ولادت کے معنی یہ ہیں
آپ عالم بطون سے عالم ظہور میں آئے اور آنے والے کی تعظیم کو
کھڑا ہو جانا مستحب ہے۔ (الخ ملخصاً)

یہاں سے معلوم ہوا کہ شروع شروع میں قیام فقط اس مقصد اور موقع کے
لیے شروع ہوا تھا، اب بدعت بڑھ گئی ہے اس لیے میت کو دفن کرنے کے
بعد بھی کھڑے ہو کر سلام پڑھنے لگ گئے ہیں، نماز جمعہ کے بعد بھی، اور جہاں وہاں یہ
ہنگامہ شروع ہو گیا ہے لیکن اب یہ دستور ہے کہ ولادت مبارک کے بیان کے وقت
نہیں کھڑے ہوتے بلکہ مجلس ختم کرتے وقت کھڑے ہوتے ہیں، مذہب بدعت بدلتا رہتا ہے
خدا خیر کرے نت نئی تبدیلیاں ہوتی ہیں نہ معلوم کہاں پہنچے گا گویا مسئلہ بالکل ہی
ہاتھ کا کھیل ہے جدھر چاہا موڑ دیا، بریلویوں کے پاس اس قیام کے دلائل
یہ ہیں:

قرآن مجید میں کھڑے ہو کر، بیٹھ کر، لیٹ کر اللہ کا ذکر کرنے والوں کی
تعریف آئی ہے معلوم ہوا کہ ذکر الٰہی کے لیے کھڑا ہونا جائز ہے۔

جواب

ذکر اور دعا میں فرق ہے دیکھو الصلوٰۃ والسلام صفحہ ۲۳۳ درود شریف
سلام دعا کی قسم سے ہے۔ اور اگر بریلوی حضرات یہ کہیں کہ ہم ذکر الٰہی کے لیے نہیں
حضور رسول اللہ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو یہ بات بھی غلط ہے اس لیے
آپ کے ذکر کے موقع پر جو آداب اور تعظیم کا حکم دیا ہے جو
آپ کی مجلس مبارک میں ملحوظ رکھے جاتے تھے، امام اہل سنت قاضی عیاض فرماتے
ہیں:

ہر مسلمان پر واجب یعنی ضروری ہے کہ جب آپ کا ذکر کرے یا اس کے
پاس آپ کا ذکر مبارک کیا جائے تو ادب کی صورت بنے اور باوقار
ہو کر بیٹھ جائے کسی قسم کی حرکت نہ کرے (یعنی بالکل آرام سے بیٹھا رہے)
اور اس پر آپ کے ذکر مبارک کی ہیبت اس قدر ظاہر ہونی چاہیے
جتنا کہ مجلس مبارک میں بیٹھنے کی صورت میں ہوتی یعنی آپ کی مجلس
مبارک میں صحابہؓ جس قدر ادب سے بیٹھتے تھے کہ اوپر کی طرف
دیکھنے کی جرأت نہ ہوتی تھی اسی طرح ادب سے خاموش بیٹھے
اور آپ کے ذکر کی مجلس میں وہ آداب بجالائے جو صحابہ کرام بجا لاتے
تھے۔ (شفاء شریف مصری ص۲۹)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج میں لکھا ہے کہ یاد رسول اللہ ﷺ بہت کرنا
ضروری ہے (مختصراً)

اب یہ بات صاف ہو گئی کہ جس مجلس میں آپ کا مبارک ذکر بیان ہو رہا ہو
وہ مجلس معمولی مجلس نہیں رہتی بلکہ اس مجلس کے آداب وہی ہیں جو صحابہ کبارؓ کو

خداوند تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک کے آ
تھے۔ سب سے بڑا آداب یہ ہے کہ اس مجلس میں بلند آواز سے
منع کر دیا ہے۔ پھر جب بریلوی عقیدہ یہ ہے کہ آپؐ خود بھی تشریف
تو ان کے خیال میں وہ مجلس حقیقۃً آپ کی مجلس ہے پھر اس قدر بلند
سلام پڑھنا کتنا ظلم ہے۔ خدا کے بندو! جب یہ عقیدہ بنایا ہے تو اس
قائم رکھو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تو صحابہؓ کی آواز بھی رکھتی تھی
ادب چھوڑ دیا ہے یہ بھی سوچا ہے کہ جب آپؐ تشریف لائے اس وقت
رہے، اور اب جو آپ تشریف فرما ہیں تو تم نے شور مچانا شروع کر دیا

۳۔ بریلویوں کی تیسری دلیل یہ ہے۔ حضرت امام مالکؒ کھڑے ہو کر
بیان فرماتے تھے۔ حضرت حسان بن ثابت کے لیے مسجد نبوی شریف
منبر رکھا گیا وہ اس پر کھڑے ہو کر حضورؐ کی تعریف بیان کرتے

جواب

حدیث بیان کرتے وقت کھڑا ہونا ایسا ہی ہے جیسا کہ وعظ کہنے والا
پر کھڑا ہو کر بیان کرتا ہے۔ منبر بنانے کا مقصد یہی ہے۔ لیکن اس کا مطلب تو
ہیں کہ وعظ کہنے والے، یا حدیث کا درس کسی بڑے مجمع میں دینے والے کو کھڑے ہو کر
دینا چاہیے۔ سلام پڑھنے والوں کو اس سے کیا فائدہ پہنچا۔ کیا صرف قیام کی مثالیں
تمہاری بدعت کو ثابت کر سکتی ہیں اگر ایسا ہے، تو یہی دلیل پیش کر دو۔ چونکہ نما
میں قیام فرض ہے اس واسطے سلام کا قیام بھی فرض ہے اور جو منکر ہو وہ دین کا
منکر ہے۔ دلیل اس قسم کی ہونی چاہیے جس سے درود و سلام کے واسطے کھڑا ہو
ثابت ہو سکے۔ دنیاوی کاموں میں کھڑا ہونا دیگر ہے۔

۴۔ چوتھی دلیل یہ بیان کرتے ہیں،
مشکوٰۃ شریف میں باب المصافحہ میں ہے۔ حضرت سیدہ فاطمہؓ جب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آتیں تو آپؐ ان کی طرف اٹھ کر جاتے، ان کا

ر بوسہ دیتے اور اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بٹھاتے، اور جب آپؐ ان کے گھر
لاتے تو وہ ایسا ہی کرتی تھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی آنے والے کی تعظیم
واسطے کھڑا ہونا جائز ہے۔

جواب

کے واسطے کھڑا ہونا۔ اس کی کئی قسمیں ہیں۔
ن پیارے عزیز یا بزرگ کی آمد پر اٹھ کر استقبال کے لیے آگے جانا۔ اور
بوسہ دے کر عزت سے یا پیار سے بٹھانا جائز ہے اور یہ کھڑا ہونا تعظیم کے واسطے
ن ہوتا بلکہ استقبال کے لیے ہوتا ہے۔
۲۔ ایک کھڑا ہونا روانگی کے وقت ہوتا ہے جب آنے والا واپس جانے
لگتا ہے تو اس کو رخصت کرنے کے لیے تھوڑی دور اس کے ساتھ
جا سکتا ہے۔ اس واسطے اٹھنا پڑتا ہے یہ بھی جائز ہے اس کو قیام تشایعت
تے ہیں۔ اسی طرح مجلس کا سردار جب مجلس برخاست کرنے کے لیے اٹھتا ہے
ب لوگ گھروں کو جانے کے لیے اٹھتے ہی ہیں۔
۳۔ ایک کھڑا ہونا آنے والے کی تعظیم کے واسطے ہوتا ہے کہ کسی آنے
لے اہل علم و فضل کی تعظیم کے لیے مجلس والے کھڑے ہو جائیں۔ جب وہ
بیٹھ جائے تو وہ بھی بیٹھ جائیں۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے بعض اس کو
کہتے ہیں اور بعض حدیث سے ناجائز ثابت کرتے ہیں۔
باب اقسام کی تمہید میں دو طرح مسلک شیخ نے لکھ دیے ہیں حضرت سعدؓ کے
واسطے یہ جو تھا حکم حضور علیہ السلام نے دیا تھا اس کی توجیہ شارح طیبی اور
ملا علی قاری کے نزدیک یہ ہے کہ تعظیم کے طور پر نہ تھا بلکہ سواری سے اتارنے کے
لیے تھا۔ قُومُوا إِلَىٰ سَيِّدِكُمْ میں حرف إلى اس کی مضبوط دلیل ہے، اگر تعظیم
کا حکم ہوتا تو لِسَيِّدِكُمْ فرماتے۔ شیخ عبد الحق رحمہ کا ترجمہ بھی ایسا ہی ہے یعنی
اٹھ کھڑے ہو جاؤ اور اپنے سردار کی طرف جاؤ تو گویا یہ قیام تعظیم کے لیے نہ تھا۔

بلکہ استقبال کے لیے تھا اور وہ تو جائز ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے واسطے نہیں اٹھا کرتے تھے جیسا میں حضرت انس رضی کی حدیث سے ثابت ہے۔ حضرت انس رضی فرماتے ہیں نظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب کوئی نہ تھا۔ لیکن جب صحابہ آپ کو دیکھتے تو آپ کی تعظیم کے لیے نہ کھڑے ہوتے کیونکہ تھا کہ آپ اس کو ناپسند فرماتے ہیں۔

چوتھی قسم یہ ہے کہ لوگ کسی کی تعظیم کے لیے اٹھیں لیکن ... وہ پھر بھی لوگ کھڑے ہی رہیں۔ یہ سخت منع ہے اور ... پردورت میں ... دھمکی آئی ہے یہ سخت گناہ ہے۔ دیکھو مشکوٰۃ شریف باب القیام ... اور ابو امامہ اور سعید کی روایت جس میں سختی سے منع کیا گیا ہے۔ اب ... بات یہ ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی کی آمد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... چاروں قسموں میں سے کس قسم میں داخل کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ یہ پہلی قسم ہے اور اس کا مقصد یہ تھا کہ محبت اور شفقت کا اظہار فرمانے کے لیے ... استقبال فرماتے تھے جیسا کہ شیخ کے ترجمہ فارسی باب ... بھی استقبال ... تھیں۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ کھڑا ہونا تعظیم کے لیے تو حضور علیہ السلام کی طرف سے حضرت فاطمہ رضی کی تعظیم کا کیا مطلب ہوگا ... ثابت ہو جائے کہ آپ حضرت فاطمہ رضی کی تعظیم کے لئے ہمیشہ اٹھتے تھے تو یہ آپ کی سنت بن جائے گی اور ہر باپ کو اپنی بیٹی کی تعظیم کرنا سنت ہو جائے گا ... تو سراسر غلط ہے۔ لیکن بریلوی حضرات کا کھڑا ہونا استقبال کے لیے تو نہیں ہے ان کے الفاظ "اٹھو حضرت تشریف لائے" ... سے ظاہر ہے کہ تعظیم کے اٹھتے ہیں اور آمد کا ان کو ویسے بھی پتہ ہے کہ استقبال یا مشایعت کریں ان کا اٹھنا فقط تعظیم کے لیے ہے تعظیم کی پہلی صورت جو اختلافی ہے۔ اور ... علماء کے نزدیک جائز ... کے ناجائز ہے ان کے ہاں موجود نہیں ہے کیونکہ وہ

...ت جب ہوتی کہ حضور کی تشریف آوری کا ان کو پتہ چلتا اور یہ لوگ تعظیم کے لیے اٹھتے پھر بیٹھ جاتے۔ ان کا اٹھنا تو ایسا ہے کہ جب اٹھ کر کھڑے ہوتے ہیں تو پھر دیر تک کھڑے رہتے ہیں یہ قیام کی چوتھی قسم ہے جو یقیناً منع اور حرام ہے اور اس کے حرام ہونے میں آج تک علماء میں سے کسی نے شک و شبہ نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بری عادت کو سختی سے منع کیا اور عجمیوں کی ناپسند عادت فرما دیا ... بھی فرما دیا کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ لوگ اس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوں اور وہ بیٹھا ہو تو وہ دوزخی ہے خیال کرنا چاہیے کہ ایسی بات جس سے آپ نے اس قدر سختی سے منع فرمایا کیا آپ اس کو اپنی ذات کے لیے پسند فرما دیں گے۔ کیا امت کو اتنی بے شرمی مناسب ہے کہ جن باتوں سے حضور علیہ السلام نے سختی سے منع کیا تھا وہی برا سلوک آپ کے ساتھ کیا جائے۔ درحقیقت یہ اتنی بے ادبی اور گستاخی ہے جس کی برائی بیان میں نہیں آسکتی۔ خدا ہی جانے ان لوگوں کو اس گناہ کی کیا سزا ملے گی؟

کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گیارہویں میلاد اور قبر میں تشریف لاتے ہیں؟

اتنی بات آپ پڑھ چکے ہیں کہ مثالی صورت میں آپ کی زیارت خواب میں یا بیداری میں ہو سکتی ہے۔ اور خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایسا ہونا بعید نہیں لیکن یہ بہت اونچے درجے کے لوگوں کی شان ہے۔ ہم لوگ اگر اپنے ناپاک اور مشتبہ مالوں سے قائم کی ہوئی محفلوں پر غور کریں تو اتنی بڑی بات کہنے سے ہمیں شرم آنی چاہیے۔ میلاد کی محفل میں آپ کی تشریف آوری کا ذکر قرآن میں بھی نہیں ہے حدیث میں بھی نہیں ہے۔ صحابہ رضی بھی ان باتوں سے ناآشنا معلوم ہوتے ہیں علماء اسلام

* شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے فرمایا کہ علماء ... صحابہ و تابعین کے زمانہ میں کسی نے بھی آپ کی زیارت نہیں کی (اشعۃ اللمعات جلد ۳ ص ۴۰۲ ...)

میں سے کسی نے یہ بات نہیں لکھی. تو آخر یہ مسئلہ کہاں سے آیا
یا ہمیشہ آپؐ ایسی محفلوں میں تشریف لاتے ہیں. بھائی مسلمانو.
دردناک ہے. بریلویت اسلام کے اندر ایک دُوسرا اسلام ہے
میں مسئلہ بتانے کا طریقہ بالکل نرالا ہے ان کا مسئلہ دیکھا دیکھی
سے بنتا ہے یہ لوگ فریب خوردہ. وہ کچھ فریب دینے والے بہت
دو مشہور کتابیں ہیں دعا دلی اور دعوتیں. جو مسئلہ دعا دلی اور
نہ بنے وہ دعوتیں سے منانا چاہتے ہیں. قرآن حدیث میں مسئلہ تلاش
کا ان کے ہاں رواج ہی نہیں ہے دلیل یا حسی ہوتی ہے جو خواب
آئے. یا عقلی جو عقل سے معلوم ہو. یا نقلی جو کسی لکھت اور تحریر
قسم کے دلائل چھوڑ کر ان کے ہاں مسئلہ کی بنیاد کشفی دلائل پر ہے
اسلام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ کشف سے کوئی مسئلہ شریعت کا ثابت نہیں
یہ مسئلہ چراغ سنت میں بیان ہو چکا ہے. بریلیوں کی مشہور اور معتبر کتاب
نے اولیاء اللہ کے واقعات لکھے ہیں کہ ان کو روحانی طور پر حضور علیہ السلام
دیدار خواب یا بیداری میں ہوا اس سے دلیل پکڑتے ہیں کہ حضور علیہ السلام
کی محفلوں میں تشریف لاتے ہوں گے یہی مسئلہ بن گیا. چونکہ بعض اولیاء
کشفی طور پر آپؐ کی زیارت نصیب ہوئی اس لئے معلوم ہوا کہ میلاد کی محفلوں
تشریف لاتے ہیں کتنی بے بنیاد و بے ربط بات ہے کوئی کم فہم بچہ بھی ایسی
کہنے کو تیار نہ ہوگا. حضرت امام مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی
جیسے شہبازوں کو اگر روحانی تعلق کی بنا پر حضور علیہ السلام کے ساتھ روحانی ملاقات
نصیب ہو سکتی ہے تو اس سے بدعت بھری محفلوں کو کیا فائدہ پہنچتا ہے
یہاں چند باتیں قابل غور ہیں:

علماء اسلام کا متفقہ ارشاد ہے کہ کشف سے کوئی مسئلہ ثابت نہیں
ہو سکتا۔

کسی مجلس میں بیٹھے ہوئے اگر کسی کامل بزرگ کو حضور علیہ السلام کی زیارت
نصیب ہوئی تو اس کا مطلب یہ کیسے نکل آیا کہ ساری مجلسوں میں آپؐ
تشریف لاتے ہیں۔

۳۔ اگر خواب میں کسی شخص کو زیارت نصیب ہو تو کیا وہ شخص یہ بھی کہہ
سکتا ہے کہ آپؐ میرے گھر تشریف لائے تھے. اور ہمارے شہر میں آپؐ
کی تشریف آوری ہوئی اور اس سے بڑھ کر اگر کوئی عقل مند یہ کہنا شروع
کر دے کہ چونکہ میرے گھر میں تشریف لائے تھے اس واسطے سب لوگوں
کے گھر میں تشریف لاتے ہیں اور سارے لوگ رات کو اٹھ کر سلام پڑھنا
شروع کر دیں اس بنا پر کہ ایک شخص کو خواب یا کشف میں زیارت ہوئی
تھی. لہٰذا آپؐ سب لوگوں کے گھر تشریف لاتے ہیں تو یہ بات عقلمندوں کے
نزدیک کتنی غلط اور فضول ہے۔

۴۔ اور یہ بھی سوچو کہ جس مجلس میں بزرگان دین کو آپؐ کی رُوحانی زیارت نصیب
ہوئی ان لوگوں نے بزرگوں کو سلام پڑھنے کے لئے کیوں نہ اٹھایا۔
بھائیو! اولیاء اللہ کے ساتھ جو معاملہ ہوا ہے اس سے ہمارے واسطے کوئی
مسئلہ نہیں بنتا ان کا مقام اور درجہ بڑا ہے ہمارا مقام اپنا ہے وہ کہاں اور
ہم کہاں. اب سوچو کہ اتنی کمزور اور بے ثبوت دلیل کے سوا ان کے ہاتھ میں کچھ بھی
نہیں ہے تو یہ لوگ کتنے ظالم ہیں کہ قوم کو فضول پریشان کر رکھا ہے. سارا
بریلوی مذہب خواب و خیال اور وہم و وسوسوں کا مجموعہ ہے بڑے لوگوں کا
ذکر کرتے ہیں. تو اس بڑی نسبت کے ساتھ اپنی علمی کمزوری کو چھپاتے ہیں۔
افسوس. افسوس. افسوس. افسوس۔
اسی طرح قبر میں آپؐ کا تشریف لانا بالکل بے ثبوت ہے. حضرت شیخ
عبدالحقؒ نے صرف اتنا کہا ہے کہ شاید آپؐ کی مثال میّت کو نظر آتی ہو. ماضی شکیہ
کا لفظ استعمال کیا ہے لیکن شیخ کے علاوہ ملا علی قاری جیسے علماء اسلام اس

کے برعکس لکھتے ہیں۔ پھر آخر یہ مسئلہ نکلا کہاں سے، کہ آپ قبر میں ...
بھائیو۔ خدا کا خوف کرو، جھوٹ دو جہان میں ذلیل کرنے والی چیز ... درپیش ہے قوم مظلوم اور جاہل ہے۔ اسلام کے حقیقی مسائل کی طرف ... کرنے کا وقت ہے۔ چھوڑو ان خرافات اور جھوٹی باتوں کو۔

يٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ

بریلوی حضرات قیام کے واسطے پانچویں دلیل یہ بیان کرتے ہیں

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم باب السماع میں فرمایا ہے،

سماع سننے والے صوفیہ میں سے کوئی وجد کے طور پر کھڑا ہو جائے یا وجد ... کھڑا ہو جائے تو اس کے ساتھ موافقت کرنے کے لئے سب کو کھڑا ہونا چاہئے ... تاکہ اسے وحشت نہ ہو۔

جواب

چھوٹا منہ بڑی بات اسے کہتے ہیں۔ سماع صوفیہ کی خاص اصطلاح ہے۔ وعظ یا نعت خوانی کی مجلس کو آج تک کسی دنیا بھر کے عالم نے سماع نہیں کہا۔ سماع میں ایسے اشعار پڑھے جاتے ہیں جن میں محبوب کی زلف و ... چہرہ و رخسار کا ذکر ہوتا ہے۔ صاحبان حال ایسے کلام کو تاویل کے درجہ میں ... تعالیٰ کی محبت کو حرکت دینے اور ابھارنے کے لئے پڑھتے اور سنتے ہیں ... مجاز، استعارہ اور کنایہ سے خالی ایک لفظ بھی نہیں ہوتا۔ حقیقت پر محمول کرنا انتہائی حماقت، بیگانگت اور بے ادبی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سماع کی محفل میں صاحبان حال اور اہل رسوخ کے سوا کسی کو بیٹھنے کی اجازت ہی نہیں ہوتی نوجوان اور خواہشات والوں کو ایسی مجلس میں بیٹھنا ہی حرام ہے اور یہ فتویٰ امام غزالی صاحب نے احیاء العلوم باب السماع میں ہی دیا ہے۔ اس لئے بریلوی حضرات اگر گیارھویں کی مجالس کو سماع کی مجالس قرار دیں گے تو ایسی مجلسیں عوام الناس کے لئے قطعاً حرام ہیں، اور اس بات میں تمام صوفیہ ...

علماء کا اتفاق ہے۔ اگر یہ مجلسیں سماع کی نہیں ہیں۔ تو سماع کے احکام اور آداب سے ان کا کیا تعلق؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ سماع کی مجلس میں کھڑا ہونا قیام تعظیمی تو ہرگز نہیں ہے صوفیہ کرام کسی کی آمد کے انتظار میں نہیں ہوتے۔ ان کی کیفیات غلبۂ حال کی بنا پر ہیں۔ وہ لوگ قیام نہ کرنے کو اہل سنت سے خارج بھی نہیں سمجھتے بریلویوں کا قیام ایک غلط عقیدہ کی بنا پر شرعی جرم اور بدعت ہے۔ ورنہ مطلق قیام تو مباح کے درجہ میں ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ بریلوی حضرات جو میلاد اور وعظ کی تمام مجلسوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا عقیدہ رکھتے ہیں، اور بالعموم ان کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم مبارک کے ساتھ تشریف لاتے ہیں مگر نظروں سے غائب ہوتے ہیں تو ذرا یہ بتائیں کہ ان مجلسوں میں تشریف لاکر آپ بیٹھ جاتے ہیں تو اس صورت میں آپ کے سامنے کھڑے ہو کر درود اور سلام پڑھنا کتنا گناہ اور کتنی بے ادبی ہے؟ کیونکہ ایسا قیام قطعی طور پر حرام ہے کہ مجلس کا سردار تو بیٹھا ہو اور لوگ اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوں۔ آپ اس کو یقیناً ناپسند فرماتے ہوں گے کیونکہ یہ متکبر لوگوں کی عادت ہے اس کو پسند کرنا دوزخی لوگوں کا کام ہے۔ دیکھو مشکوٰۃ شریف باب القیام فصل دوم میں حضرت امیر معاویہؓ کی روایت۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو یہ بات پسند ہو کہ لوگ اس کی تعظیم کے لئے اس کے سامنے کھڑے ہی رہیں تو وہ شخص دوزخ میں اپنا ٹھکانا بنالے"۔

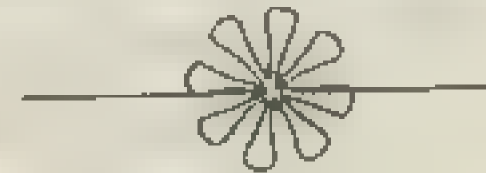
اس لئے ناممکن ہے کہ حضور علیہ السلام کو یہ بات پسند ہو۔ اور ناراضگی آپ کی اس پر یقینی ہے اگر یہ کہیں کہ آپ بھی ہمارے ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تو یہ بات ایک مسلمان کو منہ سے کہنا ہی نامناسب ہے کیونکہ ادب کا

مقام ہے۔ اگر یہ کہیں کہ آپ بیٹھتے ہی نہیں ہیں تو سخت افسوس کر ہم۔۔
کیوں مجلس میں بیٹھتے ہیں۔ الغرض بریلوی قیام میں دو خرابیاں ہیں۔
خرابی تو یہ ہے کہ بغیر کسی شرعی دلیل کے ان لوگوں نے جا بجا آپ کی
آوری کا عقیدہ بنالیا ہے اور اس کی بنیاد بھی وہی عالم الغیب اور حاضر۔۔
عقیدہ ہے اس لئے یہ عقیدہ شرک ہے اگر اسی بات پر قیام کرتے کہ۔۔
کے بتانے سے آپ کو میلاد کی محفلوں کی خبر ہوتی ہے تو اس میں شرک۔۔
پرانا بریلوی عقیدہ یہی تھا۔ جیسا کہ انوار ساطعہ میں لکھا ہے۔

اُس وقت تک بریلوی عالم الغیب اور حاضر ناظر کے لفظ سے دُور ہوگئے تھے
دیکھو انوار ساطعہ ص۳ مطبوعہ دیوبند۔

اگر تشریف آوری کا عقیدہ ان کا نہیں ہے تو اعلان کریں پھر ان پر فقط یک
رہ جائے گا کہ درود اور سلام پڑھنے کے لیے کھڑا ہو جانا عملی بدعت ہے۔
بزرگانِ دین کے ہاں نہ تھی۔

بریلوی حضرات قیام کے مسئلہ کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ اس کو
اہل سُنّت و جماعت کا نشان قرار دیتے ہیں۔ اور بعض ان کے علماء نے قیام
نہ کرنے والوں پر کفر کا فتویٰ بھی دیا ہے۔ اس لئے اس مسئلہ کی اہمیت بہت
بڑھ گئی ہے کوئی بریلوی عالم ذرا ہمیں یہ بات سمجھا دیں کہ قیام کی رسم باقاعدہ طور
سے کب سے شروع ہوئی ہے؟ بھائی مسلمانو! یہ مسئلہ اگر اسلام کا مسئلہ تھا
تو بزرگانِ دین اس سے کیوں محروم رہتے؟



ساری مخلوق اللہ کے سامنے عاجز اور ذلیل ہے

بریلوی پروپیگنڈا تقویۃ الایمان کی جن عبارتوں کے سہارے پر زندہ
ہے ان کا ایک حصہ آپ اسی رسالہ میں پڑھ چکے ہیں۔ دوسری عبارت
یہ ہے:۔

"جس نے اللہ کا حق (عبادت) اس کی مخلوق کو دیا، تو بڑے
سے بڑے (یعنی بہت بڑے) کا حق سے کر ذلیل سے ذلیل
(یعنی بہت ذلیل) کو دے دیا۔ جیسے بادشاہ کا تاج ایک چمار
کے سر پر رکھ دیجئے۔ اس سے بڑی بے انصافی کیا ہوگی؟ اور
یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان
کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔" مثلاً

اور دوسری جگہ یہ کہا ہے:۔

"ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر۔"

اس عبارت پر ان لوگوں کا اعتراض یہ ہے کہ بزرگانِ دین اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ ذلیل چمار اور ذرۂ کمتر کہا ہے۔ بھائی
مسلمانو! اس عبارت کو غور سے پڑھو اس میں بزرگانِ دین اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا نام کہاں ہے؟ یہ توہین کے الفاظ تو سب سے پہلے
ان کی زبانوں اور قلموں پر آتے ہیں۔ ہاں اتنا ضرور لکھا ہے کہ جیسے ایک
بادشاہ کے مقابلہ میں چمار کا درجہ ہوتا ہے، خدائے قدوس کی عظمت و جلال
کے مقابلہ میں ساری مخلوقات کو وہ نسبت بھی حاصل نہیں جو بادشاہ اور چمار
کے درمیان موجود ہے کیونکہ چمار اور بادشاہ دونو انسان ہیں، جنس دونوں
کی ایک ہے۔ زمانہ کے انقلابات میں یہ تو ہو سکتا ہے، اور ہوا ہے کہ چمار

بادشاہ بن جائے لیکن مخلوق کے لیے خدا بننا ہمیشہ کے لیے ناممکن ہے اور چمار میں کسی طرح سے مناسبت اور مشابہت موجود ہے لیکن خالق و مخلوق کے درمیان کسی قسم کی مشابہت ماننا کفر ہے دیکھو الصلوٰۃ والسلام ص۲۵۵

مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کا مطلب یہ ہے کہ خالق اور مخلوق کے درمیان اتنی بھی نہیں جتنی بادشاہ اور چمار کے درمیان ہوتی ہے۔ یہ ایک عام فہم مثال ہے جو شخص اتنی بات نہیں جانتا وہ توحید سے بے خبر ہے کیونکہ تشبیہ اور مثال کی نفی کیے بغیر توحید کا بیان ناممکن ہے۔ بریلوی حضرات نے مخلوق کا مصداق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو قرار دیا۔ اس لیے کہ یہ لوگ تشبیہ کے فاسد عقیدہ میں مبتلا ہیں۔ ذلیل کے لفظ پر خود بخود جانے والے یہ نہ سمجھے کہ ذلیل کا لفظ قرآن مجید میں ایمان والوں کی تعریف میں آیا ہے اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ پ۶ ایمان والے مومنوں کے سامنے ذلیل اور کافروں پر زبردست ہیں۔ اور شاید بریلوی حضرات نماز میں عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کا لفظ تو پڑھتے ہوں گے۔ لفظ عبد کی تشریح دیکھو الصلوٰۃ والسلام ص۲۴۰ اور ص۲۴۱ اور سورۃ مریم کی آیت اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا۔ میں عبد کا لفظ موجود ہے۔ مطلب یہ ہے کہ زمین و آسمان کی ہر چیز خداوند تعالیٰ کے سامنے عبد کے درجے میں ہے۔ احناف کی مشہور تفسیر مدارک میں عبدًا کی تفسیر یوں کی ہے:

ذَلِيْلًا خَاشِعًا یعنی ہر چیز دنیا اور آخرت میں خداوند تعالیٰ کے سامنے ذلیل ہے۔ تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر خازن اور مظہری میں بھی عبد کا ترجمہ ذلیل بیان کیا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ زمین آسمان کے درمیان کی ہر چیز خداوند تعالیٰ کی جناب میں ذلیل ہے۔ عبد کا معنی یہی ہے۔ عاجزی کرنے والا حکم ماننے والا۔ ذلیل اگر زیادہ تشریح درکار ہو تو امام راغب اصفہانی کی مفردات القرآن دیکھیے ص۳۲۱

عبودیت کے معنی میں اپنی ذلت کو ظاہر کرنا ہے۔ اور عبادت اس سے زیادہ بلیغ ہے۔ کیونکہ عبادت کا معنی ہے انتہائی طور پر ذلیل ہونا۔

اب یہ بات صاف ہو گئی کہ عبد کا معنیٰ ہی ذلیل ہے اور اللہ کی جناب میں ذلیل ہونا ہی وہ عظمت ہی اور فخر ہے جو تمام بنی آدم میں سے کامل طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیب ہوا اور قرآن مجید نے آپ کو عبد اللہ فرمایا۔

یاد رہے کہ ذلیل کے معنی عبد، عاجز اور بے بس کے ہیں۔ ہمارے عام محاورہ میں جب خلاق اور کمینہ انسان کو ذلیل کہتے ہیں۔ یہ پنجابی محاورہ ہے اہل علم کے نزدیک ذلت کے معنی عبادت اور اطاعت کے ہیں سورہ بقرہ میں ہے ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ۔

جو لوگ مخلوق کا خالق کے سامنے ذلیل ہونا عیب سمجھتے ہیں وہ نہ تو عبدیت کی حقیقت سمجھے ہیں نہ عبادت کی۔ اور خداوند تعالیٰ کی شان سے تو وہ اتنے بے خبر ہیں ... توحید پر اپنا بیان تازہ کر چاہیے۔ ... دلائل پر غور کیجئے۔

۱۔ قرآن مجید کی تصریحات سے معلوم ہو کہ ایمان والے ایمان والوں کے آگے ذلیل ہیں۔

۲۔ عبادت کا معنیٰ یہی ہے انتہائی ذلت ظاہر کرنا۔

۳۔ تفسیر مدارک۔ تفسیر معالم التنزیل۔ تفسیر خازن مظہری کے حوالہ سے معلوم ہوا کہ ساری مخلوق خداوند تعالیٰ کے سامنے دنیا اور آخرت میں ذلیل ہے یعنی عاجز اور بے بس ہیں۔ لیکن بریلوی حضرات کے لیے یہ علمی دلائل کافی نہ ہوں گے اس لیے اس مضمون پر چند بزرگان دین کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ حضرت امام مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

"ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام جو ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب

گزرے ہیں مخلوق کو خالق کی عبادت کی ترغیب دیتے اور
عبادت سے منع کرتے تھے، اور اپنے آپ کو بندہ اور عاجز
تھے۔ خداوند تعالیٰ کی ہیبت اور بزرگی سے ڈرتے کانپتے
تھے۔" مکتوب ۱۶۶

بندہ، عاجز، اور ڈرتے، کانپتے کا لفظ حضرت امام مجدد نے انبیاء علیہم السلام کی شان میں فرمایا ہے۔ بریلوی حضرات توجہ فرمائیں۔

۲۔ عوارف المعارف تصوف کی مشہور و معروف کتاب حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی تصنیف ہے جو سلسلہ سہروردیہ کے بانی اور کابر اولیاء کے پیشوا ہیں، حضرت امام مجدد الف ثانی نے مکتوب شریف میں اس کتاب کو بطور سند پیش کیا ہے اس کتاب کے باب ۲۳ میں حضرت شہاب الدین سہروردی نے فرمایا:

بَلَغَنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ لَا يَكْمُلُ اِيْمَانُ الْمَرْءِ حَتّٰى يَكُوْنَ النَّاسُ عِنْدَهُ كَالْاَبَاعِرِ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى نَفْسِهٖ فَيَرَاهَا اَصْغَرَ صَاغِرٍ، اِشَارَةٌ اِلٰى قَطْعِ النَّظَرِ عَنِ الْخَلْقِ۔

ترجمہ: ہم کو خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک سارے انسان اس کے نزدیک اونٹ کی مینگنی جیسے نہ ہو جائیں پھر اپنی طرف دیکھے تو یہ سمجھے کہ میں ہر حقیر سے زیادہ حقیر ہوں۔

حضرت شیخ شہاب الدین یہ حدیث لکھنے کے بعد فرماتے ہیں، اس حدیث میں اشارہ ہے کہ مخلوق کی طرف سے مسلمان بالکل ناامید ہو جائے، یعنی سب انسانوں کو مینگنی کی طرح نفع اور نقصان سے عاری سمجھے، کسی سے نفع یا نقصان کی امید نہ رکھے یہی وہ توحید خالص ہے جس کی طرف تقویۃ الایمان میں دعوت دی گئی ہے۔ اس میں

تک نہیں کہ نیک لوگوں کی تابعداری میں نفع ہے اور اس کی نافرمانی میں نقصان ہے۔ لیکن یہ نفع نقصان خداوند تعالیٰ کی طرف سے ملے گا ان کے ہاتھ میں نہیں ہے کاملین اولیاء اللہ نے معرفت کی بلندیوں پر پہنچ کر یہ سارا مضمون کیا اور بتایا۔ بریلوی حضرات سوچیں تقویۃ الایمان میں ساری مخلوق کو خداوند تعالیٰ کے سامنے یا آگے ذلیل یا چمار کی نسبت دی۔ لیکن اس حدیث میں جو شیخ شہاب الدین سہروردی نے روایت کی ہے سب انسانوں کو اونٹ کی مینگنی جیسا کہا گیا ہے، اور یہ لفظ حدیث کے ہیں کیا آپ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخ شہاب الدین سہروردی پر بے ادبی کا فتویٰ دیں گے!

آگے چلیے

۳۔ یہی لفظ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے ملفوظات میں بھی محفوظ ہیں۔

بعدہ سخن در توکل افتاد۔ فرمود کہ اعتماد بر حق باید کرد و نظر
بہیچ کس نباید داشت بعد ازاں بر لفظ مبارک راند کہ ایمان کسے
تمام نشود تا ہمہ خلق نزدیک وے چناں چناں نماید کہ پشک شتر۔

ترجمہ: توکل کی بات چل پڑی تو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نے فرمایا: خداوند تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چاہیے اور کسی پر نگاہ نہ رکھنی چاہیے اس کے بعد آپ نے فرمایا کسی کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک ساری مخلوق اس کو اونٹ کی مینگنی جیسی نظر نہ آئے۔ فوائد الفواد۔ جلد تیسری مجلس آٹھویں۔

یاد رہے کہ یہ کتاب بریلوی حضرات کے ہاں مسلم ہے، مولوی احمد رضا خاں صاحب نے احکام شریعت ص ۹۱ میں بڑی تعظیم سے نام لیا ہے۔

اور حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے روض الریاحین کے آخر میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے عقیدہ میں یوں لکھا ہے:

تمام مخلوقات ملائکہ جنات۔ انسان۔ عرش۔ کرسی۔ لوح محفوظ

زمین اور آسمان وغیرہ وغیرہ عظمت الٰہی کے سامنے رائی کے دانہ سے بھی حقیر ہے۔

اور حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری نے مکتوب ۲۳ میں فرمایا ہے:

"جب تو اس ذات کی عظمت و جلال کا خیال کرے تو ساری مخلوق عدم نظر آتی ہے۔"

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی شرح فتوح الغیب [illegible] فصل [illegible] فرماتے ہیں:

"شیخ عبد الوہاب متقی مکی نے رسالہ حبل المتین فی تقویۃ الیقین میں فرمایا ہے چار چیزیں ایسی ہیں کہ راہ خدا میں چلنے والے کو ان پر یقین کرنے سے چارہ نہیں، پہلی چیز توحید ہے جاننا چاہیے کہ خداوند تعالیٰ ایک ہے، تمام کمال صفات سے موصوف ہے۔ جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے نفع یا نقصان خیر یا شر دینا یا نہ دینا سب کچھ اس کے حکم اور تقدیر سے ہے۔ اس عقیدہ کا فائدہ یہ ہے کہ انسان کی توجہ مخلوق کے نفع اور ضرر وجود اور عدم سے پھر جاتی ہے۔ اھ"

یہی عقیدہ توحید کا فائدہ یہ ہے کہ انسان مخلوقات کی طرف سے نفع یا ضرر کی امید چھوڑ دیتا ہے اور اسے مخلوقات کے موجود ہونے یا معدوم ہونے کا خیال بھی نہیں ہوتا۔

امام غزالیؒ احیاء العلوم ص۸۵ قواعد العقائد میں فرماتے ہیں:

"اگر سارے انسان، سارے جنات، تمام فرشتے اور شیطان مل کر ایک ذرہ کو ہلانا چاہیں یا ٹھہرانا چاہیں تو خداوند تعالیٰ کے ارادہ کے بغیر اتنا بھی نہیں کر سکتے، عاجز ہیں۔"

حضرت پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ الفتح الربانی مجلس ۶۱ میں فرماتے ہیں:

ان الخلق عجزٌ عدم ۔ ۶۱

ترجمہ: ساری مخلوق عاجز اور معدوم یعنی ناپید ہے۔ نہ تو مخلوق کے ہاتھ میں کسی کی طاقت ہے، نہ کسی چیز کے مالک ہیں، نہ ان کے ہاتھ میں دولت ہے نہ غریبی ہے نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع، نہ ان کے پاس حکومت ہے بجز خداوند تعالیٰ کے، اس کے سوا کوئی قادر ہے، نہ دینے والا ہے نہ روکنے والا ہے نہ ضرر دینے والا، نہ نفع دینے والا، نہ مارنے والا نہ جلانے والا۔

ناظرین، اس موقع پر دیکھیے چراغ [illegible] ص۱۰۲ تا ص۱۰۹ ارشادات حضرت پیران پیرؒ۔ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیائے سعادت میں تحت شوق و رضا کے بیان میں دوستی کے چوتھے سبب کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"صفت تنزیہہ و پاکی از عیوب آدمی را ایں کمال کے تواند بود ...... ۱۰۰ اھ"

ترجمہ: لیکن تنزیہہ کی صفت اور عیبوں سے پاک ہونا، آدمی کو یہ کمال کب حاصل ہو سکتا ہے۔ آدمی میں پہلا نقص تو یہ ہے کہ بندہ ہے، اس کی ہستی اپنی نہیں ہے بلکہ کسی کی پیدا کی ہوئی ہے اور اس سے بڑھ کر نقص کیا ہوگا! پھر دوسری بات یہ ہے کہ اپنے باطن کے حالات سے یعنی جاہل ناواقف ہے دوسری چیزوں کو تو کیا جانے، اور اگر اس کے دماغ میں ایک رگ پھٹ جائے تو دیوانہ ہو جاتا ہے اور اسے سمجھ نہیں آتی کہ اس دیوانگی کا سبب کیا ہے! ہو سکتا ہے کہ اس بیماری کی دوا اس کے سامنے ہو اور اسے معلوم نہ ہو۔ اس کی عاجزی اور جہالت کا جب حساب کرے

کر سکتی ہے تو اس کے علم اور قدرت کا خود اندازہ ہو جائے گا
اگرچہ صدیق ہے یا پیغمبر سب عیبوں سے پاک وہ ذات ہے جس
کا علم بے انتہا ہے اور جہالت کی میل کچیل کو اس کی طرف راہ
نہیں ہے اور قدرت اس کی کمال ہے کہ ساتوں آسمان اور زمین
اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔

ناظرین! اس عبارت پر ذرا غور فرمائیں۔ خداوند تعالیٰ کی شان کو بیان کرتے ہوئے حضرت امام غزالیؒ نے کس قدر صاف لفظوں میں صدیقوں اور پیغمبروں کو عاجز اور جاہل فرمایا۔ اس میں شک نہیں کہ خداوند تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام بلکہ عام لوگوں کو بھی ایک قسم کی قدرت اور علم عطا فرمایا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے سامنے ان کو عاجز اور جاہل کہنا ان کی بے ادبی نہیں بلکہ بیان حقیقت ہے۔ پھر یہ بھی غور فرماویں کہ حضرت مولانا اسمٰعیل شہیدؒ نے تو ساری مخلوق کا عام لفظ فرمایا تھا۔ امام غزالیؒ نے صدیق اور نبی کا نام خاص طور پر لیا۔ بریلوی حضرات اگر انصاف فرماویں تو معاملہ صاف ہے نیز امام غزالیؒ نے احیاء العلوم کے باب محبت اور شوق ورضا میں بھی ایسی عبارتیں لکھی ہیں۔ بریلوی حضرات صفت قدرت اور صفت تنزیہ کے باب میں ایسی عبارات کا مطالعہ فرماویں اور یہ عبارت بھی وہیں سے ہے:

"وہ ایسا جبار قہار اور علم قدرت والا ہے کہ سارے آسمان اس
کی قدرت کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہیں۔ زمین اور اس کی
بادشاہت اور جو کچھ اس پر ہے اس کے قبضہ میں ہے۔ ساری
مخلوق کے ماتھے اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ اگر ساری مخلوق کو
ازل سے آخر تک ہلاک کر دے تو اس کی بادشاہت میں ایک ذرہ
کی کمی نہیں آئے گی۔ اور اگر ساری مخلوق کے برابر ہزاروں مخلوقات
اور پیدا کر دے تو نہ اسے تکان ہوگی اور نہ اس کی ایجاد میں

فتور ہوگا:..... الخ
بریلوی حضرات غور فرماویں۔ اگر ساری مخلوق جیسی ہزاروں مخلوقات کو پیدا کرنا اللہ کی قدرت میں ہے، تو اس سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر کا ممکن ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ آگے فرماتے ہیں:

"ساری مخلوقات نقص اور نقائص سے خالی نہیں ہے بلکہ اس کا عاجز
مخلوق حکم کا پابند اور بے بس ہونا میں عیب اور نقص ہے صفحہ ۱۲۳ احیاء العلوم

تصوف کی مایہ ناز کتاب جو حضرت شیخ علی ابن العربی کی
تصنیف ہے اس میں یہ ارشاد بھی موجود ہے
نعتقد انہ صلی اللہ علیہ وسلم فی نفسہ معرفتہ
عبدٌ ذلیلٌ خاشعٌ اوّاہٌ منیبٌ ۲۱

ترجمہ: ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات میں اپنے رب کے سامنے بندے ہیں ذلیل، عاجزی کرنے والے بہت زیادہ کرنے رجوع کرنے والے۔ یہ وہ عقیدہ ہے جس پر تمام قطب کا اتفاق ہے

(نوٹ) فتوحات مکیہ مل نہیں سکی یہ حوالہ غالباً صحیح ہے دوسرے حوالے اس کی تائید میں بیان ہو چکے ہیں۔

بریلوی حضرات خیال فرماویں کہ تقویۃ الایمان کی ایک ایک عبارت کی تائید میں قرآن کریم کی آیات، احادیث، محدثین مفسرین، اور صوفیہ کرام کے بے شمار اقوال موجود ہیں۔ کاش کہ بریلوی علماء علمی کتابوں کا مطالعہ فرماتے پھر تقویۃ الایمان کے کیوں نشانے سے خود بخود باز آجاتے ؎

ان مدعیانِ باطل کی کیفیت ساری آتی ہے
کچھ دھوکا دینے والے ہیں کچھ دھوکا کھانے والے ہیں



بھائی کے برابر ادب کرنے کا الزام اور اس کا جواب

بریلوی حضرات کے پاس مسلمان قوم میں پریشانی اور پھوٹ ڈالنے کا تیسرا حربہ ہے کہ تقویۃ الایمان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ بڑے بھائی کے برابر اور یہ کہ معاذ اللہ علمائے دیوبند حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درجہ بڑے بھائی کے برابر قرار دیتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ بھائی کا لفظ مولانا اسمٰعیل شہید نے اپنے پاس سے نہیں لکھا بلکہ مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث کا ترجمہ کیا ہے یوں۔ اور اس کی تشریح تقویۃ الایمان میں یوں ہے:

"مشکوٰۃ کے باب عشرۃ النساء میں لکھا ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا مہاجرین و انصار میں بیٹھے تھے کہ آیا ایک اونٹ سو اس نے سجدہ کیا پیغمبر کو سو ان کے اصحاب کہنے لگے کہ اے پیغمبر خدا تجھ کو سجدہ کرتے ہیں جانور اور درخت سو ہم کو تو ضرور چاہیے کہ تم کو سجدہ کریں۔ سو فرمایا کہ بندگی کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی۔ ف: یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہے وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے اور مالک سب کا اللہ ہے بندگی اسی کو چاہیے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء و انبیاء و امام زادہ پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم ان کے چھوٹے ہیں سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیے نہ خدا کی سی۔"

بھائی مسلمانو! اس ساری عبارت پر غور کرو۔ اس میں کہیں رتبہ یا درجہ کا لفظ بھی

ہے؟ یا یہ ہیں بڑے بھائی کے برابر تعظیم کرنے کا لفظ موجود ہے؟ اگر نہیں ہے تو مسلمان قوم کی بدنصیبی اور بدبختی پر افسوس ہزار افسوس کہ بریلوی حضرات جھوٹ اور بہتان کے ذریعے سے جاہل مسلمانوں کی دینی عقیدت کو غلط استعمال کرتے، اور حنفی مذہب کی مرکزیت، اتحاد و اتفاق اور سالمیت کو تباہ کرتے ہیں۔

خدا کی پناہ معاذ اللہ کوئی جاہل سے جاہل مسلمان بھی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مرتبہ اور عزت میں، درجہ اور شان میں حقیقی بڑے بھائی یا باپ کے برابر نہیں کہتا اور جو شخص ایسا کہتا ہو اس نے آپ کو نبی نہیں مانا اس لیے اس کے کافر ہونے میں کیا شک ہے۔ خود تقویۃ الایمان میں ہے:

"ہمارے پیغمبر سب جہان کے سردار ہیں، اللہ کے نزدیک ان کا رتبہ سب سے بڑا ہے۔" ص۲۵

بھائی کا لفظ

حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام روحانی اور دینی رشتہ کے اعتبار سے ایمان والوں کے باپ اور تمام نبیوں کے نبی ہیں بلکہ ساری کائنات کا اصل ہیں۔ آپ کی پاک بیبیاں اسی رشتہ کی بنا پر ہماری مائیں ہیں اور ساری امت آپ کی روحانی اولاد۔ اس رشتے کے اعتبار سے بھائی کہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا لیکن نسبی تعلق سے آپ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں بشر ہیں اس واسطے کہ بشر کی اولاد ہیں، انسانی برادری میں شامل ہیں۔ انسان ہونے کی حیثیت سے انبیاء کو انسانوں کے بھائی قرآن اور حدیث نے کہا ہے۔ قرآن مجید میں بیسیوں جگہ انبیاء علیہم السلام کو کافر قوموں کے بھائی کہا ہے۔ بریلوی حضرات کبھی تو قرآن مجید کا اردو ترجمہ بھی دیکھ لیا کریں۔ اس جسمانی رشتہ کے اعتبار سے آپ کو بھائی تو کہا جا سکتا ہے لیکن باپ نہیں کہا جا سکتا۔ خود رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو فرمایا میں تمہارے لیے باپ کی مانند ہوں مشکوٰۃ باب آداب الخلاء میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں تمہارے حق میں نصیحت اور خیر خواہی کی وجہ سے باپ کی مانند ہوں۔ جب کوئی شخص پاخانہ میں جائے تو کعبہ شریف کی طرف منہ بھی نہ کرے، پیٹھ بھی نہ کرے اور تین ڈھیلے پتھر استعمال کرے۔"

دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں خود فرما دیا کہ میں تمہارے واسطے ایسا ہوں جیسا باپ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کی خیر خواہی، شفقت، عنایات امت پر اتنی بے حساب ہیں کہ باپ کو اس کا کروڑواں حصہ بھی میسر نہیں۔ لیکن آپ نے باپ کی بجائے میرے حق میں باپ کی مانند کا لفظ استعمال فرمایا یہی بات قابل غور ہے۔ مولوی محمود صاحب مقیاس الحنفیت سطر دوئم اوّل میں فرماتے ہیں:

"آپ بمنزلہ باپ کے ہیں اور یہ بھائی کہیں۔"

جواباً عرض ہے کہ بھائی کہنا اگر بے ادبی ہے تو باپ کہنا بھی یقیناً بے ادبی ہے کیونکہ باپ کا مرتبہ بھی تو حضور علیہ السلام کے مرتبہ سے بہت کم ہے تو اگر آپ لوگ بھائی کہنے پر قائم رہتے ہیں وہی اعتراض باپ کہنے پر بھی پیدا ہو سکتا ہے اور اگر آپ یہ فرما دیں کہ باپ کہنے کے دلائل موجود ہیں تو جناب ہمارے رتبے کے سبب بھائی ہونے کے دلائل بھی موجود ہیں۔ مشکوٰۃ شریف کتاب الطہارۃ میں صحیح مسلم کی یہ حدیث موجود ہے

وَدِدْتُ اَنَّا قَدْ رَاَیْنَا اِخْوَانَنَا (الحدیث)

ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بقیع کے قبرستان میں مردوں کو سَلَامٌ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ ... الخ فرمانے کے بعد آنے والی امت کو ان لفظوں سے یاد فرمایا "مجھے اس بات

کا شوق ہے کہ کاش میں خود اور میرے ساتھی اپنے بھائیوں کو دیکھ لیتے" یعنی آپ کے بعد دنیا میں آنے والے مسلمانوں کو بھائی فرمایا صحابہؓ نے عرض کی کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ فرمایا تم میرے اصحاب ہو اور میرے بھائی وہ ہیں جو ابھی دنیا میں پیدا نہیں ہوئے۔ حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں، "اس کا مطلب یہ نہیں کہ صحابہؓ آپ کے بھائی نہ تھے بلکہ آپ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ صحابہؓ تو بھائی بھی ہیں اور اصحابی بھی ہیں۔ بعد میں آنے والے فقط آپ کے بھائی ہیں۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ سب مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔"

(مرقاۃ صفحہ ۲)

بالکل یہی عبارت حافظ محمد بخش صاحب مرحوم قصوری شاگرد حضرت غلام محی الدین قصوری نے اسی حدیث کے ماتحت یعنی شرح قلمی میں لکھی ہے جو بندہ کے پاس موجود ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

"اخوت اسلام امرے عام است کہ ہر مسلماناں را شامل است۔"

(صفحہ ۲ اشعہ)

ترجمہ: اسلامی بھائی ہونا ایسی عام چیز ہے جو سب مسلمانوں کو شامل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سب مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلامی بھائی ہیں۔ بھائی مسلمانو! یہ حدیث سچی اور معتبر ہے اس میں غور کرنا چاہیے اگر بھائی کا لفظ بے ادبی ہوتا تو صحابہؓ یہ لفظ کہنے کی جرأت کس طرح کرتے؟ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ یعنی ہیں۔ اور یہ بھی سوچو کہ بھائی کا لفظ اگر حضور علیہ السلام نے فقط تواضع کے طور پر فرمایا ہوتا تو صحابہؓ نے کیوں بے تکلف یہ لفظ کہہ دیا اور حضرت ملا علی قاری حنفی محدث جیسی بزرگ شخصیت کس قدر صاف لفظوں میں فرما رہے ہیں کہ بعد میں آنے والے تمام لوگ آپ کے بھائی ہیں، اور

شیخ عبدالحق جیسے بزرگ نے بات کو کتنا صاف کر دیا۔ انصاف تو یہ ہے کہ کسی
سے جو بات ثابت ہو جائے مسلمان مان لیتا ہے لیکن پکا بریلوی تو وہ ہے
قرآن حدیث کی بجائے وہم کا تابعدار ہو۔ اس مضمون کی حدیث مسند امام احمد بن
حنبلؒ میں بھی موجود ہے۔ لیکن جن لوگوں کے لیے میں اپنی قیمتی زندگی کا حصہ صرف
کر رہا ہوں ان کے دین و ایمان کا سب یہی ہے۔ حدیثیں پڑھا دیا ہوں کا م
ہے۔ ہم تو حنفی ہیں بزرگوں کو ماننے والے ہیں:
اس لیے بزرگانِ دین کے ارشادات ملاحظہ ہوں:
شیخ محی الدین بن عربی تصوف کے مشہور امام ہیں، حضرت امام مجدد الف
ثانیؒ جیسے بزرگ ان کی عظمت و جلالت کے قائل ہیں۔ آپ فتوحات مکیہ کے باب
باب میں فرماتے ہیں۔ فَنَحْنُ اِخْوَانُ فَهُمْ اَصْحَابُ۔
ترجمہ: ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں، اور وہ لوگ
اصحاب تھے۔ غور فرمائیں ان الفاظ کا کہنے والا کون ہے؟
دلائل الخیرات درود شریف کی مشہور اور معتبر کتاب ہے حضرات صوفیہ کرام
اور پنجاب کے سجادہ نشینوں سے اس کا درجہ پوچھیے۔ اس کتاب دلائل الخیرات
میں تمام نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیکوکار لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے بھائی کہا گیا ہے اور درود شریف کی عبارت میں کہا گیا ہے یعنی بریلوی حضرات
دلائل الخیرات پڑھتے وقت ان لفظوں کو خوب جھوم کر پڑھتے ہیں۔ اور یہی لفظ ہم
کہیں تو کفر کا فتویٰ عطا فرماتے ہیں۔ درود شریف کے الفاظ یہ ہیں:۔ اللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وَعَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ
النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ۔ (شروع حزب ثالث)
اور یاد رہے کہ ایسا ہی درود شریف حزب سابع کے شروع میں بھی موجود ہے
بریلوی بھائیو! یہ کیا غضب ہو رہا ہے کہ جیسے بڑے بزرگانِ دین بھائی بھائی کا
لفظ کہہ رہے ہیں۔ دلائل الخیرات کی مشہور شرح عربی شرح مطالع المسرات میں اس

تشریح یوں ہے:
"صدیقین، شہداء اور صالحین کا عطف نبیین پر ہو سکتا ہے اور
یہ سب لوگ خداوند تعالیٰ پر ایمان لانے اور اس کے ساتھ محبت
کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں اور نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے سب ایمان والوں کو اپنا بھائی فرمایا ہے۔"
اس کے بعد امام فاسی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم کی سابقہ حدیث، اور
مسند امام حنبلؒ کی روایت نقل کی ہے۔ (دیکھو مطالع المسرات ص ۲۴۲)
مسئلہ ضرورت کی حد تک صاف ہو چکا ہے لیکن بریلوی حضرات کا ایک
شبہ باقی ہے وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضع کے طور پر امت
کے لوگوں کو بھائی فرمایا۔ ہمیں یہ حکم ملا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا ذکر مبارک ادب سے کریں۔ بزرگانہ القاب اور خصوصی صفات کے موجود
ہوتے ہوئے بھائی کہنے کی ضرورت کیا ہے؟ بعض جہلا یہ بھی کہتے ہیں کہ بشر
یا بھائی کا لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضع کے طور پر فرمایا ہے
واقع میں آپ نہ بشر ہیں نہ بھائی کا لفظ کہنا جائز ہے اور اس کی مثال یوں
دیتے ہیں کہ جیسے کوئی دولت مند آدمی عاجزی کے طور پر یہ کہہ دیتا ہے
کہ میں غریب آدمی ہوں تو اسے یہ کہنے کا حق پہنچتا ہے لیکن چونکہ وہ غریب نہیں
ہے اس لیے لوگ تو اسے غریب نہیں کہتے۔

جواب

تواضع کا معنی "جھوٹ بولنا اور غلط بیانی کرنا" نہیں ہے بلکہ تواضع کا معنی
یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے سے کم درجہ کے لوگوں کو بھی اپنے جیسا انسان سمجھے
اور بلند مرتبہ کے باوجود عام انسانوں سے اپنے آپ کو بلند نہ ظاہر کرے افرادِ
انسانی کی مشترکہ صفات جو ہر انسان میں پائی جاتی ہیں اپنے لیے بھی تسلیم کرے
یہ مسئلہ چونکہ علم اخلاق سے تعلق رکھتا ہے اس لیے علامہ شیخ جلال الدین دوانی

کی مستند کتاب لوامع الاشراق فی مکارم الاخلاق میں اسے دیکھیے :

" تواضع آنست کہ خود را مرتبے برکسا نیکہ در جاہ فروتر روند .
نداند وطالب در کسب ایں ملکہ تذکر اشتراک افراد انسانی ست
امور فطری و سمات نقص وافتقار و صفات عجز واضطرار و باعتبار
وحدت اصلی " ...... ص ٩٣

معلوم ہوا ہے کہ بشریت یا اسلامی برادری کا بھائی ہونے کا احساس
تواضع ہے پھر حقیقت کا اظہار ہے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی
واقع کے خلاف تو بیان نہیں فرمائی ، لیکن بریلوی حضرات تھوڑی سی تکلیف
کی گوارا فرمائیں تو ظاہر ہو جائے گا کہ انسانی برادری یا اسلامی اخوت اسلام
اور ایمان کی روح رواں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد جو وظائف
بطور عبادت پڑھتے تھے وہ حدیث کی معتبر کتاب ابوداؤد شریف باب ما یقول
الرجل اذا سلّم میں موجود ہے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد
یہ وظیفہ پڑھتے تھے :

" اے اللہ ، اے ہمارے رب ! اور ہر چیز کے رب ، میں گواہی دیتا
ہوں کہ تو رب ہے ، واحد لاشریک ہے ...... میں گواہی دیتا
ہوں کہ تمام بندے آپس میں بھائی بھائی ہیں " ابوداؤد شریف ص

بھائی مسلمانو ! یہاں بہت قیمتی چیز ہے خدا کے لیے اس حدیث کو سوچو ،
حدیث میں تواضع کا کیا موقع ہے ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے
بعد جس بات کی شہادت خدا وند تعالیٰ کی جناب میں پیش کرتے ہیں وہ ایک عمل
اور عبادت ہے اسلامی عقیدہ کا بنیادی اصول اور شہادت ہے ، یہ وظیفہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو سکھایا اور آج تک اتباع سنت کا شوق رکھنے
والے اس عمل کو جاری رکھتے ہیں ۔ اس وظیفہ میں پہلے آپ نے اقرار کیا کہ میں بندہ
ہوں پھر یہ شہادت اور اعلان کے طور پر فرمایا کہ تمام بندے آپس میں بھائی بھائی ہیں

واضح شہادت اور ہر نماز کے بعد اس کا اعلان اس بات کی پیشین گوئی تھی
کہ امت میں شاید کہ ایسے کوڑھ مغز بے سمجھ پیدا ہونے والے ہیں جو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کی عالمگیر برادری سے خارج کرنا ادب اور نیکی
سمجھیں گے ، اب سوال یہ ہے کہ تمام انسانی برادری کے سردار بلکہ فخر کائنات
انسان ، بشر یا اسلامی برادری اسلامی اخوت کا فرد کہنے کی ضرورت کیا ہے ؟
اس ضرورت پر یہ لوگ بڑا زور دیتے ہیں ، مگر حقیقت یہ ہے کہ اس ضرورت
کو پیدا کرنے کو پیدا کرنے والے یہی لوگ خود ہیں ۔ حضرت مولانا شہید کے سامنے
ایسے کچھ لوگ تھے جو بشر کہنے کے باوجود بشر کہنا بے ادبی سمجھتے تھے فی الواقع
قرآن یہ عادل لوگ دنیا سے رخصت ہو جائیں تو تم کو بشر یا انسان وغیرہ کہنے
کی ضرورت کبھی نہ پیش آئے گی اور ہم انشاء اللہ ان الفاظ کو زبان پر بھی
نہ لائیں گے ، ہاں مگر قرآن پڑھتے وقت ۔

ضرورت کا سوال کرنے والے ذرا سوچ لیویں کہ قرآن و حدیث میں ان الفاظ
کی کیا ضرورت تھی ؟ جو ضرورت وہاں ہے وہی یہاں ہے ، نزول قرآن کے وقت
دوسرے حق کہ کے کفار کی طرف تھا جو انبیاء کو بشر مان کر رسول نہ مانتے تھے آج
آپ لوگ ہیں جو رسول مان کر بشر نہیں مانتے اس وقت یہ بتانا پڑتا تھا کہ بشر
رسول ہو سکتا ہے ، آج ہمیں یہ بتانا پڑتا ہے کہ رسول بشر ہو سکتا ہے تقویۃ
الایمان کی مشکوٰۃ والی حدیث پر ایک بار پھر غور فرمائیے جس شخص نے دوسروں کو سجدہ
کرتے دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو سجدہ کرنے کی اجازت طلب
کی تھی اسے آپ نے کیا فرمایا ؟

" اپنے رب کی بندگی کرو اور اپنے بھائی کی تعظیم کرو "

حضرت مولانا شہید کا مطلب یہ ہے کہ بھائی کا لفظ یہاں حضور علیہ السلام نے
کیوں فرمایا ؟ اس کی کیا ضرورت تھی ؟ آپ یوں فرما دیتے :

" اپنے رب کی عبادت کرو اور میری تعظیم کرو "

تو اس میں کیا فرق پڑتا تھا؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بتانا چاہتے ہیں کہ میں سجدے کے لائق نہیں ہوں، اس واسطے کہ خدا نہیں ہوں بلکہ انسانی ہی فرد ہوں۔ میری عبادت تو خود نہیں ہے، تعظیم ہو سکتی ہے وہ بھی اس حد عبادت کے طریقہ پر نہ ہو۔ حضرت مولانا اسمٰعیل شہیدؒ نے بڑے بھائی کے برابر کا لفظ تو معاذ اللہ لکھا ہی نہیں، ان جاہلوں نے اپنے پاس سے گھڑا ہے۔ وہ تو صرف اتنا ارشاد فرماتے ہیں کہ تعظیم کی دو قسمیں ہیں، ... کی سی تعظیم اور انسانوں کی سی تعظیم یعنی شرعی حدود میں رہتے ہوئے کسی انسان کی جتنی زیادہ سے زیادہ تعظیم کر سکتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے حق دار ہیں لیکن خدا کی سی تعظیم یعنی سجدہ اور عبادت وغیرہ کے حقدار نہیں ہیں۔

اللہ کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں، ہر مسلمان کا حق ہے کہ آپ کا ذکر مبارک ہمیشہ ادب و احترام سے کرے لیکن کوئی شخص آپ کی ذات گرامی صفات کو شرک کا تختہ مشق بنائے تو اس سے بالضرورت مجبوری حضور علیہ السلام کی صفاتِ عبدیت مثلاً مخلوق ہونا، عبد ہونا، انسان کی اولاد ہونا بیان کرنے سے چارہ نہیں ہے۔ قرآن مجید نے ایسے موقع پر قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِّن دُونِهِ وغیرہ اس قسم کے ارشادات فرمائے۔

حاصل کلام

یہ ہے کہ توہین، بے ادبی اور بے پروائی کے علاوہ پر تو رسول اور نبی کہنا بھی کفر ہے اور بشر یا انسان کہہ کر پکارنا، آج تک دنیا میں ہوا ہی نہیں، یہ ہو سکتا ہے البتہ مسئلہ اور درجہ کے عقیدہ میں بریلوی علماء کی کتابیں بھی گواہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں، انسان ہیں اور اس بات میں کچھ اختلاف ہی نہیں ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دفن کے بعد

اذان کہنے کا مسئلہ

دین اسلام کو قابل اصلاح و ترمیم سمجھنے والوں کی ایک نئی ایجاد یہ بھی ہے کہ قبر پر دفن سے فارغ ہو کر اذان پڑھتے ہیں۔ پھر اس بناوٹی عقیدہ کی بنا پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر شخص کی قبر میں تشریف لاتے ہیں، مروجہ سلام کا رواج بھی ہو رہا ہے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ پہلے اس مسئلہ کا مثبت پہلو واضح کیا جائے کیونکہ اللہ کے دین میں ہر وقت اور ہر حالت کے لئے ہدایات موجود ہیں۔ دفن کے بعد شرعی طور پر کیا کرنا چاہئے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جب کوئی مسلمان مر جائے تو اسے گھر میں بند نہ رکھو۔ اور جلدی سے قبر کی طرف لے چلو۔ اور دفن کے بعد اس کے سر کی طرف الٓمّٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک سورۃ البقرہ کا ابتدائی حصہ پڑھو اور پاؤں کی طرف سورۃ البقرہ کا آخری حصہ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر تک پڑھو۔" (مشکوٰۃ شریف باب دفن المیت صفحہ ۱۴۹)

نیز حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی نے نزع کے وقت اپنے بیٹے کو وصیت میں فرمایا۔

"میری قبر پر مٹی ڈالنے کے بعد اتنی دیر ٹھہرنا جتنی دیر میں اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم ہو سکتا ہے تاکہ تمہاری دعا سے مجھے اطمینان قلب نصیب ہو اور میں اللہ کے فرشتوں کا جواب دے سکوں۔"

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۴۹)

نیز حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دفن سے فارغ ہو کر کھڑے ہو جاتے۔ پس فرماتے تھے اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور خداوند تعالیٰ سے دعا مانگو کہ نکیرین کے جواب میں ثابت قدمی عطا فرما دیں کیونکہ اب اس سے پوچھا جا رہا ہے (مشکوٰۃ شریف باب عذاب القبر)

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعیدؓ صاحب اور حضرت ابراہیمؓ اور عثمان بن مظعونؓ کی قبر پر پانی چھڑکنے کا حکم دیا ہے (ابن ماجہ، ابوداؤد، بزار وغیرہ بحوالہ شامی ص [illegible])

ان روایات سے معلوم ہوا کہ قبر پر پانی چھڑکنے کے بعد سب لوگ کچھ دیر بیٹھ کر میت کے لئے گناہوں کی بخشش، اور منکر نکیر کے جوابات پر ثابت قدمی کی دعا مانگیں، وہ بیٹھنا اتنی دیر تک ہو کہ جتنی دیر اونٹ ذبح کرنے اس کی کھال اتارنے گوشت بنانے اور بانٹنے پر لگتی ہے، کیونکہ اونٹ کی جان بھی دیر سے نکلتی ہے چمڑا اتارنے پر بھی بہت وقت خرچ ہوتا ہے، گوشت کاٹنا اور تقسیم کرنا بھی بڑا کام ہے۔ درحقیقت مسلمان بھائی پر یہ بہت بڑا احسان ہے، ایک مسافر آج نئی منزل اور نئی دنیا میں آیا ہے، امتحان کا وقت ہے دین اسلام کے بنیادی اصولوں پر ایمان کی پڑتال اور تحقیقات در پیش ہے۔ مسلمان بھائیوں کا آخری احسان اس پر یہ ہے کہ نہایت خاموشی توجہ اور زاری سے اس کے واسطے دعا مانگا کریں، کیونکہ میت پر نہایت خطرناک وقت ہے کہ منوں مٹی کے نیچے پڑا ہے ہماری کوئی کسی مادی اور علمی ذریعہ سے اسے ہرگز نہیں پہنچ سکتی بلکہ خداوند تعالیٰ کے پہنچانے سے ہی پہنچ سکتی ہے، اور خداوند تعالیٰ کی رحمت کو فقط سنت طریقوں سے حاصل کیا جا سکتا ہے یہاں بدعات کو تراشنے اور ایجاد کرنے کی بجائے سنت کی پناہ لینی چاہیئے اگر اپنے قیاس سے یا عقل کی ایجاد سے اذان یا کوئی اور بناوٹی کام کیا تو میت کی تسلی بھی نہ ہوگی، اور سنت سے محرومی بھی ہوگی۔

استغفار اور دعا کے ساتھ میت کے سر اور پاؤں کی طرف سورۃ بقرہ کا اول آخر پڑھنا بھی حدیث سے ثابت ہے۔ احناف و شوافع اس کے قائل ہیں۔ ملاحظہ ہو شامی ص [illegible] کتاب الاذکار امام نووی ص [illegible] اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص [illegible]

… قبر پر اذان کہنے کے لئے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ اذان کے الفاظ سے میت کو جوابات … اور تلقین ہوتی ہے، وہ اذان کے الفاظ کا سورۃ البقرہ کے اول آخر سے مقابلہ کر کے دیکھیں۔

… اذان کے الفاظ قرآنی الفاظ نہیں ہیں، اور سورۃ بقرہ کے اول و آخر قرآن کریم کی ایسی … آیات ہیں جن کے فضائل بے شمار ہیں۔

… سورۃ بقرہ کا اول آخر حدیث سے ثابت ہے اس پر بزرگان دین کا عمل بھی ثابت ہے لیکن اذان کہنا نہ حدیث میں ہے نہ فقہ میں، نہ بزرگان دین کے عمل میں، ہاں … بدعت ہے ضرور ثابت ہے۔

… اذان کے الفاظ میں توحید و رسالت کا نہایت سادہ تصور ہے۔ لیکن سورۃ البقرہ کے اول و آخر میں ہمارا دعویٰ ہے کہ اسلام کے تمام بنیادی اصول، ارکان، ایمان، اعمال کا پورا پورا تصور موجود ہے۔ اگر کسی صاحب کو اس میں شک ہو تو اس دعویٰ کو تحقیق کر کے دیکھیں، پھر اگر میت کو تلقین اور تعلیم ہی مقصود ہے تو ایسی جامع شافی کافی مبارک تعلیم سے کیوں محروم کیا جاتا ہے۔

… سنت کی روشن مثال کے مقابلہ میں بدعت کو سوچنا ہی کتنی جرأت ہے؟ …

میت کو جوابات کی تلقین کا ایک طریقہ اور بھی ہے۔ جو کتاب الاذکار ص [illegible] شامی اشعۃ اللمعات ص [illegible] پر درج ہے، شافعی مذہب میں اس کا زیادہ رواج ہے حنفیوں میں بہت تھوڑے لوگ اس کے قائل ہیں شامی کے متن در مختار کا فیصلہ یہ ہے

"مناسب یہ ہے کہ مروجہ تلقین نہ کی جائے"

بحر الرائق ص [illegible] میں ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے شیخ عبدالحق محدث فرماتے ہیں: تلقین میت بہت سے شافعیوں اور بعض حنفیوں کے نزدیک مستحب ہے (اشعۃ اللمعات ص [illegible])

معلوم ہوا کہ حنفیوں میں اس کے قائل بہت کم لوگ ہیں، اور بندہ مؤلف عرض کرتا ہے کہ تلقین میت کی ضرورت اگر تسلیم بھی کر لی جائے تو سورۃ البقرہ کے اول و آخر

کے برابر مغفرت کے الفاظ ناممکن ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم میں بھی تلقین کے
اس سے زیادہ جامع مضمون کہیں نہیں ہے پھر رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا سے جو ...
ہوتی ہے انصاف سے سوچئے کہ وہ کس قدر حسب حال اور مناسب ہے مگر افسوس
لوگوں کو مسائل پیدا کرنے کا شوق لگ گیا ہے ان کو قرآن کے الفاظ اور سنت ...
پھر نور ہی نظر نہیں آتا، یاد رکھو کہ بدعت کا گھٹا ٹوپ اندھیرا جب اہل بصائر پر چھا جاتا ہے تو ...
حال پر اطلاع حاصل ہونے کے بعد افسوس کے سوا کیا حاصل؟

واضح ہو کہ دفن کے بعد اذان دینا ایک نیا مسئلہ ہے، نہ حدیث میں، نہ فقہ
میں، بزرگان دین کے مبارک زمانہ میں ان بدعتوں کا نام و نشان ... تھا،
چنانچہ کئی صدیوں تک تو قبر پر اذان کا ذکر تک نہیں ہے، پچھلے زمانہ میں بعض
شافعی لوگوں نے اس کو جاری کیا، اور فقہائے احناف نے اس کو بدعت کا خطاب دیا ...
حنفی فقہ کی مشہور کتاب فتاوی شامی صفحہ ... میں ہے۔

"علامہ خیر الدین رملی نے بحر الرائق کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ میں نے شافعی
مذہب کی کتابوں میں لکھا دیکھا ہے کہ کہیں کہیں نماز کے علاوہ بھی اذان
کہنا سنت ہے، جیسا بچہ کے کان میں اذان کہنا، غمزدہ، مرگی والا، غضب
ناک، بدخلق انسان یا جانور کے کان میں اذان کہنا، جنگ کے وقت، آگ
لگ جانے کے وقت اذان کہنا بھی سنت ہے کسی نے یہ بھی کہا ہے
کہ میت کو قبر میں اتارتے وقت، اس قیاس پر کہ جب دنیا میں پیدا ہوا
تھا اس وقت بھی بچے کے کان میں اذان کہی جاتی ہے، لیکن علامہ ابن
حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو شرح عباب میں رد کر دیا ہے"...الخ
ظاہر ہے کہ یہ کتابیں شافعی مذہب کی ہیں ہم اس کے جواب دہ نہیں ہیں، پھر غور کیجئے
کہ بریلوی مذہب کا مسئلہ بیان فرما سے شروع ہوتا ہے یعنی کسی گمنام شخص نے کہا ہے
کہ میت کو قبر میں اتارتے وقت اذان کہی جائے لیکن علامہ ابن حجر نے شرح عباب
میں اس کو رد کر دیا ہے۔

نظر آرہے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے

حنفی مذہب میں تو اس اذان کا نام نشان ہی نہیں، شافعی مذہب میں بھی اس بدعت
کا یہ حال ہو رہا ہے عند انزال المیت کا لفظ اس بات کی دلیل ہے
کہ شافعی مذہب میں یہ رواج تھا کہ میت کو اتارتے وقت اذان کہتے تھے دفن کے بعد
اذان کہنے کی بدعت آج تک اہل علم میں سے کسی کو نہ سوجھی، دین کی تمام کتابیں
آج تک اس کے متعلق خاموش ہیں چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی ص ... میت کو قبر
میں رکھتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ پڑھنے کے بیان میں ایک
تنبیہ بیان فرماتے ہیں۔

"احادیث میں جو الفاظ میت کو رکھتے وقت پڑھنے کے لئے وارد ہوئے
ہیں، انہیں سے بعض نے اس بات کا اشارہ نکالا ہے کہ میت
کو قبر میں داخل کرتے وقت اذان کہنا جیسا کہ آج کل دستور بن گیا
ہے سنت نہیں ہے اور علامہ ابن حجر نے اپنے فتاوی میں صاف صاف
لکھ دیا ہے کہ دفن کے وقت اذان کہنا بدعت ہے، اور یہ بھی کہا
ہے کہ جن لوگوں نے پیدائش کی اذان پر قیاس کر کے اسے سنت کہا
ہے انہوں نے غلطی کی ہے"

اس کے بعد علامہ نے ایک زریں اصول بیان کیا ہے جس پر غور کرنے سے بریلویوں
کے ... سارے تمام مسائل کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ فرماتے ہیں۔
"بعض علماء حنفیہ وغیرہ نے فرض نمازوں کے بعد مصافحہ کرنے کے
رواج کے متعلق صاف صاف لکھا ہے کہ یہ مکروہ ہے باوجود یکہ مصافحہ کرنا
سنت ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ خاص نماز فرض کے بعد مصافحہ کرنا
کہیں منقول نہیں ہے، تو اب اگر ایسا کام پابندی سے کیا جائے تو عام
لوگ اس وہم میں پڑ جائیں گے کہ یہ سنت ہے، اس لئے نماز مغرب پر
جمع ہونے سے لوگوں کو منع کیا گیا ہے جس کو بعض عبادت گذاروں نے

ایجاد کیا تھا کیونکہ یہ نماز خاص ان راتوں میں کہیں منقول نہیں ہے اگرچہ نماز بہترین چیز ہے ۔

اب یہ سنئے کہ نماز رغائب کیا ہے، بحر الرائق ص۵۶ج۲ میں ہے ۔

"یہاں سے معلوم ہو گا کہ صلوۃ الرغائب جو رجب کے پہلے جمعہ کی رات کو پڑھی جاتی ہے اس پر لوگوں کا جمع ہونا مکروہ ہے، اور یہ بدعت ہے"

واضح ہو کہ بہت سے لوگ مسجد میں جمع ہو کر رجب کے اول جمعہ کی رات مغرب اور عشاء کے درمیان ۱۲ رکعت نفل درود وغیرہ کر کے پڑھتے تھے، اس زمانہ میں اس کا رواج چل گیا تھا سوچنا یہ ہے کہ نفل والے اس سے کیوں منع کیا، نفل عبادت کی ہر روز اجازت ہے، پھر منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک عام چیز کو کسی جگہ، یا وقت، یا مقررہ تاریخ پر متعین کر لینا، اور اس میں خصوصی تاثیر سمجھنا دین پر زیادتی ہے اسی بنا پر ہر نماز کے بعد مصافحہ سے علامہ شامی منع کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آج علماء حق دفن کے بعد اذان سے منع کرتے ہیں گو اذان میں اللہ کا ذکر ہے لیکن قبر پر قرآن پڑھنے اور دعا استغفار کا موقع ہے یہ رسم چھوڑ کر اذان وسلام جو رسم بھی نکالی گئی، دین کو دو نقصان پہنچیں گے، ترک سنت اور ایجاد بدعت ۔

بھائی مسلمانو، قبر پر اذان پڑھنے کا ذکر حنفی کتابوں میں بس اتنا ہی تھا جو آپ نے دیکھ لیا بعض گمنام شافعی علماء نے سے تجویز کیا تھا جس کو شافعی علماء نے بھی بدعت کہہ دیا حنفیوں میں تو اس مسئلہ کا نشان تک نہیں تھا اور شافعی علماء نے بھی صرف قبر میں رکھتے وقت اذان کہنے کو بدعت کہا ہے دفن کے بعد اذان کہنے کا تو کہیں نام تک نہیں ہے ۔

مولوی احمد رضا خان صاحب اپنے رسالہ ایذان الاجر کی پہلی سطر میں اس بات کو تسلیم بھی کر گئے فرماتے ہیں ۔

"بعض علماء دین نے میت کو قبر میں اتارتے وقت اذان کہنے کو سنت فرمایا"

مگر افسوس کہ علماء نا قابل ذکر بلکہ نا معلوم ہیں ورنہ مولوی صاحب حسب عادت ان کے نام بمعہ القاب ضرور درج کرتے، پھر فرماتے ہیں ۔

"علامہ ابن حجر مکیؒ اور خیر الدین رملی نے ان کا یہ قول نقل کیا"

بجا ہے لیکن کس انداز میں ذکر کیا، ان لفظوں کو اردو میں بیان کرنے سے مولوی صاحب جھجکتے ہیں کہ یہ بحث کمزور پہلو ہے یہ تلخ گھونٹ ایک خاص تدبیر کے ساتھ گلے سے اتارتے ہیں کہ جس بات میں اپنی کمزوری ظاہر ہوتی تھی اُسے عربی میں بیان کیا تاکہ اہل علم کے اعتراض سے بھی بچ جائیں اور اردو پڑھنے والے بدظن بھی نہ ہوں گے ۔

فرماتے ہیں ۔ اقا، ثلثی تقی ما داؤد فی شرح العباب وغارض وافیا لاف ضی فی حاشیۃ البحر الرائق ومترعی ۔

ترجمہ :- علامہ ابن حجر مکی نے اپنے فتاوی اور شرح عباب میں ان گمنام بعض علماء کی تردید کر دی ہے یعنی شافعی مذہب کے جن علماء نے میت کو اتارتے وقت اذان کہنا سنت کہا ہے علامہ ابن حجر مکی نے ان کی دلیل کو تسلیم نہیں کیا ان کی تردید کر دی ہے اور رملیؒ نے اس مسئلہ کو بیکار قرار دیا ہے ۔

ناظرین : یہ عبارتیں آپ ابھی فتاوی شامی کے حوالہ سے پڑھ چکے ہیں ۔ دیکھئے مولوی احمد رضا خان صاحب اپنی زبان سے مانتے ہیں کہ دفن کے بعد اذان کہنے کا تو کہیں ذکر ہی نہیں، البتہ قبر میں اتارتے وقت بعض نا قابل ذکر لوگوں نے اسے سنت کہا مگر علامہ ابن حجر مکی، اور خیر الدین رملی نے تردید کر دی میت کو قبر میں اتارتے وقت اذان کہنا نا معلوم شخص نے سنت کہا ہے اور اس کی تردید میں یہ دو بڑے بڑے فقیہ موجود ہیں خدا کے لئے دیکھئے یہ مسئلہ کتنا کمزور ہے مگر حیرانی ہے کہ مولوی صاحب اتنا اقرار کرنے کے باوجود مسند پر اکڑے ہو جاتے ہیں

ع جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہو گا

چوبیس صفحات کا رسالہ ہے اس میں کوئی عبارت ایسی نہیں ہے جس میں دفن کے بعد اذان کہنے کا حکم ہو، تمام قیاسات ہیں وہ بھی مہمل چند الفاظ ہیں رسالہ کا نمونہ دیکھ لیجئے، فرماتے ہیں ۔

۔قبر میں شیطان کے گمراہ کرنے کا خطرہ ہے اور اذان سے شیطان بھاگتا ہے اس لئے اذان کہنی چاہیے۔

جواب

موت کے بعد انسان سے شیطان اور نفس کی کشش ختم ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم صفحہ میں فرمایا ہے کیونکہ قبر آخرت کی منزل میں شمار ہوتی ہے۔

حدیث میں شر شیطان سے پناہ مانگنے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا سے دل پر شیطان کا جو اثر لے کر آیا تھا اس سے خداوند تعالیٰ بچا لیں۔ اور اذان میں جو شیطان کو بھگانے کی تاثیر ہے، وہ اس صورت میں ہے کہ فرض نماز کے لئے اذان کہی جائے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے إِذَا أُذِّنَ بِالصَّلٰوةِ ....الخ

۲۔ حضرت جابر کی حدیث میں ہے کہ حضرت سعدؓ کو دفن کرنے کے بعد آپ نے دیر تک سُبْحَانَ اللہ پڑھا۔ صحابہؓ نے بھی آپ کی تعمیل میں پڑھا۔ پھر آپؐ نے اللہ اکبر کہا، اور صحابہؓ نے بھی کہا۔ اذان میں بھی اللہ اکبر ہے اس لئے اذان کہنا چاہیے۔

جواب: حضرت جابر کی حدیث میں تو اذان کا نام تک نہیں ہے صرف تسبیح اور تکبیر کا ذکر ہے کیا اذان میں تسبیح بھی آجاتی ہے۔ اور حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر کی گھٹن اور تنگی دور کرنے کے لئے اصل چیز تسبیح تھی۔ جب حضرت سعدؓ پر آسانی ہوئی تو آپ نے خوشی میں آکر تکبیر فرمائی تھی، حدیث کے لفظ یہ ہیں: فَسَبَّحْنَا طَوِيْلًا ثُمَّ كَبَّرَ فَكَبَّرْنَا ہم دیر تک سبحان اللہ پڑھتے رہے پھر حضور علیہ السلام نے اللہ اکبر کہا تو ہم نے بھی اللہ اکبر کہا۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں ثُمَّ التَّكْبِيْرُ كَانَ بَعْدَ الْانْفِرَاجِ یعنی تکبیر تو قبر کھل جانے کے بعد کہی گئی تھی علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شرح مشکوٰۃ میں یہی لکھا ہے۔ اَلتَّكْبِيْرُ عِنْدَ وُقُوْعِ الْفَرَجِ عَنْ سَعْدٍ یعنی تکبیر تو اس وقت فرمائی تھی جب حضرت سعدؓ پر قبر کھل چکی تھی۔ اصل چیز جس سے قبر کھلتی ہے وہ تو

تسبیح ہے جس میں آپ دیر تک مشغول رہے اہل بدعت نے اصل چیز کو چھوڑ دیا اور تکبیر پر اذان کا حاشیہ چڑھا دیا حقیقت یہ ہے کہ تکبیر تو کسی عظیم الشان قدرت کو دیکھ کر بے اختیار زبان پر آجاتی ہے معافی مانگنے کا لفظ تو سُبْحَانَ اللہ ہے جیسا کہ آیت کریمہ میں ہے نیز فرشتوں نے کہا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا (الآیۃ)، قرآن کریم میں یہ استعمال ہے یہ اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا۔

دلیل ۳۔ اذان میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ بھی ہے، اس سے میت کی تلقین بھی ہو جاتی ہے لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ کا حقیقی عمل یہی ہے۔

جواب:۔ میت کی تلقین اگر شرعی چیز ہوتی تو سلف صالحین کیوں اس سے محروم رہتے ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں مروجہ تلقین سلف میں نہ تھی بلکہ یہ نئی ایجاد ہے اس لئے حدیث کو اس پر محمول نہ کرنا چاہیے تلقین کی بحث گزر چکی ہے اس کے بعد مولوی صاحب کی کوئی دلیل اس قابل بھی نہیں جسے قبر پر اذان دینے کے ساتھ دور کا واسطہ بھی ہو۔ اس لئے سر دست یہ بحث ختم کی جاتی ہے۔ اور بریلوی حضرات کی خدمت میں چند سوالات پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔ حنفی فقہاء میں سے کسی قابل ذکر شخص کا نام لیں جو دفن کے بعد اذان کو جائز قرار دیتا ہو۔ اگر ایک شخص بھی نہ ملے تو خدا کا خوف کیجئے دین میں تصرف کرنے کا اختیار آپ لوگوں کو کہاں سے مل گیا۔

۲۔ ذکر کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ عام اذکار جو کسی وقت اور جگہ سے خصوصیت نہیں رکھتے۔

ب۔ خاص ذکر جو خاص ذکر قیود و شرائط خاص اوقات اور مناسک سے مخصوص ہیں ان میں خاص خاص شرعی ہدایات ہیں۔

آپ یہ بتائیں کہ اذان آپ لوگوں کے خیال میں عام ذکر ہے یا خاص، اگر عام ہے تو شریعت میں نماز عید، نماز جنازہ، نماز کسوف، نماز خسوف نماز استسقاء وغیرہ کے لئے اس کی اجازت کیوں نہیں دی گئی اگر خاص قسم کا ذکر ہے تو اس کے ہر جگہ

استعمال کی اجازت، آپ کہاں سے لائے ہیں؟

۳۔ مولوی احمد رضا خان صاحب نے قبر پر اذان دینے کو جائز بلکہ مستحب ہو کہنے پر جتنے دلائل قیاس اور عقل سے تجویز کئے ہیں ان دلائل کو اذان سے خصوصی تعلق نہیں ہے، بلکہ تمام عبادات میں جتنی بدعتیں جاری ہو سکتی ہیں سب بدعات پر یہ دلائل معمولی تبدیلی سے منطبق ہو سکتے ہیں پھر اذان کی کیا خصوصیت رہ جائے گی۔ مثلاً ایک بدعت پسند مولوی کہتا ہے کہ پانچ وقت کی نمازوں کے لئے آنے والے نمازی نماز شروع کرنے سے پہلے بلند آواز سے مل کر پچاس دفعہ درود و سلام پڑھا کریں، جو نہ پڑھے گا وہ وہابی اور تارک سنت ہے، ایک اور مولوی صاحب پانچ نمازوں کے ساتھ چھٹی نماز تجویز کرتے ہیں کہ اس چھٹی نماز کی ہر رکعت میں دو رکوع اور چار سجدے کئے جائیں۔ ایک بدعتی صاحب یہ تجویز کرتے ہیں کہ ہر شخص قربانی کا جانور ذبح کرنے سے پہلے قرآن مجید کا ختم کرائے ورنہ تارک سنت ہے۔ ایک بدعتی صاحب اس بنیاد پر کہ نجاست اور غلاظت کے مقام پر شیاطین رہتے ہیں اور حدیث سے بھی ثابت ہے تو پاخانہ میں جاتے وقت نوکر کو حکم دیتے ہیں کہ جب تک میں پاخانہ میں ٹھہروں تم بلند آواز سے اذان کہتے رہو جیسا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب نے اس رسالہ میں بہت زور دیا ہے کہ اذان سے شیطان بھاگ جاتے ہیں الخ۔ یہ اذان بھی سنت ہونی چاہئے۔ نیز صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ جماع سے پہلے اللہ کا نام لے کر شیطان سے بچنے کی دعا کرنی چاہئے، معلوم ہوا کہ اس وقت بھی شیطان کا خطرہ ہے، اس لئے ایک بدعتی مولوی صاحب یہ نیا مسئلہ نکالتے ہیں، کہ جماع سے پہلے شیطان کی شرارت سے بچنے کے لئے اذان بلند آواز سے کہنا چاہئے۔

اب ہم مولوی احمد رضا خان صاحب کا دین و مذہب رکھنے والوں سے پوچھتے ہیں، کہ ان تمام مسائل کے متعلق آپ کا کیا فتویٰ ہے؟ فاضل بریلوی نے قبر پر اذان کو جائز کرنے کے لئے جتنے دلائل قائم کئے ہیں وہ تمام کے تمام یا اکثر دلائل ان بدعات پر جاری ہو سکتے ہیں۔ بلکہ ہر بدعت چونکہ دین کا لباس پہن کر آتی ہے اس لئے ان دلائل سے

ہر بدعت جائز ہو سکتی ہے۔ اگر قبر پر اذان جائز ہو سکتی ہے تو یہ تمام چیزیں بھی جائز ہونی چاہئیں، اور جناب ان چیزوں میں حرج بھی کیا ہے؟ شریعت میں ان کو منع بھی نہیں کیا گیا، قرآن، حدیث، اور فقہ ان مسائل کی موجودہ شکل کے متعلق خاموش ہیں۔

۴۔ قبر پر اذان کی ضرورت کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو آج دنیا میں نیا مسئلہ پیدا ہوا ہے، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہؓ، تابعین، تبع تابعین، مجتہدین، بزرگان دین کے ہر زمانہ میں یہ ضرورت پیش آتی رہی ہے آج تک بزرگان دین ان مبارک ماثور کے دستور پر عمل کرنا دو جہان کی سعادت سمجھتے رہے۔ آپ لوگوں نے اس طریقہ میں اگر کہ ہم بریلوی ہیں سنت طریقہ چھوڑ دیا ہے اس کی جگہ اذان اور سلام پڑھنا ایجاد کر لیا ہے تو کیا یہ سنت کی تبدیل کرنا نہیں ہے؟ اور جو چیز سنت کو بدلتی ہے کیا اس کے بدعت ہونے میں بھی کوئی شک ہے؟ حضرت شیخ عبد الحق کا ارشاد بھی یہی ہے اور بات یہ ہے کہ جس معاملہ میں مخصوص ذکر اور عمل کا مخصوص طریقہ موجود ہو، اس میں ایجادات کی ضرورت ہی کیا ہے، مشکوٰۃ شریف باب العطاس میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے سامنے ایک شخص نے چھینک لگائی پھر کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ حضرت ابن عمرؓ نے اسے منع کرنے کے لئے فرمایا میں بھی کہتا ہوں یعنی دونوں لفظ اپنی جگہ پر درست ہیں، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھینک کے موقع پر درود و سلام پڑھنا نہیں سکھایا، بلکہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَال کہنے کی تعلیم دی ہے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی اس موقع پر فرماتے ہیں صاحب شریعت کے پیچھے چلنا چاہئے اور کئی ایسے کام ہیں جو اپنی جگہ اچھے ہیں لیکن خاص موقع میں وارد نہیں ہوئے، اور سنت میں نہیں آئے، جیسا کہ نمازوں کے بعد مصافحہ کرنا وغیرہ (اشعۃ اللمعات ص [illegible]) مدارج[1] شریف میں اسی موقع میں فرماتے ہیں، درود شریف کی فضیلت میں کیا شک ہے لیکن جیسا کہ ارشاد ہوا ہے وہی کام کرنا چاہئے، صاحب شریعت نے ہر چیز کا مقام اور موقع مقرر کر دیا ہے، وہ بات اسی جگہ کہنی چاہئے اور کرنی چاہئے جیسا کہ رکوع میں قرآن پڑھنا منع ہے

---

[1] مدارج النبوت ص [illegible]

بریلوی حضرات غور فرمائیں جس موقع کے لئے ہماری شریعت میں تعلیم موجود ہو، اس جگہ یہ گستاخیاں کتنی بدنما معلوم ہوتی ہیں۔

۵۔ شریعت جس معاملہ میں خاموش ہو، اور اس کے متعلق ہمارے دین میں ہدایت موجود نہ ہو، اس مسئلہ میں قیاس اور اجتہاد کی گنجائش بشرطیکہ ہے۔ لیکن جس مسئلہ کے متعلق حدیث میں خیر الھدی ھدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا سنت صحابہ کا عملی نمونہ ہو وہاں عقل کی ٹانگ اڑانا سنت کی ہتک نہیں تو کیا ہے۔

۶۔ موت کے وقت شیطان کے گمراہ کرنے کا واقعی اور شدید خطرہ ہے۔ آپ اس وقت اذان کیوں نہیں کہتے؟

۷۔ اعمال و افعال کی تاثیرات اور فوائد پر بزرگان دین کو نہایت گہری بصیرت اور غور و فکر حاصل تھا۔ اذان کے یہ فوائد ان کی سمجھ میں کیوں نہیں آئے۔

۸۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے رسالہ میں قبر پر اذان دینے کی اجازت کا ذکر تک نہیں اپنی اٹکل اور تخمین سے انہوں نے اس کو جائز کہنے کی کوشش کی ہے یہ ان کی ذاتی رائے ہے۔ کیا ایک شخص کی ذاتی رائے مذہب کی بنیاد بن سکتی ہے؟

۹۔ جب بھی آپ لوگوں سے ان باتوں کی کوئی سند دریافت کی جاتی ہے تو جواب یہ ملتا ہے کہ گو قبر پر اذان کہنا ثابت نہیں، لیکن یہ کہاں لکھا ہے کہ یہ منع ہے۔ رسالہ ہذا کے شروع میں منع کے دلائل جو حنفی فقہ کی معتبر کتابوں سے لکھے گئے ہیں۔ اس کے بعد آپ لوگوں کے پاس کیا گنجائش رہ جاتی ہے۔

۱۰۔ اصل اشیاء میں حرمت ہے، یا اباحت، یا توقف۔

حرمت اور اباحت کے دلائل سخت متعارض ہیں، اس لئے یقیناً دونوں ساقط

ہو جائیں گے۔ اور دونوں کی عدم موجودگی میں توقف کے متعین ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے؟ اور جب ثابت ہو گیا کہ اصل توقف ہے تو ...۔ یہ امر ہے کہ اصل فی الاشیاء کے متعلق یہ اختلاف امور عادیہ کے متعلق ہے یا تعبدی امور کے متعلق؟ اس مسئلہ کے متعلق حنفی فقہاء کی تشریحات پیش کریں۔ واضح رہے کہ کتاب الاعتصام میں امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ اختلاف تعبدی امور میں نہیں ہے۔ کتاب الاعتصام

صفحہ ۳۰۱
ج ۱

۱۱۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کو عید کے دن نماز عید سے پہلے نفل پڑھتے دیکھ کر منع فرمایا، اس شخص نے جواب دیا، اے امیر المومنین میں جانتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ نماز پڑھنے پر عذاب نہیں دے گا کیونکہ نماز اللہ کی عبادت ہے، حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا، میں جانتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ کسی کام پر ثواب نہیں دیتے جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہ ہو، یا اس کی رغبت نہ دی ہو (اور چونکہ یہ نماز نفل عید کے دن نماز عید سے پہلے نہ آپ نے پڑھی ہے، اور یہ ...کام حرام ہے۔ تو شاید خداوند تعالیٰ تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر عذاب دے۔ (مجمع البحرین)

اس روایت کی روشنی میں اذان قبر کے متعلق آپ لوگوں کی کیا رائے ہے؟

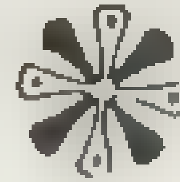
حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح مشکوٰۃ صفحہ ۲۷ پر ایک لذیذ اصول بیان فرمایا ہے کہ، "تابعداری جس طرح کرنے کے کاموں میں ضروری ہے، اسی طرح چھوڑنے کے کاموں میں بھی ضروری ہے، پس جو شخص ایسے کام کو ہمیشہ کرے جسے صاحب شریعت نے نہ کیا وہ بدعتی ہوتا ہے۔"

بالکل یہی عبارت مرقاۃ شرح مشکوٰۃ حدیث اول کی شرح میں موجود ہے۔

بھائی مسلمانو! غور کرو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اذان کے ...

اور دفنِ میت کا دستور بھی، پھر آپ کا، ذان کو چھوڑ دینا ہی اس بات کی
کہ ہمارے لئے بھی اس کا چھوڑنا ضروری ہے، اور جو شخص، نہ چھوڑے
وہی بدعتی ہوگا۔

والسلام



باب سوم

بریلویوں کی تاریخ

یوں تو بریلوی طرز خیال تین چار صدیوں سے ورد سر بنا ہوا ہے چنانچہ امام مجدد بھی اسکے شاکی ہیں مگر ایک سو سال سے یہ سازش منظم ہو کر سنت رسول پر حملہ کر رہی ہے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کو بعض اتفاقات کی بنا پر آخر عمر میں تحفۂ اثنا عشریہ لکھنے کی ضرورت پیش آئی یہ کتاب شیعوں کی تردید میں لاجواب ہے۔ سرکار اودھ بھی شیعہ تھے انکے تنخواہ دار سنی مولویوں کو حق نمک ادا کرنے کے لیے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے بغض و عناد پیدا ہونا قدرتی بات تھی مگر شاہ صاحبؒ کے علم و فضل کے سامنے ان کی دال نہ گلی حضرت شاہ صاحب کے بعد ان کے بھتیجے شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے بدعت اور قبر پرستی کی بڑھتی ہوئی رفتار کے پیش نظر رسالہ تقویۃ الایمان لکھا۔ یہ رسالہ تلخ ضرور ہے مگر اس وقت

کے تاریخی حالات شاہد ہیں کہ علامہ شہیدؒ کی یہی تلخ تصنیف بدعت کو لگام دینے کا باعث ہوئی ورنہ قریب تھا کہ تمام ہندوستان پجاریوں کا مندر بن جاتے۔ اس خاندان کے حاسد شیعہ پرستوں کو موقع ہاتھ آیا مگر تمام ہندوستان میں شاہ ولی اللّٰہی خاندان کے علم و فضل کا طوطی بول رہا تھا۔ مجبوراً مولوی فضل حق خیر آبادی مرحوم کا تعاون حاصل کیا۔ یہ حضرت منطقی تو تھے ہی، اور علامہ شہیدؒ کے ہم عصر ہونے کی وجہ سے رقابت اور حسد میں بھی مبتلا تھے مل جل کر ایک پروگرام طے کر لیا۔ یہ چنگاری دلکتی رہی اور سنت کے مقابلے میں شیعہ پرستی منظم ہوتی رہی یہاں تک کہ انقلابات زمانہ نے حضرات علمائے دیوبند کو علم و فضل، تقوٰی طہارت، اور دینی خدمت میں خاندان ولی اللّٰہی کا جانشین بنا دیا۔ قاعدہ ہے کہ محبت اور عداوت وراثت میں تقسیم ہوتی ہے۔ ادھر انگریز بہادر نے ہندوستان میں قدم رکھتے ہی بھانپ لیا کہ یہاں کے مسلمان علمائے دیوبند سے وابستہ ہیں حضرات

علمائے دیوبند حریت و آزادی کے علمبردار تھے۔ ان کا وجود انگریز کی
موت کا نسخہ تھا۔ یہ حضرات درس و تدریس، وعظ و نصیحت کے ساتھ ساتھ
نظام سے بھی متوقع تھے اور اس کے باوجود حلقہ شاگردی وسیع ہونے کی
سے تمام ہندوستان بلکہ روم شام، عرب و عجم، کابل قندھار، بخارا خراسان،
تبت بلکہ دنیا کے تمام گوشوں میں اسلامی انقلاب کے لیے وسیع پیمانہ پر
اور سکیمیں بناتے اور چلاتے تھے۔ انگریز کی سیاست مشہور ہے انگریز
قوت کی بجائے تدبیر سے کام لیتا ہے۔ حضرات علمائے حق کو بدنام کرنے کیلئے
اور جب اسے معلوم ہوا کہ ہندوستان میں ایک بے نام جماعت ان کے مخالفین
کی بھی موجود ہے تو انگریز بہادر نے ان سیاسی اور علمی یتیموں کے سر پر
سایۂ عاطفت اور دست شفقت پھیر دیا۔ اب کیا تھا بریلویوں کے وارے
نیارے ہو گئے دولت کے دہانے کھول دیئے گئے۔ روپیہ اور پولیس ان پر
قربان ہونے لگا۔ حکومت کی طرف سے وسیع مراعات ملنے لگیں۔ ہر جگہ بریلوی
لوگوں نے یہی کام کرنا شروع کر دیا۔ ہر صوبہ میں اس کا باقاعدہ کام شروع ہوا
چنانچہ لاہور میں سید دیدار علی شاہ صاحب اور بریلی میں مولوی احمد رضا خان
اس ملک کے انچارج تھے۔ جہاد منسوخ کرنے کے لیے انگریز بہادر نے
مرزا قادیانی کو اپنا رسول بنا کر مبعوث فرمایا اور مجاہدین کی بدنامی کے لیے
بریلوی مبعوث ہوئے۔ اسلام کے سینے میں یہ دونوں خنجر اس طرح پیوست
کر دیئے گئے کہ اسلام انگریز کا یہ احسان کرم فرمائی کبھی نہ بھولے گا۔ خوش
اتفاق یہ بھی تھا کہ جاہل پیروں کی عوامی بھی نذر و نیاز، علم غیب اور حاضر ناظر
کے عقیدہ پر ٹکڑی ہے اور پیر پرستی ہندوستان کی بہت بڑی پیداوار ہے
پیروں نے بھی بریلویت کو سہارا دیا۔ یہ کمزور یتیم جو مرض الموت میں مبتلا سمجھا جاتا
تھا چند دنوں میں تندرست، شوخ اور جوان ہو گیا اور تمام سابقہ اہل البدع
و اہواء کی طرح اس کا نعرہ بھی کلمۃ حق ارید بھا الباطل کا مصداق تھا

انگریز نے حضرات علمائے دیوبند کو بہت زیادہ بدنام کرنے کے بعد جیل کی کال کوٹھڑیوں
میں ٹھونسنا شروع کر دیا۔ حضرت امام مجدد الف ثانیؒ کے روحانی فرزند زیب
زندان ہونے لگے۔ خانہ تلاشی وارنٹ گرفتاری دیوبندیوں کے دن رات کا مشغلہ
تھی اور جب بھی کسی بندہ خدا کو گرفتار کر لیا جاتا تو جیل سے اس کی لاش اُس وقت
برآمد ہوتی تھی جب سول سرجن کی طرف سے موت کا سرٹیفکیٹ میسر آتا۔ بریلوی
مذہب نے جوان ہوتے ہی انگریز بہادر کے اشارے سے مندرجہ ذیل
خطوط پر کام کرنا شروع کیا

۱۔ شیعیت اور رافضیت کی بدعات کو اہل سنت میں عملاً و اعتقاداً داخل کرنا۔
۲۔ مرجوح اور مجروح اقوال غیر معتبر اور ضعیف روایات کی بنا پر بدعت کے
خنجر سے سنت رسولؐ کو ذبح کرنا۔
۳۔ اولیاء اللہ کی محبت کی آڑ میں انگریز دشمن اہل سنت دوست حضرات علمائے دیوبند کو
جھوٹ، پروپیگنڈا، اشتہار بازی اور گالی گلوچ سے بدنام کرنا۔
۴۔ سیاسی جمود پیدا کرنا، مسلمانوں کو سیاست سے دور رکھنا، ہر سیاسی جماعت ہر
نامور سیاسی اور دینی مفکر کو بے دریغ، بلا استثنا کافر کہنا۔
۵۔ اپنے پیر کے علاوہ ہر بزرگ کو بدنام کرنا، نفرت سے دیکھنا یا پارٹیاں بنانا۔
قوم کو لڑانا۔

ناظرین! بریلوی مذہب کے یہ پانچوں اصول دراصل اس مذہب کے
ارکان خمسہ ہیں سب سے پہلے نمبر ۱ کو دیکھئے۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ اس مذہب
کی پیدائش کے اصلی اسباب اور محرکات میں سے ایک سبب شیعہ نوازی کی نمک
خوری بھی ہے جو تحفہ اثنا عشریہ کی تصنیف کے بعد دہلوی خاندان سے مستقل
بغض و عناد کی صورت اختیار کر چکی تھی۔ اس لیے بریلوی عقائد اور عمل میں شیعیت
کا عنصر شامل ہونا لازمی اور ضروری تھا چنانچہ آج جتنے مسائل ہمارے اور
بریلویوں کے درمیان زیر بحث ہیں ان تمام مسائل میں شیعہ اور بریلوی ایک ہیں۔

متعلق ہیں مثلاً علم غیب، حاضر ناظر، بشریت، نور کا مسئلہ، تیجا، چوتھا، چہلم کی تعیین، کھڑے ہو کر سلام پڑھنا، بلند آواز سے درود شریف پڑھنا، بھجن، حضرت امام جعفر صادق کا کونڈا، اور نذر اولیاء کو جائز سمجھنا، مدد کے لیے پکارنا اور یا علی مدد! تو شیعوں کا سلام ہے، شیعہ انبیاء کے علاوہ اماموں کو حاضر ناظر سمجھتے ہیں، ان کو سمندر کے قطروں اور درختوں کے پتوں تک کا علم سمجھتے ہیں، شیعہ انبیاء اور اماموں کو نور کہتے ہیں، اور اسی بنا پر بشریت کا انکار کرتے ہیں۔ بریلوی واعظ اور بھی ترقی کر گئے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا ماننے لگے ہیں۔ چنانچہ ایک لاہوری واعظ سید پیر صاحب نے سورۂ حشر کی آخری آیات ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ کا مصداق حضور کو قرار دیا ہے۔ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں (نور بھی نور ہے) یعنی نور ہدایت۔ اور یہ مضمون قرآن میں کئی جگہ موجود ہے، مگر بریلوی حضرات نور کے معنی بشریت کے برعکس سمجھتے ہیں۔

تعیینات اور بدعی رسوم میں تو شیعہ اور بریلوں کا ایسا گٹھ جوڑ ہے کہ من تو شدم تو من شدی کا نظارہ ہے۔ مجلس ختم ہوتے وقت اٹھ کر سلام پڑھنا بریلوں اور یہودیوں سے شیعہ نے سیکھا تھا۔ اب شیعوں میں ضروری ہے اور بریلوی بھی ناغہ نہیں کرتے۔ شیعوں کی سوز خوانی اور مرثیہ خوانی اور ادھر بریلویوں کے نعت خوان ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ ان کی حرکات، نازو انداز، ادا، رنگ کی مہارت، معرکہ بندی اور چال ڈھال بالکل ایک ہے، اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ اور مجلس کے طور تو اس قدر ملتے جلتے ہیں کہ آہ، واہ، جزاک اللہ، انداز بیان، مبالغہ آمیزی، تبرّا بازی، تہمت سازی اور دشنام طرازی میں دونوں ایک ہیں (اصل میں دونوں ایک ہیں)

شیعہ اور بریلوی مقرر دوران تقریر میں آرام لینے کے لیے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد حاضرین کو بلند آواز سے درود شریف اور مومنین صلوات پر مجبور کرنا

ہے اور یہ بھی ایک فیشن ہے۔

اور سب سے بڑی چیز نذر و نیاز کا مسئلہ ہے۔ شیعہ بارہ اماموں کی نذر مانتے ہیں اور اس کو تبرک سمجھتے ہیں، ہر بات میں ان کو مالک مختار مانتے ہیں ان کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ دنیا کا نظام پنجتن چلا رہے ہیں اور بریلوی بھی نذر اولیاء کے دلدادہ ہیں بزرگوں کو نیاز پر مسجدوں میں جھگڑا ہوتا رہتا ہے۔

الغرض! بریلویوں نے شیعوں کے تمام مسائل کو وہاں سے نکال کر اہل سنت کے سر پر ڈال دیا اور بزرگان دین کی محبت کے پردہ میں شیعہ کی تمام رسومات کو اہل سنت میں رائج کرنا چاہتے ہیں۔ نام کو اہل سنت بنتے ہیں اور کام شیعوں کا کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ جماعت شیعوں کی ایجنٹ ہے اور شیعیت ان سے پہلے بھی اسلام کی تاریخ میں اہل سنت پر وار ایسے کئے کر چکی ہے۔

۱۔ ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے کہ بریلوی مذہب کے دلائل طبقہ رابعہ کی احادیث ضعیفہ کہانیاں، داستان، مذہب مجتہدین کے مخالف اقوال، موضوع روایات اور خوش آوازی ہے۔ حضرت امام مجدد نے کیا خوب فرمایا کہ

"بدعت کا سرچشمہ پیر اور بدعتی مولوی ہیں"

۲۔ حضرات علمائے دیوبند کی سیاسی اور دینی بصیرت، انگریز دشمنی، استقامت فی الدین پر کئی دفتر لکھے جا چکے ہیں۔ ان حضرات نے انگریز کے منحوس دور میں جس توکل و ثابت قدمی اور استقلال سے انگریزی ظلم و ستم کا مقابلہ کیا ہے وہ تاریخ اسلام کا ایک زریں باب ہے جس پر بلند نظر مورخین بہت کچھ لکھ رہے ہیں۔ مگر چمگادڑ کی آنکھ کیا دیکھے!

ادھر بریلویوں کی ناز پروردگی، آرام طلبی، جاہ پرستی کا یہ حال ہے کہ شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ سے گزارتے تھے۔ سنا ہے کہ اعلیٰ حضرت حقہ میں کستوری بھر کر پیتے تھے مرتے مرتے بھی امت سے وسیع دسترخوان مانگتے ہیں۔ انگریز کے زمانہ

ہیں اگر کسی بریلوی نے اُف بھی کی ہو یا کسی بریلوی کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھا ہو تو بتائیں۔ آج تک بریلوی جماعت کی طرف سے کوئی تنظیم یا اقامتِ دین کی کوئی کوشش وجود میں نہیں آئی۔ ہاں یہ خدمت ضرور کی کہ مسلمانوں کو کافر بنایا اور انگریزی دور میں ہندوستان کو دارالاسلام بنایا کتاب الامارۃ والجہاد میں جہاد کی ایسی شرائط بیان کیں جن سے جہاد کو منسوخ تو نہیں یا ختم کر دیا۔

۴۔ **سیاسی جمود:۔** بیان ہو چکا ہے کہ بریلویوں نے آج تک کسی سیاسی تنظیم کا ساتھ نہیں دیا اور کوئی تنظیم جو ہندوستان کو انگریز کے آہنی پنجے سے آزاد کرانے کے لیے قائم ہوئی تو انگریز کو جاتا دیکھ کر بریلوی ہمیشہ سے فتوی بازی کی ہر ایک سیاسی جماعت سیاسی فرد سیاسی لیڈر کو جاتا تو کافر کہا اور یہی یہ ہے کہ حضرات علمائے دیوبند کو کافر کہنے کی وجہ بھی صرف یہی ہے۔ مفکرِ ملت علامہ اقبال کا سب سے بڑا گناہ یہی ہے کہ وہ حریت آزادی اور خودی کے معلم ہیں۔ جھٹ مولوی دیدار علی شاہ صاحب نے ان پر کفر کا فتوے دے دیا۔ اس وقت پیشِ نظر بریلویوں کے چند رسائل ہیں ان کی سیر سے ناظرین اندازہ کر سکیں گے کہ تقسیم ہند کے موقع پر بریلوی علماء نے کس دینی اور دنیوی تدبر کا ثبوت دیا۔

ایک رسالہ ہے القول الظاہر علی المکفر [illegible] دوبارہ کاٹھیاواڑ ایجوکیشنل مسلم کانفرنس جس میں مولوی احمد رضا خاں صاحب سے لے کر مولوی دیدار علی شاہ صاحب علماء بریلی، کلکتہ، جبل پور، بہار، کانپور، سندھ، حیدرآباد، سیتاپور، کاٹھیاواڑ، شاہجہان پور، رام پور، لاہور کے ۱۴۰ بریلوی مستند علماء کے دستخط موجود ہیں، بالاتفاق لکھا ہے کہ اس مسلم کانفرنس میں شرکت اور مالی امداد دینا حرام ہے اور اسی فتوی سے مسلم لیگ کی شرکت حرام ثابت کی ہے۔

دوسرا رسالہ احکام نوریہ شرعیہ بر مسلم لیگ مصنفہ مولوی حشمت علی

رضوی صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں:

"کانگریس کھلے ہوئے کافروں کی جماعت ہے ...... اس کے ہمنوا مثلاً جمعیت العلماء، مجلس احرار وغیرہم اشرار کلہم فی النار"

صفحہ ۲ پر تشریح فرماتے ہیں:

"حسین احمد اجودھیا باشی، شبیر احمد دیوبندی اسلام سے مرتد، کفایت اللہ؟"

یعنی مولانا حسین احمد مدنی، علامہ شیخ الاسلام پاکستان محدث شیخ شبیر احمد عثمانی دیوبندی، مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی۔ آگے مسلم لیگ کے متعلق فرماتے ہیں:

"وہ اغراض و مقاصد جن کے لیے مسلم لیگ بنائی گئی ہے ... وہی اصول شرعیہ و احکام اسلامیہ کے متضاد اور مخالف ہیں"

ذرا بتائیں تو مسلم لیگ کے اساسی دستور میں کون سی کفریات ہیں!؟

اب سنیے مسلم لیگ کا گناہ کیا ہے؟ فرماتے ہیں:

"تھانوی کو لیگیوں کی تقریروں، تحریروں میں شیخ الاسلام کہا جاتا ہے، حکیم الامت لکھا جاتا ہے۔ لیگ کے اجلاس میں تھانوی کا پیغام خاص احترام اور اہتمام سے لیا اور سنا جاتا ہے" ص۲

ناظرین! یہ ہے مسلم لیگ کا گناہ۔ مگر افسوس کہ بریلویوں کے فتوے دھرے رہ گئے اور تھانوی کے فتوے پر پاکستان بن کر رہا۔ بریلوی اپنے گھر میں میاں مٹھو بنتے رہے۔ دینی انقلابی تحریکوں میں ایسے کوڑ مغز ناعاقبت اندیش کوتاہ نظر ملاؤں کے فتوے کون سنتا ہے! ہر جگہ تصور ٹھہرتو نہیں ہے۔

اس کے بعد تیسرا رسالہ دیکھیے "مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری" مصنفہ سید اولاد رسول قادری برکاتی مارہروی سجادہ نشین مارہرہ شریف۔ ان کے جلے کٹے الفاظ بھی سنیے۔

فرماتے ہیں :۔

"لیگی جب خود فخر سے کہتے ہیں کہ کیا حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی لیگ کے حامی نہیں ہیں ؟ اور تو اور اکثر علمائے دیوبند لیگ میں موجود ہیں۔ اور جب لیگی جلسے میں حضرت مولانا اشرف علی زندہ باد کے نعرے لگائے جاتے ہیں، اور جب لیگ کی خاص کمیٹی میں اشرف علی تھانوی کو عملاً خصوصی امتیاز دیا جاتا ہے کہ وہ اس میں بذریعہ نمائندہ شریک ہو تو ...... الخ "

دیکھئے ہندوستان کی چھتیس کروڑ آبادی اپنی قسمت کا فیصلہ کر رہی ہے مگر بریلوی امتی علماء نہ کانگریس کا ساتھ دیتے ہیں نہ لیگ کا۔ نہ الگ اپنی تنظیم کرتے ہیں۔ کیوں ؟ اس لیے کہ انگریز کی جدائی ناقابل برداشت ہے۔ دس کروڑ مسلمانوں کا مفاد ایک طرف اور امتی بریلوی مولویوں کا ایک طرف۔ خیر مان لیا کہ پاکستان حضرت تھانویؒ کے فتوی سے بنا ہے۔ اب اس دیوبندی کے پاکستان سے ہجرت تو کر جائیں، مگر جائیں کہاں ؟ کانگریس کو بھی کھلے کافروں کی جماعت کہہ چکے ہیں، مسلمان قومی تھا جو انگلینڈ جا لبا۔

اس کے بعد ایک اور رسالہ دیکھیے "الجوابات السنیہ علیٰ زہاء السؤالات اللیگیہ" مصنفہ ابو الار رسول ماہروی۔ یہ بریلویوں کے بڑے حضرت ہیں۔ فرماتے ہیں :

" جو لوگ ان مقاصد اساسیہ لیگیہ کو سمجھتے ہوئے ممبر بنیں گے، وہ خود بد مذہب ہو جائیں گے " (بالاختصار ص۱۱)

اس سے معلوم ہوا کہ بریلوی مولویوں کے نزدیک بجز ان پیر صاحبان اور خواص و عوام دس کروڑ مسلمان جو لیگ میں شامل ہوئے سب کے سب بد مذہب ہیں، معاذ اللہ یہ کیسی بکواس ہے۔ یہ لوگ کسی کو جلے دیں، بد مذہب کتنا کم بی سمجھتے ہیں، پیروں کا یہ حال ہے تو علماء و جمہور عوام کا کیا گناہ ؟ کافر اور بد مذہب

گناہ ان کا عام مغلظ ہے۔ آگے فرماتے ہیں :

" لیگ کے مقاصد اساسیہ .... جو صریح محرمات، ضلالات بلکہ منجر بکفریات ہیں " ص۱۲

اسی رسالہ شریف کے ص۲۹ تا ص۳۲ پر درج ہے فتویٰ مبارکہ مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور یعنی مولوی محمد عبد اللہ صاحب کے استاد کا اس میں نعیم صاحب لاہوری فرماتے ہیں :

" لیگ کی حمایت کرنا، اس میں چندے دینا، اس کا ممبر بننا اس کی اشاعت و تبلیغ کرنا منافقین و مرتدین کی جماعت کو فروغ دینا ہے، اور دین اسلام کے ساتھ دشمنی کرنا ہے "

یعنی تمام لیگی، پیر بزرگ اور نیک و بد دس کروڑ مسلمان منافقین و مرتدین ہیں۔ یہاں بریلویت پوری برہنہ ہو کر سامنے آ رہی ہے۔ ان سب رسالوں میں قائد اعظم مرحوم کو نہایت نازیبا الفاظ سے یاد کیا ہے۔ اس لیے بریلوی حضرات سے ہمارے تین سوال ہیں :

۱۔ کیا قائد اعظم مرحوم پر آپ کا وہی فتوے باقی ہے کہ قائد اعظم کہنے والے کی بیوی نکاح سے نکل گئی یا فتویٰ بدل لیا ہے ؟ اگر فتویٰ بدل سکتا ہے تو پاکستان بنانے والے حقیقت میں علماء دیوبند اور مولانا تھانویؒ ہیں جیسا کہ حوالوں سے ثابت ہے۔ ان کی بھی جان چھوڑیے ورنہ اگر نہیں بدلا تو قائد اعظم دس کروڑ مسلمانوں نے کہا ہے کیا سب مسلمان عورتوں کا نکاح فسخ ہو گیا ؟ نکاح کا معاملہ نازک ہے اس لیے جلدی جواب دیں۔

۲۔ جتنے مسلمان لیگ میں شامل ہوئے کیا سب مرتدین و منافقین ہیں ؟ معاذ اللہ !

۳۔ مرتدوں کی حکومت میں رہنا کیسا ہے ؟ بینوا توجروا۔

ناظرین ! یہ فتوے بازی یہاں ختم نہیں ہوتی۔ آگے چلیے شرقپوری

میاں غلام اسد صاحب کے زیر اثر ایک کفر کی مشین لگی تھی۔ جس کا نام ہے مولوی محمد طیب قادری برکاتی، دانا پوری۔ بریلویوں میں ان کی اہمیت یہ ہے کہ سید صاحب کے اس فتوے پر ان کے دستخط بھی ہیں۔ ان محمد طیب صاحب نے ایک کتاب لکھی ہے۔ تجانب اہل السنۃ۔ اس میں بلا استثناء اور بہ تمیز مولانا محمد علی، شوکت علی، علامہ اقبال، ظفر علی زمیندار سے لے کر کانگرسی لیگی، اتحادی، خاکسار، احراری، جمعیۃ اسلامی، خلافتی غرض ہر مسلمان کو کافر کہہ کے ناظرین ناک بند کر کے یہاں سے گزر جائیں۔ یہ بریلوی سیاست کا سنڈاس ہے۔ مجبوراً آپ کو دکھایا ہے تاکہ بریلویوں کی حقیقت آشکارا ہو۔

ناظرین! بریلویوں کی فتوی بازی آپ نے دیکھ لی۔ کس قدر بے حقیقت اور لغو ہے۔ اب یہ بات واضح ہو گئی کہ ان بے حقیقت لوگوں کا کسی کو کافر کہنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ پکے مسلمان ہیں۔ پس حضرات علمائے دیوبند کا مقام آپ کو معلوم ہو گیا۔

۵۔ یہ ایک بدزبان اور منہ پھٹ جماعت ہے۔ اپنے پیر اور اہل مسلک کے سوا ہر بزرگ کو نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہر پیر کے ایداشت پارٹی ہے۔ اس پارٹی نے اسلامی وحدت کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ حضرت امام مجدد الف ثانی، اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، ولی اللہی خاندان دہلویہ کو خوب دل کھول کر بدنام کرتے ہیں۔ سب سے پہلے حضرت امام مجدد الف ثانیؒ کو لیجئے۔ مولوی احمد رضا خاں ان کا نام بہت نفرت سے لیتے ہیں بجائیکہ کسی معزز لفظ سے یاد کرے۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے اپنی کتاب "الکوکبۃ الشہابیہ" میں ستر وجوہ سے مصنف تقویۃ الایمان کو کافر ثابت کیا ہے۔ اس میں جس طرح فقہاء و محدثین کی عبارتیں نقل کی ہیں اسی طرح جا بجا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات متبرکہ سے بھی مدد لی ہے مگر حضورؒ کا ذکر کس

پیرایہ اور کن لفظوں میں کیا ہے۔ ذرا ملاحظہ ہو:

"تمام خاندان دہلی مصنف تقویۃ الایمان اور ان کے آباؤ اجداد کے آقائے نعمت خداوند دولت و مرجع و منتہی و مفزع و ملجا و سید و مولیٰ جناب شیخ مجدد صاحب" (صفحہ ۱۲ زیر بحث کفریہ ۵۳، ۱۵۴)

جس شخص نے مولوی احمد رضا خاں صاحب کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے وہ جو ان کے طرز تحریر سے کچھ بھی واقفیت رکھتا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ الفاظ کس درجہ تحقیر کے بیان میں ہیں۔ علاوہ ازیں یہ مقصد بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو اس کتاب کو دیکھے وہ یہ سمجھے کہ وہ ان لوگوں کے آقا اور ملجا و ماویٰ اور مرجع و منتہی ہیں جن کے ایک نہیں ستر کفریات فاضل بریلوی نے اس رسالہ میں ثابت کیے ہیں۔ باقی مولوی صاحب کے شدت غیظ کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ جناب سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے اسم گرامی کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ بھی نہ لکھا۔ ممکن ہے کوئی صاحب یہ تاویل کریں کہ ایک جگہ سہو ہو گیا ہوگا اس لیے دوسری جگہ بھی دیکھیے۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۱۲ سطر ۴، "جناب شیخ مجدد نے فرمایا" سطر ۲ صفحہ ۱۴ "جناب مجدد صاحب" صفحہ ۱۴ سطر ۱۵ "جناب شیخ مجدد" صفحہ ۱۴ سطر ۱۷ "مکتوبات جناب موصوف" صفحہ ۲۵ "جناب شیخ مجدد صاحب" صفحہ ۲۴ (زیر بحث کفریہ ۲۸ و ۶۰، شمارہ لیبو کے خاندان دہلی)

"ان سب کے پیر سلسلہ جناب شیخ مجدد صاحب کی تصنیفات و تحریرات میں اول کھلی پھیر رہی ہیں"

پھر اپنے دوسرے رسالہ [illegible] کے صفحہ پر لکھتے ہیں:

"تمام خاندان دہلی کے آقائے نعمت، و خداوند دولت و مرجع و منتہی و مفزع و ملجا و سید و مولانا شیخ مجدد صاحب اپنے مکتوبات کی جلد ۱ ۔۔۔۔ الخ"

پہلے مجھے مولوی احمد رضا خاں صاحب سے ایک گونہ حسن عقیدت تھی وہ

اگر کوئی جزئی اختلاف ہوتا تو اس کو نظر انداز کر سکتے ہیں ان کی توقیر ہی کرتے تھے لیکن جب ان کی اس قسم کی تحریریں میرے سامنے آئیں تو مجھے افسوس ہوا اور میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اور اسی کو میں اس وقت ظاہر کرتا ہوں:

؎ بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

حالانکہ مولوی صاحب جب کبھی اپنے والد بزرگوار کا نام لکھتے ہیں تو چار سطر پہلے سے القاب کا سلسلہ ہو جاتا ہے اور نام کے بعد بھی تین چار سطر دعائیہ جملوں سے بھری ہوئی ہوتی ہیں۔ ممکن ہے عام ناظرین کرام اس کو کوئی اہمیت نہ دیں۔ لیکن جو شخص مولوی صاحب موصوف کے انداز نگارش سے کچھ واقف ہے اور اس نے ان کی دو چار ہی تحریریں دیکھی ہیں اس کے لیے ضرور سوچنے کا مقام ہے کہ جو شخص ہر اُس شخص کے لیے جس کی کوئی بھی عزت اس کے دل میں ہوتی ہے دو دو، چار چار سطر کے مرصع القاب لکھتا ہے وہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی جناب میں کیوں اس قدر استکبار و انکار کا پہلو اختیار کیے ہوئے ہے۔ کہیں اس کی وجہ یہ تو نہیں کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اپنے مکتوب شریف میں بدعت اور اہل بدعت کا برا ناس کیا ہے۔

ناظرین! جب مجدد الف ثانیؒ کو دیوبندیوں کا پیرو بزرگ ظاہر کیا گیا الحمدللہ ہمیں اس نسبت سے سچا فخر ہے۔ خداوند تعالیٰ ہمیں اس بزرگ کی برکات سے محظوظ فرمائیں۔ اب آپ کچھ سمجھے کہ حضرت امام مجدد کے پیچھے بہ تشنیع حضرات علمائے دیوبند ہیں جو شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے نام سے بدنام ہیں۔ وہ اسی خاندان میں سے۔ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور ان کے چچا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ شاہ عبدالقادر صاحبؒ، شاہ رفیع الدین صاحبؒ، شاہ عبدالغنی صاحبؒ اور ان کے والد شاہ ولی اللہؒ مجدد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ مولوی محمد عمر صاحب نے بھی مقیاس حنفیت میں اس خاندان کو بہت برا بھلا کہا ہے۔ کیونکہ بدعت

مولوی محمد عمر اچھروی نے لکھا ہے کہ شاہ ولی اللہؒ جب حج کر کے دہلی آئے تو مشہور ہو گیا کہ شاہ ولی اللہؒ وہابی ہو گیا، کافر ہو گیا۔ "مقیاس حنفیت" طبع اول، [illegible]

ماہنامہ ایک ہے مزید اطمینان کے لیے ایک اور حوالہ دیکھیے۔ ملفوظات مولوی احمد رضا خاں حصہ سوم ص ۶۵، ۶۶

عرض: کیا حضرت مجدد الف ثانیؒ نے کہیں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اپنی تفضیل بھی لکھی ہے؟

ارشاد: تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔

پھر فرمایا۔ مکتوبات کی اول دو جلدوں تک تو ایسے الفاظ ملیں گے جن میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنقیص نکلتی۔ تیسری جلد میں فرماتے ہیں:

"جو کچھ فیوض و برکات کا مجمع ہے وہ سب سرکار غوثیت سے ملے ہیں۔ نور القمر مستفادٌ من نور الشمس" اسی میں لکھا ہے۔

"کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جو کچھ میں نے اگلی جلدوں میں کہا صحو سے کہا نہیں بلکہ زیادہ سکر سے۔" اب اگر کوئی مجددی ان کے قول سے استدلال کرے اس کو وہ جانے، ہم تو ایسے شیخ کے خدام ہیں جس نے جو بتایا صحو سے بتایا۔ خدا کے فرمانے سے کہا۔ تمام جہان کے شیوخ نے جو ربانی دعوے کیے ہیں ظاہر کر دیا ہے کہ ہمارا سکر سے دور نہیں نسبتیں دو وجہوں سے ہوتی ہیں یا تو واقعی یا سکر۔ سکر تو یہی ہے اور نا واقعی ۔۔۔۔۔۔ الخ

دیکھا آپ نے یہاں بھی وہی بے ڈھنگی چال۔ ادھر مجدد الف ثانیؒ ادھر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کیا ہندوستان بھر کے اس محسن اعظم کے لیے بریلویوں کے قلم سے رحمۃ اللہ علیہ بھی میسر نہیں۔ جب کہ دوسرے بزرگوں کے لیے سب کچھ ہے۔ افسوس کہ اس تھوڑی سی عبارت میں مولوی بریلوی نے تین ڈبل حیرت برے ہیں۔ سکر غلبۂ وقت کو کہتے ہیں یعنی سالک کی طبیعت بعض اوقات واردات الٰہیہ سے متاثر ہو کر بے خود ہو جاتی ہے اور ایسے راز کہہ جاتا ہے جن کا افشا بزرگ صحو یعنی باخودی کی حالت میں جائز نہیں ہوتا۔ ان کلمات کو

شطح کہتے ہیں۔ اگر سکر زیادہ ہو تو شطح بھی زیادہ ہوتا ہے اور قابل تاویل ہو جاتا ہے مگر امام مجدد الف ثانیؒ کی عبارت جس کو مولوی احمد رضا خاں نے دل کھول کر بگاڑا ہے اصل میں یہ ہے:

"ایں فقیر کہ ایں ہمہ دفاتر در بیان علوم و اسرار ایں طائفۂ علیہ نوشتہ ظاہرا بخاطر شما قرار یافتہ است کہ از روئے صحو خالص نوشتہ است بے مزج سکر حاشا کہ آں حرام و منکر است"

ترجمہ: اس فقیر نے یہ تمام دفتر جو حضرات صوفیۂ کرام کے علوم و اسرار کے بیان میں لکھے ہیں بظاہر تمہارا خیال یہ ہے کہ خالص باخودی میں لکھے ہیں جس میں سکر یعنی بے خودی کی ملاوٹ بھی نہیں ایسا نہیں ہے کیونکہ ایسا کرنا حرام اور برا ہے۔"

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ مکتوبات شریف میں جو مکتوب صوفیۂ کرام کے علوم و اسرار، احوال و مقامات کے متعلق لکھے ہیں۔ یہ خالص صحو اور باخودی میں نہیں لکھے گئے کیونکہ خالص صحو میں اسرار کو فاش کرنا کفر ہے اور اپنے آپ کو دوسرے سے بہتر سمجھنا شرک ہے۔ بلکہ اس قسم کے مکتوبات لکھتے وقت صحو خالص نہ تھا سکر کی کچھ ملاوٹ ضرور تھی چنانچہ فرماتے ہیں: "بلکہ سکر در صحو در رنگ نمک است کہ مصلح طعام است" یعنی سکر کی اتنی تھوڑی ملاوٹ جو کھانے میں نمک کی طرح ہو۔ یہاں آپ نے سکر کی ملاوٹ بقدر نمک در طعام کا ذکر کیا ہے وہ بھی فقط ان مکتوبات کے متعلق جن میں اسرار صوفیہ کا بیان ہے مگر بریلوی خائن ناک میں رہتے ہیں۔ انہوں نے یا ذکا پہاڑ بنا دیا، اور نتیجہ یہ نکالتے ہیں کہ چونکہ امام مجدد صاحبؒ نے جو کچھ لکھا ہے اس میں زیادہ سکر ہے اس لیے مجدد صاحبؒ کی کوئی بات قابل اعتبار نہیں۔ یہ تین جھوٹ ہم بریلویوں کو کسی طرح معاف کرنے والے نہیں ہیں:

۱- ایں ہمہ دفاتر کا ترجمہ اگلی جلدیں کیا ہے،

۲- علوم و اسرار صوفیہ کا ترجمہ کرتے ہیں جو کچھ میں نے پہلی جلدوں میں لکھا ہے خواہ مسائل شریعت ہوں۔

۳- مزج سکر مع تشریح در رنگ نمک در طعام یعنی سکر کی ملاوٹ نمک برابر کا ترجمہ کرتے ہیں زیادہ سکر ہے، کیا کوئی بیوقوف کھانے میں نمک کے معنی زرتی ہے کہ نمک زیادہ ہے کھانا تھوڑا ہے۔

یہ تین ظالمانہ جھوٹ بنا کر یہ مضمون مرتب کیا کہ مجدد صاحبؒ نے جو کچھ لکھا ہے زیادہ بے ہوشی میں لکھا ہے۔ اس پر یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اب اگر کوئی مجددی ان کے قول سے دلیل پکڑے، اس کا وہ خود ذمہ دار ہے یعنی مجدد صاحب کی کوئی بات معاذ اللہ مسائل شریعت بھی قابل اعتبار نہیں ہیں۔ تصور کے مجددیو! دیکھو تو بریلوی مولوی نے تین جھوٹوں میں امام مجدد الف ثانیؒ کی جڑیں کھوکھلی کر دیں۔ کچھ خبر ہے آپ کو جو شخص ایسے بزرگوں پر اس بدنیتی سے حملہ آور ہوتا ہے وہ علمائے دیو بند پر بہتان لگانے سے کیوں ڈرنے لگا؟ آگے لکھتے ہیں:

"ہم تو ایسے شیخ کے غلام ہیں جس نے جو بتایا صحو سے بتایا، خدا کے فرمانے سے کہا۔ یعنی حضرت امام مجدد خدا کے فرمانے سے باہر کی باتیں کرتے تھے ہمارا پیر خدا کی باتیں بتاتا ہے"

یہ بھی غلط ہے اس لیے کہ اسی مکتوب میں حضرت امام مجددؒ نے ارشاد فرمایا کہ صاحب عوارف قدس سرہٗ حضرت شیخ محبوب سبحانی کے اس قول قدمی ھٰذہٖ علی رقبۃ کل ولی اللہ کو سکر پر محمول کیا ہے۔ اور یاد رہے کہ حضرت امام مجدد الف ثانیؒ علوم شرعیہ کے متعلق اپنی کامل باخودی کا ذکر دفتر سوم ۱۵ میں کیا ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔

فتویٰ مبارکہ سید العلماء حضرت پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑوی

ناظرین کی مزید تشفی کے لیے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہٗ کا ایک فتوے درج کیا جاتا ہے۔ یہ فتویٰ آئینہ مذہب بریلویہ کے نام سے مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی نے شائع کیا تھا۔ اس میں پنجاب کے اہل علم حضرات سے، حضرات علمائے دیوبند کے متعلق استفسار کیا گیا تھا، قطب الوقت حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ صاحب سجادہ نشین گولڑہ شریف کے مفتی مولانا غلام محمد صاحب لکھتے ہیں:

"واضح ہو کہ علماء مسئول عنہم شکر اللہ سعیہم ان کی نیات مبنی بر خیر تھیں، یعنی یہ لوگ نیک نیت تھے اور اغراض ان کے حسنہ اور افعال ان کے حسنہ تھے اور چند مسائل کی وجہ سے ہم ان کے متعلق زبان دراز نہیں ہیں، ہمیں اس سے خداوند کریم نے محفوظ رکھا ہے اور آئندہ بھی اس کی درگاہ عالی سے ان کے لیے خیر خواہ ہیں۔" فقط

نیز فخر پنجاب علامۃ الدہر حضرت مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی شیخ الجامعہ عباسیہ بہاولپور، خلیفۂ اعظم حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی ارشاد فرماتے ہیں:

"مولانا محمد قاسم اور مولانا رشید احمد کا زمانہ میں نے نہیں پایا مولانا خلیل احمد صاحب و مولانا محمود الحسن صاحب کی زیارت ایک دفعہ کی ہے، مصاحبت کا اتفاق نہیں ہوا۔ مولانا اشرف علی صاحب کی ایک دفعہ زیارت اور ایک دفعہ دعا سلام ہے۔ اس

سے زیادہ ان حضرات کے ساتھ کسی مصاحبت کا اتفاق نہیں ہوا۔ مگر میرا اعتقاد ان بزرگوں کے متعلق یہ ہے کہ یہ سب حضرات علمائے ربانیین اور اولیاء امت محمدیہ سے تھے۔ احقر کو بعض مسائل میں ان سے اختلاف بھی ہے۔ مگر اعتقاد یہی ہے اور اس اعتقاد کے اختیار کرنے کا سبب ان کی تصانیف کا مطالعہ اور استفادہ، اور ان کا قبول عام ہے۔ بالخصوص مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کے خدمات طریقت پر نظر کر کے مشتبہ ہوتا ہے کہ شاید وہ اس صدی کے مجدد ہیں۔" فقط

۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ

نوٹ: اس رسالہ آئینہ مذہب بریلویہ کے مؤلف نے رسالہ میں لکھا ہے کہ ان فتووں کی اصل کاپی ہمارے پاس محفوظ ہے۔

پنجاب کے چند شہروں میں سوء اتفاق سے بریلوی پروپیگنڈا جاہل پیروں اور دین فروش ملاؤں کی برکت سے پھیلا۔ لیکن اہل اللہ کی اجتماعی سرگرمیاں ہمیشہ حضرات علمائے دیوبند کے ساتھ رہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت قبلۂ عالم سید پیر مہر علی شاہ صاحب اور حضرت میاں صاحب شرقپوری کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ حضرت میاں صاحب قدس سرہٗ کے حالات زندگی میں، جو کتاب "خزینہ معرفت" صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری نے تصنیف فرمائی ہے اس میں حضرات علمائے دیوبند کے ساتھ آپ کے تعلقات آمد و رفت اور عقیدت کا اظہار واضح طور پر موجود ہے اور یہ بھی فرمایا کہ دیوبند میں چار نوری وجود ہیں، لیکن حضرت پیر صاحب گولڑوی قدس سرہٗ کی اپنی تصنیفات سے علمائے دیوبند کی انتہائی تعظیم اور عقیدت ظاہر ہو رہی ہے۔ چنانچہ رسالہ "فیوضات شمسیہ" جو طاعون زدہ جگہ سے نکلنے یا وہاں جانے کے متعلق مولوی عبدالاحد صاحب خانپوری کے جواب

ملتے؟ تو حضرت علی محمد صاحب تقوی والے

ل اور اس کتاب میں یہ بھی درج ہے کہ جب میاں صاحب علاقہ قصور میں تشریف لاتے تو حضرت علی محمد صاحب تقوی والے [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہماری مطبوعات ایک نظر میں

شرح اسماء الحسنٰی (اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کی بہترین شرح) (از قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ) ۴۰/-

اصحابِ بدر (غزوۂ بدر کی تفصیلات اور ۳۱۳ صحابہؓ کے حالات) (〃 〃 〃 〃 〃) ۲۱/-

عشرہ مبشرہ (ان دس صحابہؓ کے حالات جنہیں دنیا ہی میں جنتی ہونے کی بشارت دی گئی) (قاضی حبیب الرحمٰنؒ برادر زادہ محمد سلیمان منصور پوریؒ) ۱۵/-

مکالماتِ نبویؐ (مختلف وفود سے باہمی گفتگو اور سوالات کے جوابات) (از مولانا ابوالکلام خان نوشہروی) ۱۸/-

حضرت عمرؓ کے سیاسی نظریے (یعنی آپ کا طرزِ حکومت) (〃 〃 〃 〃 〃) ۳۰/-

آدابُ الدعا (جس میں دعا کے فضائل و مسائل کے علاوہ بیعتِ شرعی اور آیتِ وسیلہ کی تفسیر) (از مولانا محمد حنیف یزدانی) ۲۱/-

زیارتِ قبور کا شرعی طریقہ (〃 〃 〃 〃 〃) ۱۵/-

مرشد جیلانیؒ کے ارشاداتِ حقانی (در بارہ توحید ربانی) (〃 〃 〃 〃 〃) ۲۱/-

قرآنی دعائیں (〃 〃 〃 〃 〃) ۵/-

محمد رسول اللہ غیر مسلموں کی نظر میں (〃 〃 〃 〃 〃) ۵۱/-

تحریک آزادیٔ فکر اور شاہ ولی اللہؒ کی تجدیدی مساعی (شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل سلفیؒ)

(حضرت شاہ ولی اللہؒ کی تعلیمات کا مرقع) (ترتیب: مولانا محمد حنیف یزدانی)

مقالات مولانا محمد داؤدؒ غزنوی (〃 〃 〃 〃 〃)

تفسیر سورۂ اخلاص (مشرکانہ عقائد و خیالات کی مفصل و مدلل تردید) (از امام ابن تیمیہؒ) ۳۶/-

تفسیر آیتِ کریمہ (توحید و دلائل توحید کی مفصل تائید) (〃 〃 〃 〃 〃) ۲۱/-

اصحابِ صفہؓ (صوفی اور تصوف کے متعلق چند سوالات کے جوابات) (〃 〃 〃 〃 〃) ۱۲/-

شہدائے اُحدؓ (ستر صحابہ کرامؓ کے حالات) (مولانا عبد الجلیل حقانی) ۹/-

عظمتِ صحابہؓ و اہلِ بیتؓ (قرآن و حدیث کی روشنی میں فضائل) (از شاہ اسمٰعیل شہیدؒ) ۱۵/-

ملنے کا پتہ

مکتبہ نذیریہ ۱۸ چناب بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

ایمان افروز کتابیں

اصحابِ بدر : غزوۂ بدر کی تفصیلات اور ۳۱۳ صحابۂ کرام کے حالات :
(از علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری)

شرح اسماء الحسنیٰ : اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کی بے نظیر شرح :
(از علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری)

مقالات مولانا محمد داؤد غزنوی جمع و ترتیب مولانا محمد حنیف یزدانی

عشرہ مبشرہ ان دس صحابہ کرام کے حالاتِ زندگی جنکو دنیا ہی میں جنتی ہونے کی بشارت دی گئی : (از قاضی حبیب الرحمٰن [illegible] قاضی محمد سلیمان منصور پوری)

معیار الحق عمل بالحدیث اور رد تقلید میں اردو زبان میں سب سے پہلی کتاب : پیش لفظ از حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی (تصنیف لطیف حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی)

تحریک آزادیٔ فکر اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تجدیدی مساعی جمع و ترتیب مولانا محمد حنیف یزدانی
یعنی حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تجدیدی خدمات [illegible] (از شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی)

تفسیر سورہ اخلاص از امام ابن تیمیہ — **تفسیر آیت کریمہ** از امام ابن تیمیہ

عظمتِ صحابہ اور اہل بیت : از حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ

[illegible] از حضرت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ

مرشد جیلانی کے ارشادات حقانی
در بارہ توحید ربانی (مولانا محمد حنیف یزدانی)

آداب الدعاء دعا کے فضائل و مسائل، تحقیق بدعت وسیلہ اور دعائیں، [illegible] کی تردید، تحقیق مسئلہ سماع موتی :

اسلام کا نظام عفت و عصمت :
(از مولانا [illegible])

شہدائے احد : ان ستر (۷۰) صحابہ کرام کے حالات زندگی جو غزوۂ احد میں شہید ہوئے

محمد رسول اللہ غیر مسلموں کی نظر میں (مولانا محمد حنیف یزدانی)

زیارت قبور کا شرعی طریقہ : قبوں سے متعلقہ شرک و بدعت کی تردید میں مفصل و مدلل کتاب

قرآنی دعائیں ہر موقع پر قرآن پاک کی بتائی ہوئی دعائیں :

مرزائے قادیان اور علماء اہل حدیث (مولانا محمد حنیف یزدانی)
خصوصاً مولانا ثناء اللہ امرتسری کے ان مناظروں کی روئداد

مکالمات نبوی از مولانا امام خان نوشہروی
(دو سو مکالمات کا مجموعہ)

ہمارے مکتبہ کی تمام کتابیں خوبصورت چھپی ہیں، اس کے علاوہ آپ کو جس کتاب کی ضرورت ہو ہمیں لکھیں!

پتہ : **مکتبہ نذیریہ** ———— لاہور